مولیئر

اور اس کے دو ڈرامے

پروفیسر ثریا حسین

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان
وزارتِ ترقیِ انسانی وسائل، حکومتِ ہند
ویسٹ بلاک۔1، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔110066

مولیئر

اور اس کے دو ڈرامے

پروفیسر ثریا حسین

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان
وزارتِ ترقیِ انسانی وسائل، حکومتِ ہند
ویسٹ بلاک۔1، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔110066

Mulier

By

Prof. Surayya Husain

سنہ اشاعت :

پہلا اڈیشن : 1984

دوسرا اڈیشن : 2002 تعداد 1100

قیمت : =/57

سلسلہ مطبوعات : 317

ناشر : ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔ I، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔ 110 066

طابع : جے۔ کے آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد، دہلی۔ 110 006

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خداداد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے اُن اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جاسکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تطہیر سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدارسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقۂ اثر میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب

ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر دلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کیں ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے اب ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا پروگرام شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہلِ علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کردی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ
ڈائرکٹر
قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان
وزارتِ ترقیِ انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی

فہرست

اِنتساب:

اپنی والدہ

اور

مُمتاز جہاں حیدر

کے نام

جنھوں نے زندگی کی راہوں کو روشن کیا۔

تعارف

مولیئر کی وفات کو تین سو برس سے اوپر ہو گئے اس کی اکیاون سالہ بے قرار، متنوع اور بھرپور زندگی کا مطالعہ کرتے وقت ہم سترھویں صدی کے فرانس کی تہذیبی، علمی و ذہنی زندگی سے روشناس اور اس معاشرہ سے واقف ہوتے ہیں جس نے صنف ڈرامہ کو ترقی دی اور کئی غیر معمولی ڈرامہ نگار پیدا کیے مولیئر کے منظوم اور نثری ڈراموں نے اپنے عہد کے ذوق کی نہ صرف ترجمانی کی بلکہ تربیت بھی کی ہے۔ وہ ۱۶۴۳ء میں تھیٹر سے منسلک ہوا۔ کمپنی کے ساتھ چودہ سال تک صوبہ جاتی دورے کیے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھائیں تھیٹر کی مینیجری اور اداکاری کے فرائض انجام دینے کی بنا پر وہ اپنے ڈراموں میں عمل (ایکشن) کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ اس کے پیش نظر یونانی اور رومن ڈرامہ نگار رہے۔ اس نے اطالوی اور ہسپانوی ڈراموں کے ساتھ ساتھ معاصر فرانسیسی ڈرامے اسٹیج کیے۔ اس نے ہی پہلی بار مشہور فرانسیسی المیہ نگاروں کورنئی اور راسین کو متعارف کرایا اور ان کے ڈرامے بڑی محنت سے پروڈیوس کیے۔

پیرس واپس آکر اس نے ۱۶۵۸ء میں لوئی چہاردہم کی اجازت سے "لوور" کی مشہور عمارت پیلے رویال میں "تھیٹر پتی بوربوں" شروع کیا جہاں وہ مرتے دم تک مقیم رہا۔ یہاں پہلی قابل ذکر کامیابی اس کے ڈرامے "بیش بہا تصنیک" ۱۶۵۹ء سے ہوئی۔ پھر تو اس نے متواتر ڈرامے لکھے جو برابر اسٹیج ہوتے رہے اور وہ خود اداکاری بھی تن دہی سے کرتا رہا جس کا سلسلہ آخر وقت تک قائم رہا۔ اس کی تحریروں میں مزاحیہ ناٹک (بیلے، سنگیت اور ناچ پر مبنی تمثیلیں) اور اعلیٰ طربیے شامل ہیں۔ یقیناً اس کی یہ سہ جہتی شخصیت حیرت انگیز ہے۔ ہر ڈرامہ اس کی غیر معمولی ذہانت کا شاہد ہے۔ وہ ایک ایسا حقیقت نگار ہے جس کے یہاں اشرافیہ، شہری متوسط

طبقے اور عوام الناس کی زندگی کی اچھوتی تصویریں ملتی ہیں۔

مولیئر کا کمال یہ ہے کہ اس نے ناصحانہ انداز کے بجائے ذہین لوگوں کو ہنسانا اور مسرت بہم پہنچانا اپنا نصب العین بنایا۔ اس کا طریق کار جمالیاتی ہے۔ اس نے کنجوسی، امارت پرستی، ریاکاری بالخصوص مذہبی منافقت کا پردہ بے دریغ فاش کیا ہے۔ مثلاً "کنجوس" میں ارپاگوں کا بخل عادت ثانیہ بن جاتی ہے شفقت و محبت کے لطیف احساسات اور قابل رحم حالات بھی اس کی سنگدلی کو نہیں پگھلا سکتے۔ اس کی وجہ سے معصوم لوگ رنج و غم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یوں "کنجوس" طربیہ ہوتے ہوئے بھی المیہ ہے۔

اپنے متضاد و متنوع تجربات کی بنا پر اس نے ڈاکٹروں، مذہب کے ٹھیکے داروں اور صنف نازک کو خاص طور پر اپنی طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ خرابیٔ صحت کی وجہ سے اس کو اکثر و بیشتر ڈاکٹروں سے سابقہ پڑا جو اس کا تسلی بخش علاج نہ کر سکے۔ لہٰذا ان کی تشخیص سے مولیئر کا اعتبار اٹھ گیا اسی وجہ سے اس نے طبیبوں کی لاعلمی اور لالچ کا تفصیلی ذکر اپنے ڈراموں میں کیا ہے۔ آخری ڈرامہ "وہمی مریض" اس موضوع پر معرکۃ الآرا سمجھا جاتا ہے۔

اس کی خانگی زندگی ناہموار تھی۔ بیوی عمر میں کم از کم بیس سال چھوٹی، آزاد طبع اور خودسر تھی۔ مولیئر کی کوشش کے باوجود دونوں کو کبھی ایک دوسرے سے رفاقت کا احساس نہیں ہو سکا۔ "عالم فاضل خواتین" میں اس نے ایسی عورتوں کا مذاق اڑایا ہے جو اپنے گھریلو فرائض سے غافل سارا وقت علم و فضل کے اکتساب میں گذارتی ہیں اور حقیقت سے دور جا پڑتی ہیں۔ اس کے خیال میں تعلیم ایسی ہونی چاہئے جو عورت کی فطرت کو مجروح نہ کرے۔ ناخوشگوار ازدواجی زندگی نے اسے عورتوں سے برگشتہ کر دیا۔ اس نے اکثر ڈراموں میں خودمختار اور پڑھی لکھی عورت کی زندگی اور طرز گفتگو کو مضحکہ خیز ثابت کیا ہے۔

اردو اور دوسری ہندوستانی زبانوں میں مولیئر پر خاطر خواہ کام نہیں ہوا ہے۔ انگریزی ادب میں شیکسپیئر کی جو اہمیت ہے وہی فرانسیسی میں مولیئر کو حاصل ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں انگریزی کے علاوہ فرانسیسی کتب سے بھی مدد لی گئی ہے۔ مجھے مولیئر کے یورپین اور امریکن ناقدین کے خیالات سے واقفیت حاصل کرنے کے علاوہ اس کے ڈراموں کو فرانسیسی زبان میں تفصیل سے پڑھنے کا موقع ملا اور مولیئر کے چند شاہکاروں کو پیرس کے اسٹیج پر دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ اس کی چند تمثیلیں بالخصوص "بیویوں کا مدرسہ" دنیا کی مختلف زبانوں میں پیش کی گئی ہیں۔

اسی طرح تارتوف بھی اس کا نمایندہ ڈرامہ ہے جو کئی زبانوں میں ڈھالا گیا ہے۔

"بیویوں کا مدرسہ" ہندوستان کے شوقیہ تھیٹر اور کالجوں کے اسٹیج کی ایک مانوس اور پسندیدہ کومیڈی ہے۔ مولیئر تین سو سال بعد بھی فرسودہ نہیں معلوم ہوتا۔ فن ڈرامہ نگاری میں اس کا نام ایک واضح علامت بن چکا ہے اور جدید ذہن کو آج بھی متوجہ کرتا ہے۔

ثریا حسین
پھول بن، جمال پور، علی گڑھ

دسمبر ۱۹۸۳ء

فرنچ کومیڈی ۔ مولیئر سے پہلے

بارھویں اور تیرھویں صدی کے فرانسیسی ڈراموں میں ٹریجڈی اور کامیڈی کا امتزاج ملتا ہے۔ مثال کے طور پر ژاں بوڈل کا ڈرامہ "ژود سیں نیکولا" (جو تیرھویں صدی کی ابتدا میں منظر عام پر آیا) میں مذہبی موضوع کے پہلو بہ پہلو بعض ایسے مزاحیہ سین موجود ہیں جو اس وقت کی روزمرّہ زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس طرح کی تمثیلوں نے آگے چل کر مولیئر کی عظیم مزاحیہ تخلیقات کے لیے راہ ہموار کی۔

عہدِ وسطیٰ میں ڈراموں کے موضوعات مذہب پر مبنی تھے۔ عوام جمالیاتی لطف بھی مذہب سے ہی حاصل کرتے تھے یعنی ان کی دلچسپی کا مرکز کلیسا کی رسوم اور مذہبی تیوہار تھے۔ جن میں شرکت سے انھیں بڑی خوشی ملتی تھی۔ اہل کلیسا کی ہدایت کے مطابق عوام ان ڈراموں میں بصد شوق حصہ لیتے تھے مثلاً "اسرار" MYSTERES ایسی تمثیلیں تھیں جن کے محرکات خالص مذہبی تھے۔ ہر ایسے کھیل میں کم از کم دو ڈھائی سو افراد شامل کیے جاتے تھے۔ مزدور، کاریگر، بورژوا اور پادری سب مل جل کر اسٹیج پر کام کرتے۔ اکثر ساٹھ ستّر ہزار اشعار گائے یا پڑھے جاتے جو لوگوں کے دلوں کو برماتے اور سرشار کرتے۔ عوام کا مذہبی جوش و عقیدت برقرار رکھنے کے لیے پادریوں اور راہبوں نے یہ ڈرامے لکھے اور پیش کیے ان کو دیکھ کر تھوڑی دیر کے لیے تماشائی زندگی کی تلخ حقیقتوں کو بھول جاتے تھے۔

اس میں ڈرامہ کی دوسری قسمیں مورالٹی MORALITY فارس FARCE اور سوتیز SOTTIES تھیں۔ مورالٹی نصیحت آمیز مذہبی اور طنزیہ ڈرامے تھے۔

فارس یا مذاقیہ ناٹک کے ذریعہ فرسودہ رسم ورواج پر تنقید کے ساتھ ساتھ انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کوتاہیاں ظاہر کی جاتی تھیں مولیئر کی کومیڈی انھیں ناٹکوں کی ترقی یافتہ صورت تھی فرانس میں سترھویں صدی تک "فارس" کسی نہ کسی شکل میں کھیلے جاتے رہے۔ عیاروں کے پھندے میں پھنسنے والے بھولے بھالے کرداروں کے قصے ان کے پسندیدہ موضوع تھے۔ تفریح کے علاوہ سیاسی اور معاشرتی زندگی پر ہجو اور طنز فارس کا مقصد تھا۔ ٹائپ کرداروں کے ذریعے تنقید و اصلاح سوتیز کی خصوصیت تھی ان کے موضوع مہمل اور بے سرو پا تھے۔ بھروپ بھرے۔ گدھوں کے کان لگائے مسخرے عصری واقعات کا خاکہ اڑاتے۔ چبھتے ہوئے اشاروں تک تو غنیمت تھا مگر جب انھوں نے اداروں، شخصیتوں اور واقعات کا کھلم کھلا مذاق اڑانا شروع کیا تو قانوناً اسے روک دیا گیا۔ لوئی دوازدہم سوتیز کا بڑا شائق تھا اس کی سرپرستی کی وجہ سے اس صنف کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ نادار طالب علم مسخروں کے گہرے، سبز اور زرد لباس پہن کر ان ناٹکوں میں جوق درجوق کام کرتے تھے۔

فرنچ کومیڈی کے مطالعہ میں مولیئر سے پہلے آدم دلا آل ADAM DE LA HALLE ایک اہم نام ہے کیونکہ اس سے قبل خالص کومیڈی کا کوئی وجود نہیں تھا جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا مذہبی ڈراموں میں عوام کی دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے چند مزاحیہ ٹکڑے بھی شامل کر دئے جاتے تھے۔ آدم دلا آل کا ڈرامہ "ژو دلا فئے" اس قسم کی پہلی پیش کش ہے جو پورے طور پر مزاحیہ اور غیر مذہبی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کو فرنچ کومیڈی کے ارتقا میں تاریخی اہمیت حاصل ہے حالانکہ اس میں کومیڈی کی ساخت ڈھیلی ہے۔ ابتدائی شکل میں ہونے کی وجہ سے ڈرامہ دھیمی رفتار سے آگے بڑھتا ہے۔ کرداروں کے ایکشن میں کمی محسوس ہوتی ہے۔ بیچ بیچ میں بعض ایسے افسانوی کریکٹر بھی آجاتے ہیں جو دوسرے حقیقی کرداروں سے میل نہیں کھاتے۔ یہ ایک لالچی شخص کی کہانی ہے۔ اس موضوع پر فرنچ میں کئی بہت اچھے ڈرامے لکھے گئے ہیں جس میں مولیئر کی مشہور تمثیل "کنجوس" بھی شامل ہے۔

چودھویں صدی کی فرانسیسی زبان میں مذاقیہ ناٹکوں کی افراط ہے پھر بھی اس زمانے کے بعض معجزاتی ڈراموں یعنی ORACLE PLAYS میں جو خالصتاً مذہبی انداز رکھتے تھے مزاحیہ عناصر ملتے ہیں۔ یہ ڈرامے انجیل مقدس سے اخذ کیے گئے۔ جب اداکار محسوس کرتے کہ تماشائی اکتا رہے ہیں تو وہ سنجیدہ مناظر میں فوراً ہنسی مذاق شامل کر دیتے۔ مذاقیہ ناٹک مذہبی

ڈراموں سے زیادہ مقبول ہو گئے۔ ان ناٹکوں کی بازگشت ہمیں مولیئر کے یہاں بھی سنائی دیتی ہے۔ اس قسم کے ڈراموں میں عموماً مذہبی شخصیتوں، فوجی افسروں اور مروجہ قوانین پر چوٹیں کی جاتی تھیں اور طنز کا انداز وہی تھا جسے آگے چل کر مولیئر نے ہم عصر زندگی اور رسم و رواج پر تنقید کے لیے اپنایا۔

پندرھویں صدی فرانس میں مذاقیہ ناٹک نے مزید ترقی کی۔ یہ صنف سوتیز اور مافوق الفطرت کے ڈراموں کے مقابلے میں حقیقی کومیڈی سے زیادہ قریب تھی۔ البتہ اس میں مثالی کرداروں اور سیاسی تلمیحات کے عناصر کم کر دیئے گئے اور عام لوگوں کے رویوں اور ان کی باہمی کشمکش کی حقیقی تصویر کومیڈی کے روپ میں پیش کی جاتی تھی۔ ہرچند کہ اس کے پلاٹ اور فضا عام روایتی کہانیوں اور لوک کتھاؤں پر مبنی تھی لیکن ملک کے رسم و رواج اور عوام کے رہن سہن اور طور طریق کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا جاتا تھا۔ اس دور کا مشہور ترین ڈرامہ "پاتھلین" ۱۴۷۰ء ہے۔ جس کا گمنام مصنف بلاشبہ بڑا فنکار تھا۔ اس کو پہلی شاہکار فریخ کومیڈی کی حیثیت حاصل ہے اس ڈرامہ کی ساخت میں ہنرمندی اور بیان میں اختصار کے باوجود وضاحت پائی جاتی ہے۔ مختلف واقعات کی بنت میں منطقی ربط ہے۔ کردار چاہے تاجر ہوں یا وکیل و جج سب ہی حقیقی زندگی سے قریب ہیں اور ان کی زبان پیشے اور مرتبے کے مطابق ہے۔ اسلوب اس قدر بے ساختہ ہے کہ بیشتر ناقدین کی رائے میں مولیئر سے پہلے یہ ہی ایک ڈرامہ ہے جس کا اسٹائل اور زبان قابل تعریف حد تک فطری، سادہ اور برمحل ہے۔

اس زمانہ (چودھویں پندرھویں صدی) کی سیاسی ابتری اور جبر و تشدد نے اہل فرانس کے دل میں بے اطمینانی اور ناامیدی کے بجائے قومی جذبہ بیدار کیا اس تصور نے جنم لیا کہ ان پریشانیوں کو صرف اس وقت دور کیا جا سکتا ہے جب ایک طاقتور بادشاہ کے زیرسایہ مرکزی حکومت کو استحکام حاصل ہو۔

سولھویں صدی میں نشاۃ ثانیہ کے اثرات اطالیہ سے فرانس پہنچنا شروع ہو گئے اور سیاسی حالات کے ساتھ ادبی زندگی بھی متاثر ہوئی عہد وسطیٰ کے ادب میں مہم جوئی، اخلاقیات اور طنز و ظرافت کی طرف توجہ کی گئی لیکن آئندہ صدیوں میں اسٹائل ادب عالیہ کی بنیادی قدر قرار پایا۔ اور زبان و بیان کی سلاست و صفائی کی طرف توجہ

کی گئی۔

نشاۃ ثانیہ کے ساتھ فرانسیسی کومیڈی میں بھی نمایاں تبدیلی آئی۔ ڈرامے کی روح تو وہی رہی لیکن پلیٹوس، ترنیز اور ارسٹوفینز کے اثر سے گہرائی اور فن کاری کا اضافہ ہوا۔ ان کے متعدد فنی کارناموں کا فرانسیسی میں ترجمہ کیا گیا اور ان تراجم نے عصری ڈرامہ نگاروں پر اثر ڈالا۔ پندرھویں صدی میں فرنچ کومیڈی پر اطالوی کومیڈی کی چھاپ پڑی جس کی وجہ سے فرانسیسی ڈرامہ نگاروں نے کومیڈی میں سچویشن اور پلاٹ کو بوقت ضرورت بدلتے رہنے کی تکنیک کا استعمال کیا لیکن اطالوی اثر سے ایک قباحت یہ پیدا ہوئی کہ روایتی کرداروں کا چلن شروع ہوا مثلاً بوڑھے، اتالیق، ملازم غیر دلچسپ عاشق کی باتیں اور رویے رسمی اور گھسے پٹے ہوتے تھے۔ ژودیل کی منظوم کومیڈی "یوجین" ۱۵۵۱ء کو ایک طرح کی اختراع سمجھا جاتا ہے جس سے پادریوں پر طنز کی گئی تھی۔ علاوہ ازیں اس مصنف نے فرانسیسی زبان کی اولین ٹریجڈی "قیدی قلوپطرہ" لکھی جس میں بہ اعتبار فن یونانی ڈرامہ نگار سوفوکلیز کی تقلید کی گئی۔

"ہفت سیارہ" سات شاعروں پر مشتمل جماعت تھی جسے رونسار اور اس کے ساتھیوں نے اس مقصد سے قایم کیا تھا کہ مادری زبان کی ترقی کے لیے فرانسیسی شاعری میں مختلف اصناف کو رائج کریں۔ اس گروپ کے شاعروں میں رمی بیلو کی "لاریکنو" اور ژاک گریوین کی خزانچی ۱۵۵۸ء منظوم طربیے ہیں۔ پیر دو لاریوے کے نثری ڈراموں کو سولھویں صدی کی فرنچ کومیڈی میں اہمیت حاصل ہے لاریوے (۱۵۴۰ء - ۱۶۱۱ء) کے والدین اٹلی سے تعلق رکھتے تھے اور طباعت خاندانی پیشہ تھا اس وجہ سے وہ اطالوی کومیڈی سے اچھی طرح واقف تھا اس کی تخلیقات یا تو اطالوی ڈراموں کی نقالی ہیں یا اس کے ترجمے۔ جس میں اس نے ان کی فضا اور زبان و بیان کو اس طرح بدل دیا کہ وہ فرانسیسی معلوم ہوں۔ چنانچہ اس نے اطالوی زبان کی نمائندہ تخلیقات کو فرانسیسی میں منتقل کیا۔ "روحیں" ۱۵۷۹ء اس کا مشہور ڈرامہ ہے۔ مولیئر کا "کنجوس" اسی تمثیل پر مبنی ہے لاریوے کے بیشتر ڈراموں میں ایکشن ہے وہ پلاٹ کے ارتقاء اور بُنت پر زیادہ زور دیتا ہے۔

اواخر سولھویں صدی میں منظوم کومیڈی کا سلسلہ از سر نو شروع ہوتا ہے لیکن کوئی

قابل ذکر کارنامہ نہیں ملتا۔ اس وقت معمولی لکھنے والے اطالوی ڈراموں کی بھدی نقالی میں مصروف تھے۔ یہ سلسلہ ۱۶۲۹ء میں ختم ہوا جب کورنئی نے اپنا پہلا ڈرامہ "میلیتی" پیش کیا۔ یہاں سے حقیقی کومیڈی سامنے آتی ہے۔ اب تک عام کومیڈی فحاشی اور مسخرے پن کا شکار تھی۔ کورنئی کی دیگر مزاحیہ تخلیق "دروغ گو" (۱۶۴۳ء) کو فرانسیسی کلاسک کا درجہ حاصل ہے اور اس کا اعتراف خود مولیئر نے بھی کیا ہے اس تمثیل اور مولیئر کے ابتدائی ناٹکوں کے درمیان کوئی اہم کومیڈی نہیں ملتی اس لیے ہم کورنئی کو مولیئر کا پیش رو کہہ سکتے ہیں۔ عشق و محبت کورنئی کے ابتدائی ڈراموں کا موضوع تھا۔ اس کے کرداروں کی سیرت میں معمولی انسانوں کے خدوخال قدرے مبالغہ کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کردار عزتِ نفس، والدین کی محبت، حب الوطنی اور مذہبی عقیدت کے جذبات کی کشمکش سے دوچار ہیں۔ کورنئی نے زبان و بیان کے ضبط کو بھی قایم رکھا جو سترھویں صدی کے ابتدا میں فرانسیسی ادب کی کلاسیکی خوبی کہی جاسکتی ہے۔

"دروغ گو" سے پہلے اور بعد کی تمثیلوں میں دے ماغ دسین سورلین (۱۵۹۵ء—۱۶۷۸ء) کا ذکر ضروری ہے اس کی طنزیہ کومیڈی LES VISIONNAIRES (۱۶۳۷) سے مولیئر نے "عالم فاضل خواتین" LES FEMMES SAVANTES میں استفادہ کیا ہے۔

بواسوبیغ (۱۵۹۲ء—۱۶۶۲ء) کی کومیڈی "خوبصورت کہکشاں" (۱۶۵۴ء) میں ہم عصر زندگی اور سماج کا گہرا مشاہدہ موجود ہے لیکن اس میں ایک خوشگوار تبدیلی یہ ملتی ہے کہ ہسپانوی اور اطالوی ڈراموں سے مستعار عناصر کا سہارا نہیں لیا گیا ہے۔ مولیئر کی کومیڈی "کنجوس" میں کئی مناظر اس ڈرامے سے لیے گئے ہیں۔ ایک اور اہم نام کی نو (۱۶۳۵ء ۱۶۸۸ء) کا ہے جس کی دلچسپ منظوم "نخریلی ماں" (۱۶۶۵ء) بہت دنوں تک فرانسیسی پبلک میں مقبول رہی اس کے چند مناظر کی جھلک ہمیں مولیئر کے "کنجوس" میں بھی ملتی ہے۔

اسکاروں (۱۶۱۰ء — ۱۶۹۰ء) فرنچ کومیڈی میں ممتاز مقام رکھتا ہے جو اپنی نقلوں "ژودلے" (۱۶۴۵ء) اور "دوم ژوزف ارمیر (۱۶۵۳ء) کی وجہ سے مشہور ہے۔ سترھویں صدی کے فرانسیسی ڈرامے میں کلاسکیت کے زیر اثر جو ذوق پیدا ہوا اس کا تقاضا تھا کہ تمثیل کا عمل ایک مرکز پر مجتمع، سمٹا ہوا اور گہرائی لیے ہوئے ہو۔

سترھویں صدی کے فرانسیسی ادیبوں نے ہسپانوی ادب کے موڈل کے بجائے قدیم یونان وروما کے کلاسیکل ادب کو ترجیح دی اس سے فرانسیسی ذوق کے ایک مستقل اور دائمی رجحان کا پتہ چلتا ہے کہ مصنفین نے قدیم کلاسیکی ادب کے قواعد وضوابط کی پیروی کو اپنے لیے ضروری سمجھا۔

کلاسیکی ڈرامہ کے قواعد میں زماں، مکاں اور عمل کی وحدت ثلاثہ کے اصول کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس اصول کا مقصد یہ ہے کہ تماشائی کو یہ احساس پیدا ہو کہ جو تماشا وہ دیکھ رہا ہے وہ حقیقت ہے اور اس کی عقل جس قسم کے واقعات کے تسلسل کی متوقع ہے وہی پیش آ رہے ہیں۔ فرانسیسی ڈرامہ نگاروں نے سترھویں صدی کے وضع کیے ہوئے کلاسیکی اصولوں کی سختی سے پابندی کی اس زبان کے بڑے ڈرامہ نگار کورنئی، مولیئر اور راسین اسی نو کلاسیکی عہد کا عطیہ ہیں جن کی تخلیقات فرنچ ادب کی شاہکار تسلیم کی جاتی ہیں۔ ان ادیبوں نے "الفاظ" کو برتنے کا سلیقہ سیکھا اور اس کے لیے ریاضت کی۔ طرز بیان کے ان رموز کے عرفان کے بغیر کسی مصنف کی تحریر میں شستگی، پاکیزگی اور لطافت پیدا نہیں ہوسکتی۔ طرز تحریر کی سادگی اور صفائی، ذہنی پختگی کی غماز ہے اور ان ہی کی بدولت ادب میں تاثیر اور دل نشینی آتی ہے۔ فرانس کے ان نو کلاسیکی مصنفین نے زبان کو نئے مزاج، نئے آہنگ اور نئی فضا سے آشنا کیا اور یہ زبان پوری مغربی تہذیب و فکر کے اظہار وابلاغ کا وسیلہ بن گئی۔

سترھویں صدی میں فرانس کا ادبی اور سیاسی ماحول

سترھویں صدی کے ادب کے مطالعہ کے لیے اس عہد کی تاریخ، سیاست اور سماج کو سمجھنا ضروری ہے۔ ہنری چہارم (۱۵۸۹ء – ۱۶۱۰ء) کا عہد حکومت مقابلتاً خوشحالی کا دور تھا۔ اس نے بہت سی مذہبی اور سماجی اصلاحات کیں لیکن جب ۱۶۱۰ء میں اس کا قتل ایک کٹر مذہبی شخص فرانسوا روایاک کے ہاتھوں ہوا تو فرانس میں دفعتاً انتشار پھیلا۔ ان حالات میں ہنری چہارم کی ملکہ میری میدیسی نے قوت ارادی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ کسی مدافعت کے بغیر اپنے آپ کو ایک غیر ملکی شخص کونسینی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جس کے نتیجہ میں اندرونی خلفشار ناگزیر ہو گیا۔ کونسینی کی نالائقی اور بد انتظامی سے حکومت کمزور پڑ گئی اور امرائے مملکت کے حوصلے بڑھتے گئے۔ لوئی سیزدہم کے اشارے پر اس کے ایک ہمدرد چارلس البرٹ ویوم نے کونسینی کو ۱۶۱۷ء میں قتل کر دیا۔ ملک کے امرا و رؤسا نے اطمینان کا سانس لیا لیکن البرٹ ویوم اور بھی زیادہ رشوت خور اور موقعہ پرست ثابت ہوا۔ اس دور میں مذہبی اقتدار اور شاہی طاقت حاصل کرنے کی خاطر عجیب و غریب جنگیں ہوئیں جس کی وجہ سے فرانس کمزور پڑ گیا اور ایسی بدحالی کا شکار ہوا کہ تاریخ فرانس میں ایسی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔

۱۶۲۱ء – ۱۶۲۴ء کی کشمکش کے بعد لوئی سیزدہم کے وزیر اعلیٰ کاردینال ریشلیو نے فرانس کو سنبھالنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوا۔ سب سے پہلے اس نے اندرونی جھگڑوں کی طرف توجہ کی۔ ملک کے طبقۂ اشرافیہ اور شاہی حکومت کے درمیان فاصلہ کو کم کرنے کی کوشش کی۔ پروٹسٹنٹ سیاسی پارٹی کو ختم کیا جس کے لیے اسے سخت گیر بھی ہونا پڑا۔

اپنی خداداد ذہانت سے اس نے کوشش کی کہ ملک کو دوبارہ اس کی کھوئی ہوئی عظمت واپس دلا سکے۔ اس نے طاقتور شاہی حکومت قایم کی۔ چھوٹے امراء اور مذہبی پیشواؤں کو مطیع کیا۔ مالیات، فوج اور قانون کی اہمیت کو سمجھا۔ خارجہ پالیسی کو استحکام بخشا۔ اندرونی اور بیرونی خطروں کو کچل ڈالا اور ایک مضبوط ملک کی تعمیر میں کوشاں رہا۔ وہ لوئی سیزدہم کا طاقتور وزیر اعلیٰ تھا جس کی رائے کو شاہ مستند سمجھتا تھا اس نے علم و ادب کی سرپرستی کی۔ وہ فن کاروں کا دوست اور مربی تھا اور ان کی بڑی عزت کرتا تھا اس نے ہی فرنچ اکیڈیمی قایم کی۔ ۱۶۴۲ء میں اس کا انتقال ہوا مگر شاہ نے اس کی پالیسیوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ لوئی سیزدہم نے چھ مہینے حکومت کرنے کے بعد اپنے نابالغ بیٹے کی طرف سے حکومت کرنے کے لیے ایک کونسل بنائی جس کا ایک نامزد ممبر مزارین تھا اس نے بھی ریشلیو کی پالیسیوں کو جاری رکھا۔ لوئی سیزدہم کی بیوہ اور لوئی چہاردہم کی والدہ ملکہ این کو اس پر اتنا بھروسہ تھا کہ ملک کا سارا انتظام اس کے ہاتھوں میں سونپ دیا۔ مگر وہ کامیابی سے نہ چلا سکا۔ حکومت پر عوام کا اعتماد کم ہونے لگا اور ملک کے بیشتر حصوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ ایک طرف امیروں اور رئیسوں نے مختلف رکاوٹیں ڈالیں دوسری طرف عوام اور صوبائی پارلیمانی نے بھی مخالفت شروع کر دی۔

دراصل عوام اور پارلیمانی ٹیکس کے قانون میں اصلاح چاہتے تھے اور طبقہ امراء کھوئی ہوئی طاقت کے حصول کے لیے کوشاں تھا عوام پر ٹیکس کا بوجھ بہت بڑھ چکا تھا اور عدم ادائگی کی پاداش میں ہزاروں افراد جیل بھیج دیے گئے تھے لیکن ۱۶۴۸ء میں مزارین کی ڈپلومیسی کام آئی۔ حکومت اور عوام کے درمیان سمجھوتہ ہوا کیونکہ عام پبلک نے محسوس کیا کہ جھگڑا زیادہ نقصان دہ ثابت ہوگا۔

۱۶۶۱ء میں تیئیس سالہ لوئی چہاردہم نے باقاعدہ زمام حکومت سنبھالی اور ۱۷۱۵ء تک پچپن سال کی طویل مدت تک حکومت کی جس میں وہ متضاد حالات سے دوچار ہوا۔ اس نے خوشحالی اور عظمت کا دور بھی دیکھا اور بدامنی و زوال کا زمانہ بھی۔ اس کے عہد حکومت میں فرانس نے علم و ادب کے مختلف شعبوں میں بڑی شہرت حاصل کی مثلاً ڈرامے میں راسین اور مولیئر، شاعری میں فونتین اور بوالو، خطابت میں بوسوے اور بوردلو، تنقید اور اخلاقیات میں

بُریَر اور روشیفیلو، فلسفہ میں پاسکال، تاریخ میں سین سمَن اور رِطز، بوسین، لورین بروں پرِنو منسار اور پوژے، آرٹ میں غیر معمولی شخصیتیں پیدا ہوئیں۔ ۱۶۸۳ء سے اس عظمت کو زوال آنا شروع ہوا اور یہ سلسلہ ۱۷۱۵ء تک چلتا رہا جو لوئی چہاردہم کا آخری دور تھا۔

لوئی کی حکمت عملی یہ تھی کہ اقتدار کو زیادہ سے زیادہ اپنے ہاتھوں میں مرکوز رکھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ انتظامیہ کے تمام شعبوں کا مختارِ کل تھا۔ وہ وزیروں کا انتخاب اپنی پسند سے کرتا اور جسے چاہتا عہدے سے برطرف کر دیتا اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ وہ خدا کا نائب ہے اور اپنے آپ کو دنیا کی عظیم ترین ہستی سمجھتا تھا۔ اس نے عوام سے رابطے کے سلسلے میں اپنی خاص پالیسی وضع کی تھی امرا و رؤسا اور مذہبی رہنماؤں کو سیاست سے بے دخل کر دیا اور متوسط طبقے کو مراعات دیں کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ملک کے فیوڈل نظام نے انھیں اب تک کچلا اور دبایا ہے۔ یہ طبقہ زیادہ قابل اعتماد، باصلاحیت اور وفادار ہے۔ اس نے اس طبقہ کو نظامِ حکومت میں برابر کے شہری کی حیثیت سے شامل کیا۔

لوئی چہاردہم نے صوبوں کے انتظام میں بھی اصلاحات کیں۔ صوبوں میں پیرس اسمبلی کے طرز کی پارلیمانی ہوتی تھیں جن کے اختیارات محدود تھے لیکن مقرر کردہ گورنر من مانی کرتے اور طاقت بڑھا لیتے۔ ایک وقت ایسا آتا کہ وہ اس عہدے کو موروثی سمجھنے لگتے۔ یوں تو اصلاحات کی ابتدا کارڈینال ریشلیو سے ہوئی مگر لوئی نے صوبوں کی انتظامیہ کو براہ راست مرکز کے زیر نگرانی کر لیا اور اس طرح گورنروں اور حاکموں کا زور کم ہو گیا۔ اس کے اس رویے کی وجہ سے مورخ دوَرو یہ بتاتا ہے کہ بادشاہ ملک کے امیروں وزیروں کے ذہنی رجحان سے باخبر رہتا تھا۔ اس کو اندازہ تھا کہ یہ ملکی معاملات میں مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ اس نے ان کی اکڑ کو ختم کرنے کے لیے ان کے ذمے ایسے کام سونپے جو عام حالات میں وہ کبھی قبول نہیں کر سکتے تھے۔ دوَرو کے بیان میں کچھ صداقت ضرور ہے لیکن دربار میں بعض سنجیدہ ذہنوں کے امرا بھی تھے اور ایسی ہستیاں بھی جو اعلیٰ ادبی ذوق کی حامل تھیں۔

لوئی چہاردہم کے دربار کی بڑی اہمیت تھی۔ اس نے شاندار محل تعمیر کیے ہزاروں کی تعداد میں ملازم رکھے گئے۔ ملازمین میں معزز لوگ بھی شامل تھے جن کو محل کے خانگی انتظامات کی ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔ لوئی کا معمولی کام بھی ایک تقریب کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ صبح سے رات گئے تک اس کا ہر عمل طرح طرح کی تکلفات اور رسوم سے پُر ہوتا۔

معززین ہمہ وقت اس کی خدمت میں حاضر رہتے۔ تبدیلی لباس پر یہ اہتمام ہوتا کہ ایک شہزادہ قمیص دیتا تو دوسرا گاؤن پیش کرتا غرض ان آداب کے التزام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے بزعم خود شہنشاہیت کے وقار کو بھرپور قایم رکھا۔ مصاحبین اسے فوق البشر سمجھتے اور جس پر عام اصول وضوابط کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔

اس صورت حال کی بنا پر مولیئر کی رائے مجموعی طور پر اپنے وقت کے بہت سے درباریوں کے متعلق خراب رہی۔ اس نے اپنے ڈراموں میں ان کا چبھتے ہوئے انداز میں خاکہ اڑایا ہے۔ دربار سے قرب کی وجہ سے مولیئر کو ان شخصیات سے پوری طرح متعارف ہونے کا موقع ملا۔ اپنے ناٹک "میزان تھروپ" میں مولیئر نے ایسے کئی درباری پیش کیے جن کو وہ بیوقوفوں کا جمگھٹا سمجھتا تھا۔ جن کے ذمے بہت ہی معمولی کام ہوتے مگر وہ خود کو بڑا اہم گردانتے تھے۔ مولیئر نے ان کی پول کھولی کیونکہ وہ ان لوگوں کی اصلیت سے واقف تھا۔ وہ ماحول اور شخصیات کا خاموش مطالعہ کرتا۔ زندگی اور اس کی پیچیدگیوں کو اپنے تجزیاتی انداز میں سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔

مولیئر کے زمانے میں دربار نے علم وفن کی ترقی میں اہم رول ادا کیا کسی مصنف کی کامیابی بادشاہ اور اس کے مقربین کی ہمت افزائی پر منحصر تھی مولیئر پر بھی بادشاہ کی نظر عنایت تھی کیونکہ اس کے چچا اور والد شاہ کے ملازم خاص (ویلے) رہے تھے وہ خود بھی کچھ عرصہ اپنے باپ کی جگہ کام کر چکا تھا۔

لوئی چہاردہم کے عہد میں سیاسی اور سماجی سطح پر عدم مساوات کی بہت سی مثالیں ملیں گی لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ ۱۶۶۰ء سے اس نے بذات خود اور براہ راست فرانس کے ادیبوں، فنکاروں اور سائنس دانوں کی حوصلہ افزائی کی اور ایسے عالموں اور مصنفوں کی سرپرستی کی جو پہلے دیگر امرا سے وابستہ تھے۔ ان کی پنشن جاری کی اور فنکاروں نے سماج میں وہ حیثیت اختیار کی جس سے وہ اب تک محروم تھے کیونکہ پہلے صرف وہی فنکار باعزت شمار کیا جاتا تھا جو کسی معزز گھرانے سے تعلق رکھتا ہو۔ بادشاہ اکثر بڑے ادیبوں اور فن کاروں کو اپنے دربار میں مدعو کرتا اور انھیں تقریباً وہی درجہ دیتا جو عمائدین سلطنت اور دوسرے معزز لوگوں کو حاصل تھا۔ ان میں جو واقعی قابل قدر ہوتا اس سے بادشاہ تکبر سے نہیں بلکہ انکسار سے پیش آتا۔ مولیئر کی ذہانت اور ژرف نگاہی اسے پسند تھی اس لیے

مولیئر کے معاملے میں ہر قدم پر اس نے حمایت کی۔ بالخصوص ان حاسد نقادوں سے بچایا جو دربار سے وابستہ تھے اور مولیئر پر برابر نکتہ چینی کرتے رہتے تھے۔

اس عہد کے فرانس کی ذہنی زندگی میں شاہی دربار کے بعد ادبی دیوان خانوں (سالون) کو اہمیت حاصل تھی۔ ان میں مشہور "اوتل دران بوئیے" تھا جسے کیتھرین دراں بوئیے نے قایم کیا تھا۔ اس "سالون" (SALON) میں ۱۶۰۸ء سے ۱۶۶۵ء تک ملک کی تمام ممتاز ہستیاں آتی رہیں۔ یہ ایسے ادیبوں اور فن کاروں کے لیے بڑی آئیڈیل جگہ تھی جو کسی نئی نظم یا ڈرامہ پر گفتگو کرنا چاہتے تھے اور اپنی تازہ تخلیقات سناتے۔ ان لوگوں میں کورنئی، مولیئر، راسین اور ریشلیو کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس "سالون" نے عام لکھنے والوں میں ادبی ذوق کی پرورش کے ساتھ ساتھ فرانسیسی زبان کی اصلاح پر زور دیا اور زبان کو غیر ملکی اثرات سے بچانے کی کوشش کی۔ یہ اصلاح اور تطہیر کی کوشش وقتی طور پر اچھی معلوم ہوتی ہو مگر اس نے زبان کی نیچرل ترقی میں روڑے اٹکائے۔ مولیئر نے بھی اس بات کو محسوس کیا اور اپنے ڈراموں میں اس طرح مبالغہ آمیز اور غیر فطری کوششوں کا مذاق اڑایا ہے۔

اس "سالون" کی تقلید دوسری جگہوں پر بھی ہوئی۔ مولیئر نے پیرس سے باہر اس طرح کے کئی اور "سالون" دیکھے جہاں سے اس نے اپنے ڈراموں کے لیے مسالا اکٹھا کیا۔

ملک کے متوسط طبقے میں تعلیم عام ہوتی گئی بورژوا طبقے میں خوشحالی بڑھی ان لوگوں نے اپنے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ معاشرہ میں تعلیم کے رواج اور تھیئٹر میں دلچسپی کا چلن عام ہوا چنانچہ ڈرامہ نگار بھی اپنی پبلک کے مذاق کا خیال رکھنے لگے۔ مولیئر کی تمثیلوں "کنجوس" "وہمی مریض" اور "بورژوا جنٹلمین" کو پڑھ کر ہم اس دور کی بورژوا زندگی سے واقف ہوتے ہیں۔ "کنجوس" میں سترھویں صدی کی متوسط طبقے کی خانگی زندگی کی کامیاب عکاسی ملتی ہے۔ ہیرو ارپاگوں بخیل شخص ہے۔ اس ڈرامہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ باپ اپنے بچوں پر اختیار کل رکھتے تھے۔ جس طرح ملک میں طاقت کی مرکزیت کی وجہ سے نقصان پہنچ رہا تھا اس طرح خاندان کو باپ کی خود سر حکومت کے ہاتھوں زک اٹھانی پڑ رہی تھی۔ باپ مطلق العنان تھا۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق بیٹے بیٹی کی شادی کرتا۔ کسی کو زبان ہلانے کی اجازت نہ تھی۔ اگر کوئی بغاوت کرتا تو اسے اپنے کیے کی سزا ملتی

بیٹی باپ کی مرضی کے خلاف جاتی تو اسے ساری عمر کسی کانونٹ میں گزارنی پڑتی اور بیٹے کو جیل بھیج دیا جاتا یا اُسے کوڑے لگائے جاتے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مولیئر نے اپنے کئی ڈراموں میں ڈاکٹروں پر بھی نکتہ چینی کی ہے۔ ڈاکٹر 'نیم حکیم خطرۂ جاں' کیوں نہ ہو خود کو دوسروں کے مقابلے میں افضل جانتا ہے اسی لیے مولیئر نے ان کی کم علمی، تکبر اور خودپسندی کا تمسخر اڑایا ہے "ڈاکٹر باوجود کم علمی" ۱۶۶۶ء "ڈاکٹر کی محبت" (۱۶۶۵ء) اور "وہمی مریض" (۱۶۷۳ء) میں اس نے ڈاکٹروں کے طنزیہ خاکہ پیش کیے ہیں۔ اس کے ڈراموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت طب پر لیکچر لاطینی زبان میں دئے جاتے تھے۔ پریکٹیکل اناٹومی وجود میں نہیں آئی تھی۔ بہت سی بیماریوں کے لیے ایک ہی طرح کا علاج رائج تھا اور توہم پرستی عام تھی اور ان سب باتوں نے مولیئر کو کئی خوبصورت مزاحیہ سین لکھنے کے مواقع فراہم کیے۔

سترھویں صدی کے اس سیاسی، سماجی اور تہذیبی تناظر میں مولیئر نے ایسے طربیے لکھے جس کے بارے میں ناقدین کی عام رائے یہ ہے کہ اگر فرانس میں مولیئر نہ ہوتا تو وہاں کی ادبی تاریخ وہ نہ ہوتی جس کے لیے فرانس ممتاز ہے۔

مولیئر ۔ خاندان، حالاتِ زندگی

۱۵ر جنوری ۱۶۲۲ء کو ژاں نامی ایک نوزائیدہ بچّے کو پیرس کے سینٹ ایستاکیش کلیسا میں بپتسمہ دیا گیا۔ اس کا پورا نام ژاں بپٹسٹ پوکلین تھا۔ یہ اس نوجوان جوڑے کا پہلا بچّہ تھا جس کی شادی ۲۷ر اپریل ۱۶۲۱ء کو ہوئی تھی۔ اس وقت والد ژاں پوکلین کی عمر پچیس سال تھی۔ وہ قالین کی تجارت کرتا تھا۔ بیس سالہ والدہ میری کریسے بھی ایک بڑے قالین فروش کی بیٹی تھی۔ دونوں طرف سے خاندانی پیشہ قالین فروشی تھا۔ پانچ بچّوں پر مشتمل یہ خوش حال کنبہ پیرس کے مشہور محلہ لے آل (LES HALLES) میں رہتا تھا۔

ژاں بپٹسٹ جب نو سال کا ہوا تو اس کا باپ اپنے بھائی نکولا کی جگہ شاہِ فرانس کا حاجب اور ذاتی ملازم ہو گیا۔ اس اعزاز سے ان کے کاروبار کو مزید فروغ ہوا۔ جب تک ماں زندہ رہی بچّے کی پرورش بورژوا خاندان کے سخت گیر اصولوں پر ہوئی اسے ایک بڑے گھر کا ایسا سازگار ماحول ملا جہاں اس کے احساسِ جمال کی مناسب تربیت ہوئی۔ اور اس ماحول سے وہ مواد ملا جسے آگے چل کر اس نے اپنے ڈراموں کا موضوع بنایا۔

بدقسمتی سے جب وہ دس سال کا تھا اس کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت سے اس کے جذبات واحساسات نظر انداز ہوتے رہے۔ اس لیے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا بچپن ہنستے کھیلتے گزرا ہوگا۔ جس کی عکّاسی "وہمی مریض" کے کردار بیلین کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اوائل ۱۶۳۳ء میں بچّوں کے خیال سے اس کے والد ژاں پوکلین نے دوسری شادی پچیس سالہ دوشیزہ کیتھرین فلوریت سے کی۔ اس کے والد کے بارے میں عام خیال

یہ ہے کہ وہ خود پسند اور لالچی آدمی تھا۔ اور کسی سے محبت نہیں کرتا تھا۔ مولیئر کے ناقدین کا خیال ہے کہ اس کے ڈرامے کے بعض منفی کرداروں میں اس کے باپ کی شخصیت کی پرچھائیاں ملتی ہیں۔

ہر چند کہ اس کا باپ وسیع القلب اور محبت کرنے والا نہیں تھا لیکن یہ بات قابل تعریف ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو عمدہ تعلیم دی جو اس زمانے میں صرف صاحب حیثیت والدین کے لیے ہی ممکن تھی۔ ۲۵ سال کی عمر میں ژاں بپٹسٹ باقاعدہ تعلیم میں مشغول ہوا اور سال بھر بعد ۱۶۳۶ء پیرس کے بہترین اسکول "کولیژ د کلیرموں" (COLLAGS DE CLERMONT) میں داخلہ لیا جہاں وہ ۱۶۴۱ء تک زیر تعلیم رہا۔ اس اسکول کا ماحول لبرل اور ہیومنسٹ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس میں حکمرانوں، تاجروں اور سرکاری ملازمین کے بچے ساتھ ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۶۳۸ء سے مولیئر کے ساتھ اس اسکول میں شاہ کا چھوٹا بھائی پرنس د کونٹی ہم سبق تھا یہاں اس نے فلسفہ، ادب و شاعری بالخصوص لاطینی شعراء کا بغور مطالعہ کیا یہیں اس نے اپیی قوری فلسفی گسینڈی (GASSANDI) سے فلسفہ پڑھا۔ اس کے دوست شاپل (CHAPELLE) نے ۱۶۴۱ء سے گسینڈی کو اپنے یہاں مہمان رکھا جس کی بنا پر شاپل کے ساتھ برنیر اور ژاں بپٹسٹ کو بھی اس مشہور فلسفی کی محبت اور قربت نصیب ہو سکی۔ ہندوستان کی سیاحت کرنے والا مشہور فرانسیسی برنیر بھی مولیئر کا ہم جماعت تھا۔ اپنے ین تار نے گسینڈی کی خط و کتابت پر رائے زنی کی ہے کہ "شاپل، مولیئر، برنیر نے ایسی اپیقوریت اختیار کی جو ان کے استاد سے زیادہ خوشگوار تھی"۔ اس فلسفی کا ژاں بپٹسٹ کے دل و دماغ پر گہرا اثر پڑا۔ اس نے کالج سے نکلنے کے بعد قانون کی تعلیم حاصل کی اور "اورلیوں" کی فیکلٹی سے اس مضمون کی ڈگری لی۔ گو اس نے وکالت کا پیشہ اختیار نہیں کیا لیکن قانون سے اس کی واقفیت کا ثبوت "بیویوں کا مدرسہ" اور "وہمی مریض" وغیرہ میں ملتا ہے۔ اس کے والد کی خواہش تھی کہ وہ بطور اس کے جانشین شاہ فرانس کی ملازمت کرے۔ اس نے شاہ سے اپنی جگہ پر اپنے بیٹے کی ملازمت کی درخواست کی۔ چنانچہ اوائل ۱۶۴۲ء اس نے "ناربوں" (NARBONN) میں لوئی ہشتم کے دربار میں ملازمت کا اعزاز حاصل کیا۔ بادشاہ پندرہ دن مانتیفرین میں گزارتا تھا۔ وہیں نوعمر ژاں بپٹسٹ نے تھیٹر دیکھا جس میں مادلیں بے ژار (MADELINE BEJAR) اور اس کے

ساتھی اداکاری کر رہے تھے۔ اسی جگہ مادلین بے ژار سے ملاقات ہوئی یہ حسین اور غیر معمولی ایکٹریس ایک اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ دونوں کے خاندان میں جان پہچان بھی نکل آئی۔ اداکاری کا شوق دونوں میں مشترک تھا۔ بالآخر یہ جذبہ محبت میں تبدیل ہو گیا۔ ژاں بپٹسٹ لڑکپن میں اپنے نانا کے ساتھ اکثر ناٹک دیکھنے جایا کرتا تھا پہلے بھی اس کے ذہن پر ان کا گہرا اثر ہوا تھا تھیٹر سے گہری دلچسپی کی بنا پر اب اس نے اپنے لیے اسٹیج کا کیریر منتخب کیا والد نے اس کی مخالفت کی کیونکہ ایکٹنگ ایک بدنام پیشہ تھا۔ لیکن مادلین کی رفاقت اور اداکاری کے شوق نے تھیٹر کا فیصلہ آسان کر دیا چنانچہ ژاں بپٹسٹ نے "پرل سٹرک" کے گھر میں بے ژار خاندان کے تین افراد (مادلین، جنویو، جوزف) اور چھ دیگر اشخاص کے ساتھ مل کر ۱۶۴۳ میں ایک معاہدہ پر دستخط کیے۔ جس کے چھ ماہ بعد ایک کھیل اسٹیج کیا گیا۔ کمپنی کا نام اِلسٹر تھیٹر (ILASTHE) رکھا گیا۔ جب ہی اس نے اپنا اصلی نام بدل کر اسٹیج کا نام مولیئر اختیار کیا۔

مولیئر کے گروپ نے دو سال تک کوشش کی کہ عوام میں مقبولیت حاصل کرے لیکن شروع سے ہی ناکام رہا۔ ایسا لگتا تھا گویا پیرس کا شہر انھیں راس نہ آیا۔ اس شہر میں "ادتل دبورگوں" اور تھیٹر "دوماہے" پہلے سے مشہور تھے۔ جنکی موجودگی میں کسی تیسری ڈرامہ پارٹی کا پنپنا محال تھا اس ناکامی کی وجہ سے مولیئر مقروض ہو گیا۔ پاداش میں اسے جیل جانا پڑا۔ جہاں سے وہ اپنے باپ اور چند دوستوں کی مدد سے رہا ہوا۔ نتیجتاً یہ لوگ ایسے مایوس ہوئے کہ پیرس میں قدم جمانے کی ہمت نہ رہی اور انھوں نے دارالسلطنت کو خیرباد کہا۔ تقریباً بارہ سال تک فرانس کے مختلف علاقوں میں قسمت آزمائی کرتے رہے کیونکہ انھیں اضلاع میں کامیابی کا یقین تھا۔ ۱۶۴۵ء سے ۱۶۴۸ء تک مولیئر اپنی کمپنی کے ساتھ مختلف صوبجات کا گشت کرتا رہا۔ شروع میں یہ لوگ چارلس دوفرنیے (CHARLES DUFERSUE) کے گروپ میں شامل ہوئے لیکن جلد ہی وہ علیحدہ ہو گئے اور آزادانہ طور پر اپنا کام کام جاری رکھا۔ ۱۶۵۲ء میں وہ اپنے گروپ کا لیڈر بن گیا۔

رفتہ رفتہ مولیئر کے تھیٹر کی شہرت بڑھی اور ایک ایسا وقت آیا کہ اس کو لیوں (LYONE) میں مرکزی دفتر بنانا پڑا۔ جہاں سے وہ دوسرے مقامات کے دورے کرتا تھا۔ ۱۶۵۳ء میں مولیئر کی ملاقات پرانے ہم سبق شہزادہ دکانتی (DECONTY)

سے ہوئی۔ شہزادے کو یہ تھیٹریکل کمپنی پسند آئی اور اس نے موپلیئے (MONTPELLIER) میں ڈرامہ اسٹیج کرنے کی دعوت دی۔

بارہ سال کی طویل مدت تک مولیئر کی کمپنی کو نشیب و فراز سے دوچار ہونا پڑا۔ کمپنی نے دوسرے ڈرامہ نگاروں کے کھیل بھی اسٹیج کیے۔ جن میں سے بعض ایسے ڈرامے بھی تھے جو کسی بڑے فنکار کے لکھے ہوئے نہیں تھے۔ اس طرح مولیئر کو اپنے معاصرین سے واقفیت ہوئی جس کا اثر اس کے فنی ارتقار پر پڑا۔ مختلف صوبوں میں گشت کرنے سے اس کی ڈرامہ نگاری کو جلا ملی اور فرانس کے علاقائی رسم و رواج کو قریب سے دیکھنے کا موقع حاصل ہوا۔ اس نے زندگی کو مختلف رنگوں میں دیکھا اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اپنی تمثیلوں میں سماج کے خود ساختہ "بڑے لوگوں" کی حماقتوں کمزوریوں اور منافقانہ سوتوں کو کامیابی اور گہرائی سے پیش کرسکا۔ یہ تجربہ اسے محض پیرس کے حدود میں رہ کر نہیں ہو سکتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پیزینا (PEZENA) میں اس کے لیے ایک آرام کرسی مخصوص تھی جس پر بیٹھ کر وہ ایک حجام کے گاہکوں کی گفتگو سنا کرتا تھا۔ اس نے عوام کی نفسیات کو سمجھنے کی ہر ممکن کوشش کی تاکہ عظیم فن کی تخلیق کر سکے۔ اسی لیے بوآئیلو نے مولیئر کو "سوچنے اور غور کرنے والا" ڈرامہ نگار کہا ہے۔ اس کا یہ تجسس عمر کے ساتھ بڑھتا گیا۔ اس کے یہاں زندگی کو خاموشی کے ساتھ برتنے اور پرکھنے کا رویّہ موجود رہا۔ جس کی وجہ سے اس کے تجربات میں وسعت اور تنوع آیا۔ مسلسل جد و جہد نے اسے سنجیدہ غور و فکر پر آمادہ کیا۔

مولیئر بہ یک وقت اپنے تھیٹر کا مصنف ڈائرکٹر اور اداکار تھا۔ ان تینوں حیثیتوں کا حق ادا کرنے میں اس نے دن رات ایک کر دئے اور پیشہ کی نزاکتوں اور پیچیدگیوں پر قابو پالیا۔

مولیئر نے ۱۶۵۸ء میں دوبارہ پیرس میں قسمت آزمائی کی۔ وہ اپنے ساتھ ایسے مزاحیہ اور طربیہ ڈرامے بھی لایا جو ملک کے مختلف حصّوں میں پہلے ہی مقبولیت حاصل کر چکے تھے۔ ۲۴ر اکتوبر ۱۶۵۸ء کو اس نے نکوپیڈ کا مزاحیہ "عاشق ڈاکٹر" شاہ اور دربار کے سامنے پیش کیا۔ یہ ڈرامہ اتنا پسند کیا گیا کہ "پتی بوربوں" ہال کے استعمال کی اُسے اجازت دے دی گئی اور کمپنی کا پہلا پبلک شو ۲ر نومبر کو ہوا۔ شاہ کے بھائی مونسیو دیوک ارلیوں' کی سربراہی میں اس کا نام "ٹروپ د مونسیو (TROUP DE MONSTEUR) پڑا۔

۱۶۶۹ء میں مولئیر نے اپنا مشہور ڈرامہ "بیش بہا تضحیک" اسٹیج کیا جو مشہور ہوا۔ یہ ڈرامہ صرف پندرہ دن تک کھیلا گیا۔ مگر اسے ان معنوں میں اولیت حاصل ہے کہ اس سے مولئیر نے طربیے کا آغاز کیا کیونکہ اس وقت تک مزاحیہ یا دوسرے ڈرامے اطالوی مزاج اور پیش منظر کے حامل ہوتے تھے اس ڈرامہ میں مولئیر نے فرانس اور وہاں کے بسنے والوں کو موضوع بنایا۔

مولئیر نے بیشتر ڈرامے اور بیلے (BALLETS) دربار کے لیے لکھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ دربار کی قربت نے اسے دو طرح سے فائدہ پہنچایا۔ اسے مالی خوش حالی نصیب ہوئی اور شاہ کی سرپرستی کی وجہ سے وہ امرار کی حماقتوں کو بے خوفی سے اسٹیج پر پیش کرسکا جو عام حالات میں ممکن نہیں تھا۔ ۱۶۵۹ء سے ۱۶۶۳ء تک مولئیر نے مختلف موضوعات پر طربیے لکھے۔

۲۳ر جنوری ۱۶۶۲ء کو مولئیر کی سول میرج کا معاہدہ ارماند بے ژار سے ہوا۔ جو اس کی مسٹریس مادلین بے ژار کی چھوٹی بہن یا لڑکی تھی اور ۲۰ر فروری کو سین جرمین چرچ SAINI GERMAIN میں شادی کی مذہبی رسم ادا ہوئیں۔ جس پر عوام دخواص نے چہ می گوئیاں کیں۔ یہ شادی مولئیر کی بدنامی کا باعث ہوئی اس وقت مولئیر کی عمر چالیس سال تھی اور ارماند بیسویں سال میں تھی۔ ۱۶۶۳ء میں وہ مولئیر کے ڈرامے "بیویوں کے مدرسہ کی تنقید" LACRITIQUE DE L' ECOLE DES FEMMES میں پہلی دفعہ ایلیزا کے رول میں اسٹیج پر نمودار ہوئی۔ ۱۹ر جنوری ۱۶۶۵ء کو ان کا پہلا بچہ لوئی پیدا ہوا۔ لیکن دس مہینے کے بعد ہی اس کا انتقال ہوگیا۔ اگست ۱۶۶۵ء میں ان کی بچی ایسپری مادلین پیدا ہوئی۔ مئی ۱۶۶۶ء میں ارماند اور مولئیر کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہوگئے کہ انھوں نے طے کیا کہ وہ علیحدہ رہیں گے۔ چنانچہ مولئیر نے "اوتائی" (AUTEUEL) میں مکان کرایہ پر لیا۔ وہیں اس نے ۱۶۶۷ء میں اپنے دوست شاپل کی دعوت کی۔ ۱۶۷۰ء میں وہ "پیلے رویال" میں کمپنی کے ساتھ مقیم ہوا۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۶۷۱ء کے دوران ارماند بہت بیمار رہی تو مولئیر پیرس میں پھر ارماند کے ساتھ رہنے لگا۔ جنوری ۱۶۷۲ء میں مادلین بے ژار نے وصیت لکھی جس کے مطابق اس کی جائداد کے وارث ارماند قرار پائی۔ مادلین کا انتقال ۱۷ر فروری ۱۶۷۲ء کو ہوا۔ اسی سال ۱۵ر ستمبر کو مولئیر کے تیسرے بچے پیر PIERRE کی

ولادت ہوئی لیکن ایک مہینے سے بھی کم مدت زندہ رہنے کے بعد اس کی وفات ہوگئی اس وقت
مولیئر اور اس کی بیوی رو در ریشلیو (RUE DE RICHELIEU) پر رہ رہے تھے۔
مزاج اور عمر کے فرق کی وجہ سے میاں بیوی میں برابر کھٹ پٹ رہتی تھی۔ حالانکہ مولیئر نو عمر
بیوی کے بہت ناز نخرے اٹھاتا تھا۔ مگر اس کی گھریلو زندگی ناخوش گوار ہی رہی۔
۱۶۶۴ء میں مولیئر نے تارتوف (TARTUFF) دربار کے سامنے پیش کیا۔
۱۶۶۵ء میں مولیئر نے دوں ژوئیں DON JUAN پیش کیا جس میں اس نے
اپنے دشمنوں کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ لیکن اس ڈرامے میں بھی مجبوراً تبدیلیاں کرنی پڑیں۔
مولیئر کو احساس ہوا کہ اس طرح کے بحث طلب اور مناظراتی ڈرامے پیش کرنا لاحاصل ہے۔
چنانچہ اس کے بعد اس نے مذہب اور مروجہ اخلاقیات کو طنز و مزاح کا نشانہ بنانے کے بجائے
کم خطرناک موضوعات کو چھیڑا۔
ڈاکٹر کی محبت ۱۶۶۵ء میں لکھا۔ اس ڈرامے میں مولیئر نے ڈاکٹر اور اس پیشہ پر تنقید کی۔
اس سے پہلے وہ اس موضوع پر ایک مزاحیہ LE MEDICIN VOLANT کھیل چکا تھا
اگلے سال مولیئر نے ایک اور ڈرامہ ڈاکٹر (LE MEDICIN) پیش کیا۔ اسی دوران
میزان تھروپ (LE MISANTHROP.) بھی اسٹیج کیا گیا کنجوس (LAVARE)
میں ایک اخلاقی برائی لالچ اور کنجوسی پر طنز کی گئی ہے ۱۶۷۰ء میں "بورژوا جنٹلمین" میں متوسط
طبقے پر چوٹ کی۔ "عالم فاضل خواتین" LE FEMMES SAVANTS ۱۶۷۲ء میں لکھی۔
"وہمی مریض" (LE MALADI IMAGINAIRE) اس کا آخری ڈرامہ ثابت ہوا جو کئی بار
کھیلا گیا اور بہت مقبول ہوا۔ اس تمثیل میں ارگوں (ARGON) کا پارٹ ادا کرتے ہوئے
اسٹیج پر ہی اس کو خون کی قے ہوئی۔ اس کی صحت کافی عرصہ سے خراب تھی۔ وہ تپ دق کا
مریض تھا مگر کام کی زیادتی کی وجہ سے اپنی فکر کبھی نہیں کی تھی۔ اسے تھیٹر سے فوراً لے جایا گیا
مگر اس حملے سے جانبر نہیں ہوسکا۔ کچھ گھنٹوں بعد ۱۷ فروری ۱۶۷۳ء کی شب میں اس کا انتقال
ہوگیا۔ اس زمانے میں ایکٹر عیسائی قبرستانوں میں دفن نہیں کیے جاتے تھے۔ پیرس کے
آرچ بشپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کردیا حالانکہ وہ خود مشہور زمانہ عیاش
انسان تھا۔ اس طرح مولیئر دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی ریاکاری کے جن نمونوں کو اسٹیج پر
پیش کرتا تھا اس کا ایک تماشہ اس پادری کے ذریعہ دکھایا گیا۔ لوئی چہار دہم کے حکم سے سینٹ

ایستا ئیش کے ایک پادری نے تجہیز و تکفین کی رسومات ادا کیں۔ اور وہ پیرس کے سین جوزف قبرستان میں دفن ہوا۔

مولیئر نے ایک فعال اور متحرک زندگی گزاری۔ وہ زندگی کے اخیر دم تک سرگرم عمل رہا ۱۶۵۸ء سے ۱۶۷۳ء تک مولیئر کا بڑا مصروف زمانہ تھا۔ اس دوران اس نے کوئی بیس ڈرامے لکھے۔ اس کو شہرت اور دولت دونوں ہی حاصل ہوئیں مگر کبھی مطمئن و خوش نہ رہ سکا۔ وہ مزاجاً چڑچڑا اور قنوطی تھا اس کی وجہ علالت اور خانگی نا اتفاقی کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے؟ وہ بحیثیت مجموعی احباب پرست اور مخلص انسان تھا۔ اس کے ڈرامے اس کے ذاتی تجربوں سے مالا مال ہیں۔ جس میں انسانیت کی بہتری اور بقا کے لیے سعئ پیہم ملتی ہے۔

مولیئر کا فن اور اس کی معنویت

مولیئر سے قبل کومیڈی کا جائزہ لینے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے پیش رو ڈرامہ نگاروں سے کتنا متاثر تھا یہاں تک کہ چودھویں صدی کے مذاقیہ ناٹکوں میں بعض پہلو ایسے مل جاتے ہیں جن کا مقابلہ مولیئر کے طنزیہ طریق کار سے کیا جا سکتا ہے اور جب فرانس میں اطالوی طرز کی تمثیلیں دکھائی جاتیں تو ان کے اثرات بھی مولیئر کے ڈراموں کے پلاٹ اور کردار کے باہمی عمل میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ایک نقاد نے ڈرامے کی عمومی ساخت اور مولیئر کی معنویت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "کچھ اجزا دوسروں کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن کُل تو بہر حال اس کا اپنا ہے۔" اور اسی کُل میں مولیئر کی انفرادیت کی جستجو ممکن ہے۔

مولیئر میں ایک بڑے فنکار کی تمام خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ اس میں مشاہدہ کی خداداد صلاحیت، حسِ مزاح انتہائی بالیدہ اور اظہار کی زبردست قوت موجود تھی۔ ان صفات سے کام لیتے ہوئے اس نے کومیڈی کو ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا جو اس سے پہلے فرانسیسی ادب میں ممکن نہ تھی۔ اور یہ بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ مولیئر کے بعد کوئی اتنا بڑا طربیہ نگار پیدا نہیں ہوا جس نے شعوری یا غیر شعوری طور پر کومیڈی کو سنجیدہ مقصد کا حامل بنایا ہو۔

اس کے خیال میں ایک معنی خیز کومیڈی کا لکھنا ٹریجڈی سے زیادہ مشکل ہے مولیئر کے الفاظ میں "میں سمجھتا ہوں کہ فنکار کے لیے یہ زیادہ آسان ہے کہ وہ اعلیٰ خیالات کی وسیع فضا میں پرواز کرے یا اپنی شاعری میں خوش حالی کے نغمے الاپے یا قسمت کی دُہائی دے یا خدا کو بُرا بھلا کہے لیکن اگر وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کی بوالعجبیوں یا انسانی کمزوریوں

کو کامیابی کے ساتھ اسٹیج پر اس طرح پیش کیا جائے کہ وہ لوگوں کی مسرت کا باعث ہو تو یہ انتہائی مشکل کام ہے۔ اگر آپ کسی ہیرو یا عام انسانی زندگی کی واقعی عکاسی کر رہے ہیں تو پھر آپ کی ذمہ داری ہے کہ اصلیت بیان کریں جو عام انسانوں سے قریبی مشابہت رکھتی ہو۔ آپ نے کچھ نہیں کیا اگر اس جیسا انسان آپ کے زمانے میں نہیں پایا جاتا۔ اس کو ایک جملے میں یوں کہا جائے گا کہ سنجیدہ فن پارے میں یہ کافی ہے کہ آپ اپنا طرز فکر راست رکھیں اور الزام سے بچتے رہیں۔ ممکن ہے آپ کی تحریر اچھی ہو لیکن کومیڈی میں حسنِ مزاح کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور کسی معقول شخص کو ہنسا لینا بڑا کٹھن کام ہوتا ہے۔"

اس کے معاصر ڈرامہ نگار کورنئی اور راسین نے فنی ضوابط کی پابندی کی۔ اس کے برعکس مولیئر نے جس ضابطے کا خیال رکھا اس کی تفصیل وہ یوں بیان کرتا ہے۔ "آپ اپنے فنی اصولوں کے ساتھ بڑے دلچسپ معلوم ہوتے ہیں لیکن ان ہی قواعد کے ذریعے آپ لوگوں کو ذہنی پریشانی میں مبتلا کرتے ہیں۔ اگر آپ کو بات کرتے ہوئے کوئی سنے تو سوچے گا کہ دنیا کی سب سے زیادہ پر اسرار شئے یہ فنی اصول ہیں جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ بہت معمولی اور حقیر ہیں ...... میں جاننا چاہوں گا کہ کیا تمام اصولوں سے بڑا اصول مسرت بہم پہنچانا نہیں ہے؟ اگر کوئی ڈرامہ نگار اس مقصد کو پا لیتا ہے تو کیا اس نے صحیح راستہ نہیں اپنایا؟"۔

مولیئر جمالیات نگار ہے۔ اس کے یہاں جمال پرستی سے ہی اخلاقی اقدار کی وضاحت ہوتی ہے۔ وہ ایسا فلسفی ہے جو انسانی کمزوریوں کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتا ہے اور لوگوں پر بڑی بے رحمی سے تنقید بھی کرتا ہے۔ اس کے باوجود اس کا اصل مقصد فلسفہ بگھارنا یا اخلاق کا درس دینا نہیں بلکہ اپنے سامعین کو خواہ عام لوگ ہوں یا دربار سے متعلق خواص، انبساط فراہم کرنا ہے۔ مولیئر کے یہاں انسانی فطرت اور اشیاء کی حقیقت تک رسائی کی جستجو کو پروفیسر سینٹس بری اس کی عظمت کا بنیادی ستون قرار دیتا ہے۔ اس کے خیال میں "مولیئر کی عظیم کامیابی کا راز یہ ہے کہ اس نے اپنے فرانسیسی دوستوں یا فرنچ کومیڈی لکھنے والوں کو یہ سبق سکھایا کہ وہ خود کو پورے طور پر فطرت کی عکاسی کے لیے مخصوص کر دیں۔ اس طرح وہ ڈرامے کو روایتی موضوعات اور چلتے پھرتے مزاح کی نقالی کے درجے سے بہت اونچا اٹھا سکتے ہیں۔"

مولیئر فطرت کی مرقع نگاری کرتا ہے۔ وہ زندگی کے کسی ایک رُخ تک خود کو محدود نہیں رکھتا بلکہ زندگی کو اس کے لامتناہی ابعاد میں تلاش کرتا ہے۔ اس فطرت کی نقاشی میں تمام رنگ اس کی گرفت میں ہیں اور ان سے وہ زندگی کے وسیع کینوس کو نہایت خوبصورتی سے پیش کرتا ہے۔ وہ جہاں کہیں جاتا، جس کسی سے ملتا، بڑی تندہی سے اس کی شخصیت کا مطالعہ کرتا اور ہر ایک کی گفتگو کو بغور سنتا۔

مولیئر نے جتنے عظیم کردار تخلیق کیے وہ سب ہی زندگی سے پر خلوص وابستگی رکھتے تھے اس کے باوجود وہ اپنے کرداروں کے بعض کمزور پہلوؤں کا خاکہ اڑانے سے نہیں چوکتا۔ اپنے کرداروں کو عام طور پر ایسی سچویشن میں رکھتا ہے جو ان کی زندگی کے اہم پہلوؤں کو ابھار سکیں جس طرح ایک کیمیاگر مختلف ردعمل دیکھنے کے لیے ایک ایک چیز پر کئی کئی طرح کے تجربے کرتا ہے کچھ ایسا ہی مولیئر کا طریقہ ہے۔ اس کے کردار ایسے مانوس ماحول میں ہوتے ہیں جہاں وہ خود کو حتی الوسع ظاہر کر سکتے ہیں۔ اس کے ڈراموں کا پس منظر بورژوا خاندان ہوتا ہے، کیونکہ وہ اس ماحول سے بخوبی واقف ہے۔

مولیئر کرداروں کی نفسیات کا گہرا مطالعہ کرتا ہے۔ اس کے بیشتر کردار حقیقی زندگی کی طرح پیچیدہ اور الجھے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مولیئر کی تقریباً سبھی کومیڈیوں میں چاہے وہ "کنجوس" ہو یا "میزاں تھروپ" یا "عالم فاضل خواتین" ایسی ہی فضا ملتی ہے اور یہ فنکار کی حقیقت پسندی نہیں تو اور کیا ہے کہ جب ارپاگوں یا السسٹ جیسے کردار تخلیق کیے جائیں تو وہ ٹریجڈی سے قریب ہوں۔ یہ دونوں کردار ایک دوسرے کی ضد ہیں، پہلا کردار منفی ہے، وہ ایک بخیل باپ ہے جس سے اس کے بچے اس لیے نفرت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اردگرد مایوسی اور بخل کے بیج بو رہا ہے۔ دوسرا کردار ایک ایسے قابل قدر انسان کا ہے جو نازونعم کے ہاتھوں کھلونا بن چکا ہے۔ مولیئر اچھی طرح جانتا ہے کہ کومیڈی کا اہم عنصر ہنسانا ہے۔ جہاں کسی شئے کے روشن اور مزاحیہ پہلو کو سامنے لایا جاتا ہے وہاں زندگی کے غمناک پہلو بھی فنکار سے توجہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مولیئر بڑی چابکدستی سے ایک غمگین منظر کو اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے لیکن اس منظر کو زیادہ دیر نہیں رہنے دیتا بلکہ بڑی فطانت سے کوئی ایسا مزاح کا عنصر پیدا کر دیتا ہے کہ جس سے غمگین فضا کا بوجھل پن ختم ہو جاتا ہے اور تماشائی کا ذہن خوشگوار تبدیلی محسوس کرتا ہے۔ دراصل مولیئر کومیڈی نگار

ہی نہیں تھا بلکہ اس کو ٹریجک رول سے بنیادی رغبت بھی تھی۔ طبعاً وہ اپنے آپ کو ٹریجک رول میں زیادہ آسانی اور فطری طور پر پیش کر سکتا تھا۔ اسی لیے فرنچ مصوّر مینار نے اپنی پینٹنگ "پومپائی کے خاتمہ" میں مولیئر کو سینئر کے روپ میں پیش کیا جو مولیئر کا سب سے مشہور پورٹریٹ سمجھا جاتا ہے۔ مولیئر کی نظر میں کومیڈی اسی وقت اخلاقی ہو سکتی ہے جب زندگی کی صداقت پر ایمان ہو اور اس صداقت کو پیش کرنے میں کامیابی اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب کرداروں کی کمزوریوں کی پردہ پوشی نہ کی جائے۔

مولیئر کے ڈراموں کے وہ کردار جن کو اپنے اوپر قابو نہیں ہوتا وہ آلودگیوں میں پھنس جاتے ہیں، اپنے غرور یا خود پسندی کی وجہ سے برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف وہ لوگ جو ان برائیوں کے دباؤ سے اپنے کو بچاتے ہیں (خواہ وہ دنیا میں کامیاب نہ ہو سکیں مگر) انھیں اطمینانِ نفس حاصل ہوتا ہے جو بذات خود بڑی دولت ہے۔

مولیئر کردار نگاری پر اتنا زور دیتا ہے کہ تمثیل میں سچویشن، پلاٹ اور کشمکش اسی ایک مقصد کے تابع ہوتے ہیں۔ اسٹیج کی ضرورتوں کا علم ہونے کی وجہ سے اس کے کردار زندہ و متحرک نظر آتے ہیں۔ وہ ان کی تعمیر محض تخئیل کے زور یا ہوائی باتوں سے نہیں کرتا۔ اس کے کیرکٹر ٹریجڈی کے کرداروں کی طرح آئیڈیل نہیں ہوتے اور نہ محض نقالی ہیں بلکہ غیر اہم تفصیلات کو نظر انداز کر کے کردار کی انفرادیت کو نمایاں کرتا ہے۔

وہ اپنے طربیوں میں ایک ایسا پرجوش اور ولولہ خیز مرکزی کردار تخلیق کرتا ہے جس کے گرد دوسرے افراد ڈرامہ ہالہ بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر "کنجوس" کا ہیرو ارپاگوں ایک بخیل آدمی ہے۔ اس کے بچے نوکر چاکر سب وہی عمل کرتے ہیں جن سے ارپاگوں کی شخصیت زیادہ سے زیادہ واضح ہو کر بحیثیت باپ مالک اور عاشق کے ہمارے سامنے آتی ہے۔ وہ اپنے اردگرد کھو نہیں جاتا بلکہ دوسرے کردار اس کی اہمیت کا سبب بنتے ہیں۔

مولیئر کے فنی طریق کار میں ایک منظر کے بعد دوسرا منظر اور ایک ایکٹ کے بعد دوسرا ایکٹ باہم مربوط ہیں۔ ہر منظر پہلے منظر کی وضاحت کرتا ہے اور ایسے ہی تیسرا اور چوتھا بھی چنانچہ ایکٹ اور سین کے درمیان، وحدت، ہم آہنگی اور منطقی ربط پیدا ہو جاتا ہے اور جیسے جیسے ڈرامہ آگے بڑھتا ہے، اس کے ہر عمل میں شدت اور گہرائی آتی جاتی ہے۔

مولیئر کا اسلوب منفرد تھا فطری، سادہ، برجستہ اور توانا! اس کے کئی ڈرامے جلد بازی میں لکھے گئے اور ان میں بہت سی جگہوں پر اسے اپنے اسٹائل کو برقرار رکھنے میں ناکامی ہوئی۔ اسی وجہ سے لا بیئر نے اس کے اسٹائل کو غیر مربوط اور ناہموار کہا ہے۔ لیکن مولیئر نے ہمیشہ یہ خیال رکھا کہ کردار فطری انداز میں بات چیت کریں تاکہ نیچرل معلوم ہوں۔ اس کے کردار اعلیٰ حکام ہوں یا بورژوا طبقے کے افراد، وہی زبان بولتے ہیں جن میں وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں گفتگو کرتے ہیں۔ چنانچہ کرداروں کی مناسبت سے اس کے اسلوب میں اتار چڑھاؤ ملے گا۔ اس نے خود کو ایک اسٹائلسٹ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ وہ چاہتا تھا کہ زندگی کی حقیقی تصویر کشی کرے جو موثر ہو۔ اس رویہ میں مولیئر کا شیکسپئر سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

پیرس میں اس وقت ادبی و لسانی نقطۂ نظر سے کوشش چل رہی تھی کہ زبان کو خاص، صاف اور شستہ بنایا جائے۔ حکومت کے علاوہ ادبی دیوان خانوں نے شعوری طور پر اس میں حصہ لیا۔ اس فضا میں مولیئر نے اپنے ناٹکوں میں وہ زبان استعمال کی جس میں بے ساختگی اور توانائی پائی جاتی ہو اور جسے لوگ روزمرہ کی زندگی میں بولتے ہوں۔ اس کے ڈراموں کے "کسان" کاشتکار طبقے کی مخصوص شناخت کو نمایاں کرتے ہیں۔ ان کرداروں کی زبان کھردری اور سادہ تھی۔ اسی وجہ سے فرانسیسی نقاد لاتسوں لکھتا ہے کہ "مولیئر کی زبان بنیادی طور پر سننے کے لیے ہے، پڑھنے کے لیے نہیں"! اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو نقاد ڈراموں کو محض کتاب سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ وہ ڈرامے جو اپنی بے ساختگی، روانی اور حقیقی تصویر کشی کے لیے بے مثال ہیں ان کو محض اسلوب کی ناہمواری کی بنا پر معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔

مولیئر کسی فن پارہ کا بنیادی مقصد جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا فنی اور جمالیاتی قدروں کا حصول سمجھتا ہے۔ وہ ایک پرجوش طبیعت، فلسفیانہ ذہن اور آفاقی اقدار پر یقین رکھنے والا شخص تھا۔ اس نے اپنے ڈراموں میں شعوری طور پر ایسی باتیں نہیں لکھیں جو قوموں کی زندگی سدھارنے کا کام کرتیں بلکہ اس کا مقصد شیکسپئر کی طرح زندگی کی بے لاگ ترجمانی تھا۔ اس نے اپنے عہد کی نقاب کشائی کی اور اس کا اصلی چہرہ دکھایا۔ دونوں حقیقت کے رسیا تھے لیکن انھوں نے براہ راست اخلاقی درس دینے کے نقطۂ نظر سے

کبھی کوئی چیز نہیں لکھی۔ انھوں نے زندگی کی کڑی تنقید کی۔ متاثر ہونا اور نتیجہ اخذ کرنا انھوں نے دنیا والوں کے لیے چھوڑ دیا۔ مولیئر کے ڈراموں میں مختلف النوع اور بھانت بھانت کے لوگوں کا ایک لمبا جلوس نظر آتا ہے۔ جو اپنی کمزوریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اس سے بہتر طریقہ برائیوں کی اصلاح کا اور کیا ہو سکتا ہے؟ ہمیں مولیئر کے فنی تجزیہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی تخلیقات میں مزاح کے ساتھ ساتھ مخصوص عصری حسیت کار فرما ہے۔

یہاں ہم "بیویوں کا مدرسہ" اور "تارتوف" کا ذرا تفصیل سے ذکر کریں گے۔

"بیویوں کا مدرسہ" ١٦٦٢ء میں جب اسٹیج کیا گیا تو پیرس کی پبلک بپھر گئی۔ اس پر بے حد اعتراضات ہوئے۔ بقول ـــــ JACQUES GUICHARNAUD

اس طرح کا ڈرامہ پہلے کبھی پیش نہیں کیا گیا تھا۔ پانچ ایکٹ والا روایتی فارم ضرور موجود تھا مگر اس کا انداز "سازباز" کی کومیڈی سے بالکل مختلف تھا اس لیے یہ ڈرامہ روایتی فارم سے مولیئر کی بغاوت تصور کیا گیا۔ اس کے کرداروں میں لوگوں کو اپنی جھلک نظر آئی۔ اس کومیڈی نے نہ صرف سترھویں بلکہ اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے ڈراموں سے لے کر آج تک JEAN ANOUILH اور IONESCO پر اپنی پرچھائیاں ڈالی ہیں۔ اس کومیڈی کی وجہ سے مذاقیہ ناٹک نے ٹریجڈی کے نصف ثانی (COUNTER PART) کی حیثیت حاصل کی چنانچہ امریکن نقاد جڈ ہیوبرٹ نے "بیویوں کا مدرسہ" کو BURLISQUE TRAGEDY کہا ہے۔ اس ڈرامے کو دیکھتے ہوئے تماشائی نے خود کو تخیل اور حقیقت دونوں دنیاؤں میں بیک وقت موجود پایا۔

تمثیل کا ہیرو ارنولف سترھویں صدی کے فرنچ بورژوا کی حیثیت سے فوراً پہچانا جاتا ہے۔ ساتھ ہی وہ ایک عام انسان کی نمائندگی کرتا ہے آدمی فطرتاً ملکیت پسند ہوتا ہے۔ ارنولف ایک طبقہ کا سمبل ہے اور انسان کی ایک مستقل جہت کی شبیہ کے طور پر بھی سامنے آتا ہے اور ژاں پال سارتر کے اس نظریہ کی تصدیق کرتا ہے کہ مخصوص اور تاریخی تجسیموں کے ذریعے ہی ہم اگر مطلق حقیقت تک نہ پہنچ سکیں تو کم از کم چند دیرپا حقیقتوں تک ضرور رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کومیڈی کے خلاف احتجاج حیرت انگیز نہیں کیونکہ اس کے چند کرداروں میں کچھ اشخاص نے اپنی جھلک دیکھی اور یہ ثابت ہوگیا کہ کومیڈی بھی خطرناک ہوسکتی ہے۔ یعنی اس کے ذریعے تماشائی خود اپنا تماشا دیکھ سکتے ہیں۔

رومانس اور فارس ان دونوں عناصر کو مولیئر نے کبھی نظرانداز نہیں کیا۔ اس دور میں مولیئر کے اہم ڈرامے تمام شاعرانہ تخلیقات کی طرح بنیادی طور پر تخیلی تھے لیکن انھوں نے واضح کیا کہ ہر انسان کی زندگی ایک فارس، ایک رومانس اور ذلت خواری کا دوسرا نام ہے۔ فرض کیجئے آج کسی فلم ساز کی مزاحیہ فلم میں ایک مسخرہ دوسرے مسخرے پر پیالہ بھر پڈنگ دے مارے اور وہ پڈنگ پردۂ سیمیں سے نکل کر تماشائیوں کے چہروں پر آپڑے۔ مولیئر کے ڈراموں کا تاثر بھی ایسی ہی نوعیت کا تھا۔

مولیئر کا قہقہہ منافقانہ جذباتیت سے عاری تھا۔ اس کی تمثیلیں COMEDY OF PASSION یعنی ہیجان اور شدتِ جذبات کے طربیے کہے جا سکتے ہیں۔ جس طرح راسین کے ڈرامے اسی انداز کے المیے یعنی TRAGEDY OF PASSION ہیں۔ مولیئر کے کرداروں کا بے تکاپن انسان کی فطرت کا عکاس ہے۔ "دوژوئیں" اور میزاں تھروپ" سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی روح ایک ایسی شئے ہے جس کے لیے "خود مختاری" اور "سوجھ بوجھ" جیسی اصطلاحات ناکافی ہیں۔ مولیئر بحیثیت انسان قنوطی تھا مگر اس کی تخلیقات میں یاسیت کی کوئی جھلک نہیں ملتی۔ دراصل اس نے تھیٹر کے ذریعے نشاط حاصل کیا اس لیے کہ یاس پرستوں کے مسائل کا واحد حل کومیڈی ہی ہوسکتی ہے۔

مولیئر نے خود بھی اداکاری کی اسے ہچکیوں کا مرض تھا۔ وہ اپنی بھوؤں کے اتار چڑھاؤ کے ذریعے ایکٹنگ کرتا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ مضحکہ خیز ہوجاتا تھا۔ وہ پورے جسم کو حرکت میں لاکر اپنا پارٹ ادا کرتا۔ اس کے لیے حرکات وسکنات الفاظ ہی کی طرح اہم تھے۔ آخر زندگی میں تپ دق کے عارضے نے اسے مستقل کھانسنے پر مجبور کر دیا لیکن اپنی ہچکیوں کی طرح کھانسی کو بھی اس نے ایک COMIC کی شکل دے دی تھی۔ ریتنے برے کہتا ہے کہ مزاحیہ اداکاری اس نے چند اطالوی ایکٹروں سے سیکھی تھی جو اس فن کے استاد مانے جاتے تھے اور پیرس میں بہت مقبول تھے۔ مشہور اطالوی ایکٹر اسکاراموش طرح طرح کے سوانگ بھرتا تھا۔ مولیئر نے اس سے بہت کچھ سیکھا اور خود بھی مسخرہ بن گیا۔ جن لوگوں نے ۱۶۶۰ء میں

اسے اسٹیج پر دیکھا وہ لکھتے ہیں کہ مولیئر حرکات وسکنات کے ذریعے اداکاری کرتا تھا۔ وہ طرح طرح سے شکلیں بناتا، مسخرے پن کی حرکتیں کرتا۔ عظیم الجثہ وگ اور ڈھیلے ڈھالے جھالردار پاجامے پہنتا۔ ہچکی، لکنت اور کھانسی اس مسخرے پن میں اور اضافہ کا باعث تھے۔

"بیویوں کا مدرسہ" میں اس نے ارنولف کا رول خود ادا کیا جو بے حد مزاحیہ ثابت ہوا۔ ڈرامہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مولیئر روایتی پلاٹ سازی کو نظرانداز کرتا تھا۔ کلاسیکل کومیڈی میں پلاٹ بہت اہمیت رکھتا تھا اور یہیں سے اطالوی نشاۃ الثانیہ میں کومیڈی کے لیے پلاٹ کی تکنیک حاصل کی گئیں چنانچہ پلاٹ مولیئر سے قبل فرنچ کومیڈی کی خصوصیت تھی

اپنے اولین ناٹکوں میں مولیئر نے پلاٹ کا خیال رکھا لیکن "میزاں تھروپ" "تارتوف" اور "وہمی مریض" میں اطالوی ایکٹر اسکاراموش اور ترے ولین کی نقلوں کے سوانگوں کے مانند مولیئر نے بھی پلاٹ کو ایسے دھاگے کی صورت بخشی جو مختلف مزاحیہ واقعات کو ایک رشتے میں پروتا جاتا ہے۔ پلاٹ اب اس کے لیے محض ایک بہانہ بن گیا جس میں انسانی کٹھ پتلیوں کو گویا ایک تلی کے ذریعے کنٹرول کیا جاسکتا تھا۔ دراصل ان "کٹھ پتلیوں کی شکلوں کے ایکسپریشن اور حرکات واشارات کومیڈی کے اصل عناصر تھے۔

"اطالوی کومیڈی آف آرٹ" کے ایکٹروں اسکاراموش، ہارلین کن وغیرہ کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان کے "ماسک" عمومی انسانی خصوصیات کی نمائندگی کرتے تھے۔ حالانکہ وہ جن کرداروں کو پیش کرتے تھے وہ دراصل چند مقامی اور پروفیشنل ٹائپ تھے۔ مثلاً پان تلون وینس کا ایک سوداگر تھا، ڈاکٹر بولونا کا قانون داں، ہارلین کن برگاموں کا کسان تھا، اسکاراموش شہر نیپلز کا ایک چلتا پرزہ اور کپتان اسی شہر کا ایک امیر آدمی۔ لیکن فرانس میں ان مخصوص کرداروں کو عمومی حیثیت دے دی گئی تھی اور وہ سمبلز بن گئے تھے یعنی کپتان چھچھورے پن اور بزدلی کی علامت قرار پایا، ہارلین کن ایک بیوقوف سا خدمت گار، ڈاکٹر ایک برخود غلط اور مدعی فضیلت انسان، اسکاراموش جعلساز اور بدمعاش، پان تلون ایک احمق اور قنوطی بوڑھا کنجوس۔

مولیئر نے بھی کردار سازی کا یہی اصول استعمال کیا۔ اس نے اپنے مشاہدات اور اختراعات کو "ماسک" میں تبدیل کیا۔ "عالم فاضل خواتین" میں اس نے دو چلتے پرزے

خدمت گاروں کے "ماسک" تخلیق کیے لیکن اگلے ڈراموں میں یہ" اطالوی ماسک" بکھر گئے اور نئے کردار ابھر آئے۔" اطالوی ماسک" کی وساطت سے مولیئر نے انسانوں کو الگ الگ ٹائپ میں تقسیم کر کے زندگی کی پیچیدگیوں کو سلجھایا تھا اور اس طرح اسٹیج کے لیے اخلاقیات کی تجسیم کی۔ لیکن ۱۶۶۶ء تک پہنچ کر اس نے اطالوی نقلوں کی طرزِ پیش کش کو مسترد کیا اور ان عمومی خصوصیات کو انفرادی کرداروں میں تبدیل کر کے زندگی کی زیادہ سے زیادہ حقیقی عکاسی شروع کی۔ اس کے باوجود "ماسک" کی ظاہری صورت باقی رہی۔ اگرچہ ارنولف اور تارتوف، پان تلوں اور اسکاراموش، سے زیادہ مختلف نہیں معلوم ہوتے اور ان کے کرداروں میں تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ "ہاں" کی جگہ "نا" نہیں کہہ سکتے لیکن اس کے باوجود مولیئر کی کومیڈی اطالوی طربیے سے اس لحاظ سے مختلف اور بہتر ہوگئی کیونکہ اس نے اپنے زمانہ کے سوشل حالات اور سماجی تعلقات کو رنگارنگ پیرائے میں پیش کیا اور ان کے ذریعے اپنے سماج کی حماقتوں اور کمزوریوں کا مذاق اڑایا۔

مولیئر کے یہ مختلف النوع کردار کومیڈی کا اظہار اپنے ایکشن سے بھرپور مکالمے اور پینٹومائم یعنی چہرے کے حرکات واشارات کے ذریعے خاموش نقالی کے وسیلے سے کرتے ہیں۔ مکالمہ پلاٹ سے زیادہ اہم ہے۔ روایتی فرنچ "فارس" (FASCE)[1] اخلاقی حکایات کا فریضہ انجام دیتا تھا۔ مولیئر کے ہاتھوں اس صنف نے ایک فلسفۂ حیات کا روپ دھار لیا۔ اس کی آزادئ افکار نے کومیڈی کو ایک نئی سطح پر پہنچا دیا۔ مولیئر کی یہ کومیڈی عوام کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر گئی اور اس کے مکالمے بھی اپنے عہد کے تکلفات اور تصنع سے بری ہونے کی وجہ سے لوگوں کے منہ پر ایسے چڑھ گئے تھے کہ بطور ضرب الامثال دوہرائے جاتے تھے۔

تارتوف کے متعلق امریکن نقاد رابرٹ جے نیلسن کا کہنا ہے کہ گو مولیئر نے ایک دھوکہ باز شخص اور اس کے جال میں پھنسنے والے احمق پر مساوی روشنی ڈالی ہے لیکن یہ ناٹک مولیئر کی ڈرامہ نگاری کے مثالی فارمولے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ خبطی ارگون ایک طنزیہ کردار ہے اور کھیل کا سارا تانا بانا اس کوشش کے گرد بنا گیا ہے کہ تارتوف سے اس کی دیوانہ وار عقیدت کو زائل کیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ ڈرامہ "وہمی مریض"

سے مشابہ ہے۔ تارتوف کو "وہمی مریض" کے ڈاکٹروں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ ارگوں کا کردار ارگین سے ملتا جلتا ہے۔ آلمیر، ہیرالڈ، دورین اور توانیت ایک جیسی معلوم ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود تارتوف کی انفرادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ بالآخر تارتوف کے متعلق ارگوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں جبکہ "وہمی مریض کا ارگیں ڈاکٹروں کی اصلیت نہیں پہچان پاتا۔ اسی طرح دوسرے کردار اپنی بذلہ سنجی اور چرب زبانی کے بجائے 'حسن اتفاق' کی وجہ سے بچ جاتے ہیں۔ پہلی نظر میں بادشاہ کی " اتفاقیہ مداخلت" بھی تارتوف کی انفرادی خصوصیت نہیں سمجھی جا سکتی۔

"بیویوں کا مدرسہ" میں آرنولف کی جیت کے عین موقع پر "حسن اتفاق" ہی کی بدولت اسے شکست کا منھ دیکھنا پڑتا ہے لیکن ان دونوں میں "حسن اتفاق" کی نوعیت بالکل مختلف ہے۔ "بیویوں کا مدرسہ" (ایکٹ اول۔منظر چہارم) میں ہورتیس اپنے باپ کی آمد کا متوقع ہے۔ باپ کی واپسی محض خوش قسمتی کی بات تھی یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اتنی دیر میں پہنچے کہ آرنولف اگنیس سے شادی کرے لیکن تارتوف میں شاہی مداخلت صرف اتفاقیہ نہیں، گو اس موقع پر دہ بے حد ڈرامائی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن تارتوف کے منصوبوں پر پانی پھیرنے کے لیے یہ دخل اندازی لازمی تھی، کیونکہ بادشاہ اس کی حرکتوں سے بہت عرصہ سے واقف تھا۔

فلوبیر کی تصانیف کے خدا کی طرح PARTOUT DANS LOEUVRE MAIS NULLE PART VISIBLE' بادشاہ ہر جگہ موجود ہے مگر کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ پولیس افسر کا عین وقت پر نمودار ہونا محض تکنیک کی سہولت نہیں ہے بلکہ اس طرح بادشاہ ایک کلیدی کردار کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی مداخلت اس ڈلیما سے نکلنے کی ایک آسان ترکیب نہیں سمجھی جا سکتی بلکہ اس گتھی کو سلجھانے کے واحد ممکن طریقے کی شکل میں سامنے آتی ہے۔

شاہی امداد کی یہ توضیح فرنچ ناقد جی میشو کے مخالفین کے اس نظریے کو تقویت پہنچاتی ہے کہ پولیس افسر کے رول کے بغیر تین ایکٹ کا ڈرامہ موجود نہ تھا۔ یا محض ۱۲ مئی ۱۶۶۴ء کو پہلی مرتبہ پیش کیے جانے والے ناٹک کے 'تین ایکٹ' پانچ ایکٹ والے ڈرامے کے تین ابواب تھے' یا موجودہ ڈرامے کو ان تین ابواب میں سمیٹ لیا گیا تھا۔

دراصل جی۔ میشو نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ اس ڈرامے کے تین ایکٹ کے ورژن میں بطور نجات دہندہ بادشاہ کا پولیس افسر موجود نہ تھا۔ ہمیں متعجب نہ ہونا چاہئے کہ مولیئر نے ایک "مسرت بخش" خاتمے کے بجائے ایک ایسا ورژن بھی تصنیف کیا جس میں تارتوف فتح مند رہا ہے " ارگوں اور اس کی جائداد پر تصرف حاصل کر لیتا ہے۔ اس صورت میں ہمیں تارتوف کی ریاکاری کے بجائے ارگوں کی سادہ لوحی پر متحیر ہونا پڑتا ہے لیکن جی میشو کی تھیوری کو دوسرے نقادوں نے مسترد کیا۔ اس سے مولیئر پر لکھی جانے والی تنقید کے رجحانات تو ضرور نمایاں ہوتے ہیں لیکن جس ماحول سے مولیئر نے یہ تمثیل لکھی تھی اس کو سمجھنے میں زیادہ مدد نہیں ملتی، چنانچہ آج سے پچانوے سال قبل مینار اور دے پوانے مولیئر کے نئے ایڈیشن کی اشاعت کے وقت تارتوف کے مطالعہ کے لیے ایک اخلاقی اور ناصحانہ نظریے کا تعین کیا۔ ان نقادوں کا کہنا تھا کہ مولیئر نے اس آخری منظر کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اگر مملکت کی اعلیٰ ترین محافظ ہستی نے سدِّباب نہ کیا تو جھوٹی مذہبیت اور اس کا کٹر پن سوسائٹی پر حاوی ہو جائے گا۔ یہ نقاد ان اسکالرز کے ہم نوا تھے کہ یہ شاہی مداخلت شاہِ فرانس کی نیابتِ الٰہی اور مطلق العنانی کے نظریے کی ترجمان ہے اور مزید یہ کہ مولیئر نے مذکورہ کردار کے ذریعے اپنے سرپرست لوئی چہاردہم کی مدح سرائی کی۔

ہیری کرینگٹن لنکاسٹر نے اپنی تصنیف "سترھویں صدی میں فرانسیسی ڈرامہ" (۱۹۳۶ء) میں لکھا ہے کہ " مولیئر کے تین ایکٹ کے ورژن میں بھی شاہی مداخلت موجود رہی ہوگی کیونکہ کومیڈی کے لیے مسرت بخش انجام لازمی ہے۔ چند سال ہوئے جان کیرن کراس نے اپنی کتاب "مولیئر پر نئی روشنی" (۱۹۵۶ء) میں جی میشو کی تھیوری رد کر کے تین ایکٹ کا ڈرامہ خود ترتیب دیا جس کے آخر میں تارتوف کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس نقاد کا قول ہے کہ تارتوف کو ایک لطف انگیز کومیڈی کہا گیا تھا چنانچہ کسی صورت میں بھی اس کا انجام ایسا المناک نہیں ہو سکتا کہ ایک پورا کنبہ تباہ ہو جائے یا دمیں کو گھر سے نکال دیا جائے اور تارتوف المیر کو بہکا لے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ سترھویں صدی کے فرنچ اسٹیج پر نیکی ہمیشہ کامران رہتی تھی اور بدی کو سزا دی جاتی تھی۔ یہ بھی ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ مولیئر اپنے عہد کے تھیٹریکل روایات سے اس حد تک منحرف ہوا ہوگا۔"

اس نوع کے بیانات میں بھی وہی اخلاقی نظریہ موجود ہے جس کے مطابق مولیئر ایک

ایسا جج معلوم ہوتا ہے جو اپنی "خطباتی تمثیلوں" کے ذریعہ جزا و سزا تقسیم کرنے میں مصروف ہے۔ طنز کی ٹریجک اساس کا سامنا کرنے کا لاشعوری خوف بھی غالباً ان ناقدین کے یہاں موجود ہے۔

مولیئر کو عام طور پر ایک ایسا سماجی طنز نگار سمجھا جاتا ہے جو بورژوا خیالات کا مالک تھا۔ اس صورت میں بھی ہم یہ تصور نہیں کر سکتے کہ اس نے ایک ایسا مفسرانہ ورژن لکھا ہوگا جس میں ارگوں کو بروقت سرکاری امداد حاصل نہ ہو سکی۔

چند ناقدین نے مولیئر کے اندر ایک بورژوا انسان کے بجائے ایک ایسا اسٹوکریٹک شاعر دریافت کیا جو اصول پرست تھا اور دوسرے انسانوں کے لیے ایک بے رحم رویہ جس کی خصوصیت تھی۔ ایسا شاعر ہی تارتوف کو آخر میں فتح مند دکھا سکتا تھا۔ اس صورت میں تارتوف منفی طور پر بھی وہی نکتہ ثابت کرتا جو موجودہ ورژن میں مثبت طور پر پیش کرتا ہے یعنی یہ کہ بادشاہ امور مملکت کے علاوہ اخلاقی سطح پر بھی طاقت و اقتدار رکھتا ہے۔

لوئی چہاردہم جھوٹی دینداری (تارتوف) کے بجائے اندھی مذہبیت (ارگوں) کا مذاق اڑانا چاہتا تھا۔ بادشاہ اور مولیئر دونوں کو جھوٹی عقیدت کی خرابیوں کا احساس تھا اور ایک ایسے ورژن میں جو محض بادشاہ کی خوشی کے لیے لکھا گیا تھا اس چیز کو صاف صاف پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ (کہا جاتا ہے کہ خود لوئی چہاردہم نے مولیئر سے تارتوف لکھنے کی فرمائش کی تھی مگر یہ نظریہ عام طور پر اسکالرز نے قبول نہیں کیا ہے) چنانچہ جیسا کہ جی۔ میشو نے قیاس آرائی کی ہے کہ پہلے ورژن میں تارتوف کا کردار اتنا نمایاں نہیں رکھا گیا اور مضحکہ خیز ارگوں پیش پیش رہا ہوگا، یہ یقیناً ایک خطرناک بات رہی ہوگی کیونکہ اسٹیج پر مذہب پرستوں کے طرف دار موجود نہ تھے۔ لہٰذا مولیئر کے دشمن برافروختہ ہوئے۔ شاید اسی وجہ سے مولیئر نے جب یہ ڈرامہ دوبارہ لکھا تو ان مذہب پرست طرف داروں کو تماشائیوں میں سے نکال کر اسٹیج پر پہنچا دیا۔ بہر حال جب تک یہ پہلا ورژن یا ۱۸۶۴ء کی پیشکش کے متعلق کوئی اور مستند دستاویز دریافت نہیں ہوتی میشو کے قیاس کو ایک قابل ذکر قیاس آرائی ہی سمجھا جائے گا۔ پولس افسر کا سین بذات خود نہایت درجہ غنائی ہے۔ اس کی تقریر تارتوف کی سرزنش کے بجائے بادشاہ کی قصیدہ خوانی زیادہ معلوم ہوتی ہے: "بادشاہ جو انسانوں کے دلوں کے آر پار دیکھتا ہے۔ جو نیک لوگوں کو لازوال عظمت عطا کرتا ہے۔ نیکی کی ہمیشہ جزا ملتی ہے اور بادشاہ ہمیشہ نیکی کو بدی کے مقابلے میں اہمیت دیتا ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

انقلاب فرانس سے قبل ملک میں شاہ کی نیابت الٰہی کا نظریہ رائج تھا۔ رابرٹ نیکلسن مزید لکھتے ہیں کہ اس وقت " بادشاہ کی الوہیت پر زیادہ زور دیا گیا لیکن اس تقریر میں بادشاہ کہیں بھی کیتھولک فرمانرواؤں کی طرح DEFENDER OF FAITH نہیں ہے۔

ڈرامے کا یہ الوہی بادشاہ عیسائی بھی نہیں۔ اس کے انصاف میں مسیحیت کے خدا کی خصوصیت یعنی رحم و کرم شامل نہیں۔ اپنی شانِ کریمی کی وجہ سے وہ ارگوں کی اعانت نہیں کرپاتا بلکہ انصاف کی ترازو کے پلڑے میں رکھ کر اسے جزا دیتا ہے۔" چنانچہ یہاں دراصل بادشاہ کیتھولک عیسائی مذہب کے قادر مطلق کے بجائے یونانی دیو جیوپیٹر سے مشابہ ہے۔ ایمفی تریوں میں جیوپیٹر کا کردار تخلیق کرکے ہی موَلیئر نے اپنے سرپرست لوئی چہاردہم کو خراج عقیدت پیش کیا۔

موَلیئر کے ڈراموں سے اس کے ذہن کی وضاحت ہوتی ہے کہ مزاح کے پردہ میں بامعنی حقیقت نگاری اور تنقیدِ حیات اس کا مطمحِ نظر تھا۔ اس نے اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے شخصی اور آفاقی دونوں طرح کے خدوخال کو مہارت سے اجاگر کیا ہے۔

بیویوں کا مدرسہ



ایکٹ ۵۔ منظر ۴۔

ارنولف : کیا تم چاہتی ہو کہ میں دہاڑیں مار مار کر روؤں۔ اپنا سر پیٹوں ؟ کیا تم چاہتی ہو کہ میں اپنی جان دے دوں ؟

بیویوں کا مدرسہ

یہ ڈرامہ "شوہروں کا مدرسہ" کے اٹھارہ ماہ کے بعد پہلی بار ۲۶ر دسمبر ۱۶۶۲ء کو تھیٹر پیلے رویال میں اسٹیج ہوا جو ٹروپ د مونسیو کی طرف سے پیش کیا گیا اور جس کو بادشاہ کے بھائی کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس میں ارنولف کا پارٹ مولیئر نے خود ادا کیا تھا۔

مولیئر کی اس عظیم الشان کامیابی پر اسے بادشاہ کی طرف سے وظیفہ مرحمت ہوا۔ یہ ڈرامہ شاہی اور نجی محفلوں کے علاوہ کرسمس سے ایسٹر تک متواتر اکتیس بار کھیلا گیا۔ اس زمانے میں تھیٹر ہفتہ میں صرف تین بار دکھایا جاتا تھا اس لیے اتنی مدت تک کسی ڈرامے کا مسلسل چلنا تعجب خیز اور اس کی غیر معمولی مقبولیت کا ثبوت تھا۔ جون میں یہ کھیل پھر دس ہفتے تک اسٹیج ہوتا رہا۔ انیسویں صدی کے ناقدین ہینز لیٹ اور بالزاک کی رائے میں یہ مولیئر کا شاہکار اور لازوال کارنامہ ہے۔

اس ڈرامہ کی ہردلعزیزی اور کامیابی پر حسد و مخالفت کا طوفان کھڑا ہو گیا مصنف نے جواباً ایک اور ڈرامہ "بیویوں کے مدرسہ کی تنقید" کے نام سے لکھ کر اپنے نکتہ چینوں کی خبر لی جو "پیلے رویال" میں یکم جون ۱۶۶۳ء کو کھیلا گیا جس میں مولیئر نے معیاری اور غیر معیاری تنقید اور اس کے طریق کار پر بے لاگ محاکمہ کیا ہے۔

"بیویوں کا مدرسہ" پیرس کے مشہور تھیٹر کامیڈی فرانسیز میں اب بھی کھیلا جاتا ہے اور اسے قبولِ عام حاصل ہے۔

بیویوں کا مدرسہ

(LI ECOLE DES FEMMES)

پانچ ایکٹ پر مشتمل ایک طربیہ

افراد :

ارنولف یا موسیو دلا سوچ

اگنیس	ایک کم سن معصوم لڑکی جس کی پرورش ارنولف نے کی۔
ہوریس	اگنیس کا عاشق
الین	ایک کسان اور ارنولف کا ملازم
ژارجیت	کسان عورت اور ارنولف کی خادمہ
شیری سالد	ارنولف کا دوست
انریک	شیری سالد کا بہنوئی
اورونت	ہوریس کا باپ اور ارنولف کا قریبی دوست

پہلا ایکٹ

پہلا سین

شیری سالد۔ بقول آپ کے، آپ اس سے شادی کرنے کے لیے آئے ہیں؟

ارنولف۔ جی ہاں! میں کل ہی اس معاملہ کو حل کیا چاہتا ہوں۔

شیری سالد اس وقت ہم دونوں تنہا ہیں۔ کوئی بھی ہماری بات نہیں سنے گا۔ اگر آپ مجھے اپنا خیر خواہ اور دوست سمجھتے ہیں تو میری رائے میں آپ کا یہ فیصلہ آپ کے حق میں نقصان دہ ہوگا۔

ارنولف۔ یہ آپ کا تجربہ بول رہا ہے۔ آپ کے ذہن پر ایک غبار چھایا ہوا ہے کہ ہر جگہ کانٹے ہی بچھے ہیں۔

شیری سالد یہ تو حالات پر منحصر ہے۔ آپ اپنے تمام شادی شدہ دوستوں پر تنقید کرتے ہیں اس لیے مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں خود آپ تنقید کا نشانہ نہ بنیں۔

ارنولف۔ بجا فرمایا۔ لیکن آپ ہی بتائیں کہ کیا دنیا میں یہاں سے زیادہ قابل رحم شوہر کہیں ملیں گے؟ جن کی بیویاں ہزار بہانوں سے انھیں بے وقوف بناتی ہیں اور یہ بیچارے بن جاتے ہیں۔ ایک آدمی کتنے جتن سے پیسہ کماتا ہے اور بیوی ہے کہ اپنے دوستوں کے ساتھ اس پیسہ کو برباد کرتی پھرتی ہے، تحفے تحائف لاتی ہے اور میاں کو سمجھاتی ہے کہ اس نے سب کھیل میں جیتے ہیں۔ شوہر بیچارا بیوی کی بات پر یقین کر لیتا ہے اور خوش ہو لیتا ہے۔ وہ ذرا دیر کے لیے یہ نہیں سوچتا کہ بیگم صاحبہ نے یہ رقم کہاں اور کیسے حاصل کی۔

شیری سالد آپ کی بات صحیح ہے۔ لیکن جب کوئی دوسروں پر ہنستا ہے تو اسے ہمیشہ

محتاط رہنا چاہئے۔ اس سے کہیں ایسی بات سرزد نہ ہو کہ دوسروں کو ہنسنے کا موقع ملے۔ میں بھی اندرونِ خانہ کے واقعات سنتا ہوں لیکن آپ کی طرح مجھ پر ردِعمل نہیں ہوتا۔ میں محتاط رہنا پسند کرتا ہوں گو خود اپنے گھر میں ان واقعات کو برداشت نہیں کر سکتا' لیکن میں آپ کی طرح کا برتاؤ کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ آج آپ کو موقع ملا ہے' کل دوسروں کی بھی باری آسکتی ہے۔ خدانخواستہ اگر میرے ساتھ کوئی ایسا واقعہ ہو تو مجھے یقین ہے کہ لوگ ہنس کر خاموش ہو لیں گے یا مجھ سے ہمدردی کریں گے لیکن آپ کا معاملہ ذرا مختلف ہے آپ نے لوگوں کا اتنا مذاق اڑایا ہے کہ موقع ملتے ہی لوگ آپ کے پیچھے پڑ جائیں گے اور سرِراہ آپ پر ہنسیں گے۔

ارنولف۔ آپ میرے غم میں دبلے نہ ہوں۔ وہ بڑا ہی چالاک شخص ہو گا جو مجھے زک دے سکے۔ میں ان تمام چالوں اور حربوں سے باخبر ہوں جو عورتیں اختیار کرتی ہیں۔ میں نے اس کے تدارک کی ترکیبیں پہلے ہی سوچ لی ہیں' جس لڑکی سے میں شادی کر رہا ہوں وہ انتہائی معصوم ہے' اس کے ذہن میں وہ سارے حربے آ بھی نہیں سکتے جن سے وہ مجھے مشکلات میں ڈال سکے۔

شیری سالد۔ تو کیا کوئی بے وقوف لڑکی ہے؟

ارنولف۔ میں ایک بیوقوف لڑکی سے اس لیے شادی کر رہا ہوں کہ وہ مجھے احمق نہ بنا سکے۔ میں بخوشی اعتراف کرتا ہوں کہ آپ کی' نصف بہتر' بہت محتاط ہے لیکن چالاک بیوی سے تو خدا ہی محفوظ رکھے' جن لوگوں نے یہ دیکھ کر شادی کی کہ بیوی تجربہ کار اور سگھڑ ہو ان کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ ان کی شادی بڑی مہنگی پڑی۔ میں ادبی ذوق کی دعویدار بیویوں کو جھیلنے کی ہمت نہیں رکھتا جو صرف سالوں SALON اور محفلوں کی بات کرتی ہیں' نثر اور شاعری میں میٹھی میٹھی باتیں لکھتی ہیں' نہیں صاحب' میں ایسی بیوی رکھنا پسند نہیں کرتا۔ جو بیوی لکھ سکتی ہے وہ اپنی ضرورت سے زیادہ چیزوں سے باخبر رہتی ہے میری بیوی ان عظیم خیالات سے بےخبر ہو گی

اسے ردیف و قوافی کا علم نہیں ہوگا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے یہ اطمینان رہے گا کہ وہ صرف عبادت کرے اور پھر چاہے سینا پرونا کرتی رہے۔

شیری سالد ۔ آپ کا مطلب ہے کم عقل بیوی۔

ارنولف ۔ یہی سمجھئے۔ ایک عقلمند حسینہ کے مقابلے میں ایک بیوقوف اور قبول صورت خاتون کو زیادہ پسند کروں گا۔

شیری سالد ۔ تو کیا خوبصورت اور ذہین۔

ارنولف ۔ نیک ہونا کافی ہے۔

شیری سالد ۔ ایک بھولی لڑکی سے آپ کیسے امید کرتے ہیں کہ وہ نیکی کے مفہوم سے بھی واقف ہوگی، پھر یہ کہ کوئی ساری زندگی کسی احمق کے ساتھ کیسے گذار سکتا ہے اور یہ کیا گارنٹی ہے کہ ایسا شخص کبھی رسوا نہیں ہوگا ایک سمجھ دار خاتون اپنا بھلا برا سمجھ سکتی ہے لیکن ایک بیوقوف عورت؟

ارنولف ۔ دلیل معقول ہے لیکن آپ مجھے قایل نہیں کر سکتے اور نہ شادی سے باز رکھ سکتے ہیں۔

شیری سالد ۔ بس میں کہہ چکا، اب آگے ایک لفظ بھی نہیں بولوں گا۔

ارنولف ۔ ہر شخص اپنی راہ آپ منتخب کرتا ہے، جس طرح سارے معاملات میں میں وہی کرتا ہوں جو میرا ضمیر گوارا کرتا ہے، یہ تو بیوی کا معاملہ ہے۔ میرے پاس دولت کی کمی نہیں، میں سوچتا ہوں ایسا جیون ساتھی منتخب کروں جو صرف اور صرف میرا ہو، جس کا دارومدار ہی مجھ پر ہو۔ تاکہ وہ اپنی دولت اور خاندان کی دھونس مجھ پر نہ جما سکے۔ جب وہ چار سال کی تھی تبھی مجھے وہ بہت پیاری اور مستقل مزاج سی لگتی تھی، جبھی سے میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اس کی ماں غریب تھی میں نے اس لڑکی کو اپنا لیا۔ اس نیک خاتون کو جب میرے ارادہ کا علم ہوا تو اس نے خوشی خوشی اپنی بچی میرے حوالے کر دی۔ اسے میں نے ایک اسکول میں اپنی مرضی کے مطابق تعلیم دلوائی اور استانیوں کو تنبیہ کی کہ وہ اسے ہر ممکن سادگی سے رہنا سکھائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری کوشش کامیاب ہوئی۔ میں بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے

اسے مکمل طور پر معصوم پایا۔ میں نے اپنی کامیابی پر خدا کا شکر ادا کیا کہ اب میں اپنی مرضی کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہوں۔ پھر میں اسے اسکول سے گھر لے آیا اور آپ جانتے ہیں کہ میرے ہاں سیکڑوں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اور کسی کی بھی نظر اس پر پڑ سکتی ہے اس لیے میں نے اسے الگ دوسرے گھر میں بند کر رکھا ہے جہاں کوئی اور مجھ سے ملنے نہیں آتا اور جہاں اس کا فطری حسن آلودہ نہیں ہوگا۔ اس مکان میں رہ کر وہ اپنے ہی جیسے سیدھے اور بھولے لوگوں سے ملتی ہے۔ آپ خیال کریں گے کہ میں کہانی کو اس قدر طول کیوں دے رہا ہوں؟ دراصل میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں کس قدر محتاط آدمی ہوں۔ چونکہ آپ میرے دوست ہیں آج رات کا کھانا آپ میرے ساتھ ہی کھائیں۔ میں چاہوں گا کہ دیکھیں کہ کیا میرا انتخاب غلط ہے۔

شیری سالد بہت بہت شکریہ۔

ارنولف۔ آپ اس کی سادگی اور حسن کا فیصلہ اس سے بات کر کے ہی کر سکتے ہیں۔

شیری سالد خیر۔ آپ نے جو کچھ کہا ہے۔۔۔۔

ارنولف۔ وہ غلط نہیں ہے۔ اس کی سادگی پر میں مستقل حیران رہتا ہوں، کبھی کبھی تو وہ ایسی باتیں کرتی ہے کہ میں ہنستے ہنستے دوہرا ہو جاتا ہوں۔ ایک دن وہ میرے پاس حیران و پریشان آئی اور پوچھنے لگی کہ کیا بچے کان سے نکلتے ہیں؟

شیری سالد بھئی واہ۔ یہ سن کر تو مجھے بھی خوشی ہوئی بھائی ارنولف۔

ارنولف۔ واقعی! لیکن آپ مجھے اس نام سے کیوں پکارتے ہیں؟

شیری سالد کیا کریں، یہی نام رٹا ہوا ہے۔ MONSIEUR DE LA SOUCHE مجھے یاد ہی نہیں رہتا۔ لیکن اس ۴۲ سال کی عمر میں آپ کو کون سا خبط سوار ہوا کہ نام بدل لیا اور وہ بھی گھسا پٹا سا۔

ارنولف۔ اصل میں یہ میرے گھر کا نام ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے۔

شیری سالد یہ بات اچھی نہیں۔ اچھا خاصا نام باپ دادا کا رکھا ہوا چھوڑ دیا۔ میں

ایک صاحب کو جانتا ہوں ان کا نام (GROS-PIERRE) گرو پر تھا
ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا لیکن اپنا نام موسیو دلیل رکھ لیا۔ میرا مطلب یہ
نہیں تھا کہ آپ بھی اسی قسم کے انسان ہیں۔

ارنولف۔ آپ کو یہ مثال دینے کی ضرورت نہیں۔ DELA SOUCHE میرا نام ہے
اور مجھے پسند ہے، دوسرے نام سے پکارا جانا مجھے برا لگتا ہے۔

شیری سالد سب کے لیے اسے یاد رکھنا بھی تو مشکل ہے، لیکن میں اپنے طور پر اس نام کو
یاد رکھنے کی کوشش کروں گا۔

ارنولف۔ بہت خوب

شیری سالد (جاتے ہوئے) میرا خیال ہے کہ یہ پورا بیوقوف ہے

ارنولف۔ یہ شخص بعض معاملات میں بالکل جھکی ہے، بعض اپنے بارے میں کتنے برخود
غلط ہوتے ہیں!

دوسرا سین

الین، ژارجیت، ارنولف

الین۔ کون ہے؟

ارنولف دروازہ کھولو۔ میں دس دن کے بعد لوٹ رہا ہوں۔ مجھے دیکھ کر یہ لوگ
ضرور خوش ہوں گے۔

الین۔ دروازہ پر کون ہے؟

ارنولف۔ میں

الین۔ ژارجیت!

ژارجیت۔ کیا ہے؟

الین۔ دروازہ کھول دو۔

ژارجیت۔ تم کیوں نہیں کھولتے۔

الین۔ تم جاؤ اور کھولو

ژارجیت۔ میں نہیں جاتی۔

الین۔ باہر کون ہے؟

ارنولف۔ تمہارا مالک۔

ژارجیت الین!

الین۔ کیا؟

ژارجیت ارے مالک ہیں، جلد دروازہ کھولو

الین۔ تم خود جاکر کھولو۔

ژارجیت۔ میں آگ سلگا رہی ہوں۔

الین۔ میں اپنی گوریّا کی دیکھ بھال کر رہا ہوں، باہر نکل گئیں تو بلّی دبوچ لے گی۔

ارنولف۔ تم دونوں میں سے جس نے دروازہ نہیں کھولا اسے چار دن تک کھانا نہیں ملے گا۔

ژارجیت۔ تم کیوں آرہے ہو، میں جاتی ہوں دروازہ کھولنے۔

الین تم کیوں جاؤ، میں کیوں نہ جاؤں؟

ژاجیت۔ تم الگ کھڑے رہو۔

الین۔ راستے سے ہٹ جاؤ

ژارجیت۔ دروازہ میں کھولوں گی۔

الین۔ میں کھولوں گا۔

ژارجیت۔ تم نہیں کھولوگے

الین۔ اور تم بھی نہیں۔

ژارجیت۔ تم بھی نہیں۔

ارنولف۔ یہاں صبر کی ضرورت ہے۔

الین۔ یہاں میں ہوں مونسیو

ژارجیت۔ میں تمھاری خادمہ ہوں مونسیو۔

الین۔ اگر مونسیو کا خیال نہ ہوتا تو میں تمھیں.....

ارنولف۔ (الین سے گھونسہ کھاتے ہوئے) خدا تمھیں غارت کرے۔

الین۔ سرکار! مجھے معاف کر دیجئے

ارنولف۔ گنوار کہیں کا۔

الین۔ یہ اس کی غلطی تھی۔

ارنولف۔ تم دونوں اپنی چونچ بند رکھو۔ الین میرے ساتھ آؤ، یہاں سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے؟ بیوقوفی چھوڑو اور مجھے جواب دو۔

الین۔ ہم لوگ مونسیو...... مونسیو، ہم ہیں...... خدا کا شکر ہے ہم لوگ......

ارنولف۔ (الین کے سر سے ہیٹ ہٹاتے ہوئے) بدتمیز شخص، تم کو کس نے سکھایا کہ سر پر ہیٹ لگا کر مجھ سے بات کرو؟۔

الین۔ آپ صحیح فرماتے ہیں، مجھے اس کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔

ارنولف۔ (الین سے) اگنیس سے کہو کہ نیچے آئے۔

ارنولف۔ (ژارجیت سے) میرے باہر جانے سے وہ غمگین تو نہیں ہوئی۔

ژارجیت۔ غمگین! نہیں تو۔

ارنولف۔ نہیں؟

ژارجیت۔ جی ہاں، بہت اداس تھیں۔

ارنولف۔ کیوں؟

ژارجیت ہر لمحہ آپ کی واپسی کی راہ تکتی رہیں۔ ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی گھوڑا، گدھا یا خچر گھر کے پاس سے گزرے اور وہ آپ کا خیال کرکے باہر نہ نکل آئیں۔

تیسرا سین

اگنیس، الین، ژارجیت، ارنولف

ارنولف۔ ہر دم مشغول! یہ اچھی بات ہے، اگنیس، میں واپس آگیا ہوں، کیا تم مجھے دیکھ کر خوش نہیں ہوئیں؟

اگنیس۔ ہاں مونسیو، خدا کا کرم ہے۔

ارنولف۔ میں بھی تمھیں دیکھ کر بہت خوش ہوں، میرا خیال ہے تم بخیریت رہیں۔

اگنیس۔ سوائے پسّوؤں کے، رات میں بہت تنگ کرتے ہیں۔

ارنولف۔ جلد ہی تم اپنے پاس ایک ایسے شخص کو پاؤگی جو انھیں بھگادے گا۔

اگنیس۔ میں بہت خوش ہونگی۔

ارنولف۔ میں تو بس سوچ ہی سکتا ہوں کیا کر رہی ہو؟

اگنیس۔ کچھ ٹوپیاں تیار کر رہی ہو، تمھاری ٹوپیاں اور شب خوابی کی قمیضیں تیار ہیں۔

ارنولف۔ بہت اچھا، اوپر جاؤ، خود کو اتنا نہ تھکاؤ، میں جلد ہی واپس آتا ہوں۔ تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

(جب سب چلے جاتے ہیں تو ارنولف کہتا ہے)

آج کی فیشن ایبل لڑکیو! تعلیم یافتہ خواتین! تم جو انتخاب اور نزاکتِ احساس کی آہیں بھرتی ہو، تمھاری نظمیں، تمھارے ناول، تمھارے عاشقانہ خطوط، تمھارے سارے علوم و افکار مجھے قطعی ناپسند ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز بھی میرے لیے اس سیدھی سادی لڑکی کے مقابلہ میں عزیز نہیں۔

چوتھا سین

ہوریس، ارنولف

ہوریس۔	ارنولف ۔۔۔۔
ارنولف۔	ہوریس! تم کو دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی، کب سے یہاں ہو؟
ہوریس۔	نو دن سے۔
ارنولف۔	سچ!
ہوریس۔	میں سیدھا آپ کے گھر گیا لیکن بے فائدہ۔
ارنولف۔	میں گاؤں چلا گیا تھا۔
ہوریس۔	ہاں دس دن کے لیے
ارنولف	بچے چند ہی سالوں میں کتنا بڑھ جاتے ہیں۔ تعجب!! جب میں نے پچھلی بار اسے دیکھا، یہ اتنا بڑا نہیں تھا۔
ہوریس۔	اچھا!
ارنولف۔	تمہارے والد اورونت کیسے ہیں! میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ آج کل وہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا وہ اب بھی پھرتیلے ہیں؟ وہ جانتے ہیں کہ میں ان کے معاملات میں کتنی دلچسپی لیتا ہوں ۔ چار سال سے ہم نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔
ہوریس۔	اور شاید ایک دوسرے سے خط و کتابت بھی نہیں ہوئی۔ وہ مجھ سے اور آپ سے کہیں زیادہ خوش اخلاق ہیں آپ کے لیے انھوں نے ایک خط دیا ہے، ویسے انھوں نے مجھے ایک دوسرے خط میں لکھا ہے کہ وہ یہاں آنے والے ہیں، پتہ نہیں کیوں؟ شاید آپ جانتے ہوں گے کہ آپ کے شہر کا کوئی شخص امریکہ سے یہاں واپس آ رہا ہے اس نے چودہ سال میں کافی دولت جمع کر لی ہے۔

ارنولف۔ واقعی! تمھیں اس کا نام معلوم ہے؟

ہوریس۔ انریک۔

ارنولف۔ نہیں!

ہوریس۔ میرے والد نے یہی لکھا ہے، بہر حال مجھے ان کے بارے میں جاننا ہی چاہیئے۔ انھوں نے مجھے لکھا ہے کہ وہ دونوں کسی اہم کام کے لیے ساتھ ہی آ رہے ہیں۔ لیکن معاملہ کیا ہے، اس کا مجھے علم نہیں۔

ارنولف۔ مجھے ان سے مل کر بڑی خوشی ہوگی اور میں مقدور بھر ان کی مہمان نوازی کروں گا۔

(خط پڑھنے کے بعد)

دوستوں کے درمیان خط و کتابت غیر رسمی ہی ہونی چاہیئے۔ اس طرح کے القاب و آداب غیر ضروری ہیں اگر انھوں نے کچھ بھی نہ لکھا ہوتا تو بھی تم میرے یہاں سے ضرورت کی چیز لے ہی سکتے تھے۔

ہوریس۔ میری عادت ہے کہ میں لوگوں کے وعدوں کو دیکھتا ہوں، مجھے اس وقت ایک سو پستول[1] درکار ہیں۔

ارنولف۔ میں اپنی بات کا پابند ہوں، شکر ہے کہ اس وقت میرے پاس اتنی رقم موجود ہے، بٹوہ بھی تم رکھ لو۔

ہوریس۔ اچھا۔

ارنولف۔ کوئی بات نہیں، خیر، تمھیں شہر کیسا لگا؟

ہوریس۔ لگتا ہے کافی آباد ہے اور چونکہ عمارتیں بھی یہاں کی خوب ہیں اس لیے یقیناً تفریح کی جگہ ہوگی۔

ارنولف۔ یہاں ہر شخص کے مذاق کے مطابق تفریح کے ذرائع موجود ہیں اور جنھیں لوگ بانکے گردانتے ہیں ان کی خواہش کی ہر چیز موجود ہے۔ اس لیے کہ یہاں کی عورتیں پیدائشی عشوہ گر ہیں۔ بھورے اور سنہری بالوں والی

---

[1] ایک پستول، فرانسیسی سکہ ۸ شلنگ کے برابر تھا۔

دونوں طرح کی عورتیں یکساں حسین و پُرکشش ہیں اور شوہر بھی ان کے نیک طینت ہیں۔ یہاں کی زندگی شہزادوں کے لیے بڑی مناسب ہے۔ غالباً تمھیں بھی کسی نے مار رکھا ہے؟ کیا تمھیں اب تک کوئی کامیابی ملی؟ جس طرح کے بھلے آدمی تم ہو اس کی اہمیت روپے پیسے سے بھی زیادہ ہے، تم چاہو تو کسی کی بیوی کو بھی پھانس سکتے ہیں

ہورلیس۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں بھی ایک لڑکی کی محبت میں گرفتا ہو چکا ہوں۔ اور چونکہ آپ میرے دوست ہیں اس لیے میں آپ کے سامنے اس کا اقرار کر سکتا ہوں لیکن وعدہ کیجیے کہ آپ اسے راز رکھیں گے!

ارنولف۔ وعدہ!

ہورلیس۔ یہ نازک معاملہ ہے، اگر راز افشا ہوا تو کسی کی امید پر پانی پھر جائے گا۔ میں صاف گوئی کے ساتھ آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ میں ایک حسینہ کی خاطر اپنا دل کھو بیٹھا ہوں۔ میں نے ذرا سی توجہ کی اور کامیابی ملی۔ اس نے میرے لیے کوئی پس و پیش نہیں کیا اور اپنے گھر کے دروازے کھول دئے میں بلا مبالغہ اس کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ میرے معاملات اچھے خاصے چل نکلے ہیں۔

ارنولف۔ (ہنستے ہوئے) وہ ہے کون؟

ہورلیس۔ (اگنیس کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ایک نوخیز لڑکی، جو اس سرخ مکان میں رہتی ہے۔

ارنولف۔ ناتجربہ کار! کیونکہ ایک بیوقوف شخص اسے ساری دنیا سے چھپائے رکھتا ہے اور کسی سے ملنے کا موقع ہی نہیں دیتا۔ لیکن باوجود اس لاعلمی کے، جس کی وہ شکار ہے، اس میں قدرت نے بلا کی کشش رکھی ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہر کوئی اس سے پیار کرنے پر مجبور ہے۔ غالباً آپ اسے جانتے ہیں۔ اس کا نام اگنیس ہے۔ وہ سرتا پا حسن ہے، بس یوں کہیے کہ محبت کی دیوی۔

ارنولف۔ (علیحدہ) اف! کتنی کڑوی گولی!

ہوریس۔ آپ چپ کیوں ہیں؟

ارنولف۔ اوہ! ہاں، میں اسے جانتا ہوں

ہوریس۔ وہ کیا ایک بے وقوف شخص نہیں ہے؟

ارنولف۔ ۔۔۔۔۔۔ ہوں۔

ہوریس۔ آپ کیا کہتے ہیں، آپ کو تو ہاں کہنا چاہئے۔
کیا وہ آدمی بیوقوف اور حاسد نہیں ہے۔ تو اس کے بارے میں جو بتلایا گیا ہے وہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ خوبصورت اگنیس نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ وہ یقیناً ایک خوبصورت ہیرا ہے۔ اور ایسے گوہرِ نایاب کو ایک بیوقوف، اجڈ کے ہاتھوں میں چھوڑ دینا گناہ ہوگا۔ میری تمام کوشش یہی ہوگی کہ اسے اپنا سکوں، خواہ وہ حاسد شخص راہ میں کیوں نہ حائل ہو اور میں نے جو روپئے آپ سے لیے وہ اسی مقصد کے لیے ہیں۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ کوئی معاملہ ہو، پیسہ ہی ایسی کنجی ہے جو ہر طرح کا قفل کھول دیتی ہے۔ لوگوں کے دماغوں کو پیسہ ہی مغلوب کر سکتا ہے، معاملہ جنگ کا ہو یا محبّت کا، کامیابی اسی کی بدولت ملتی۔ آپ رنجیدہ معلوم ہوتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میرے منصوبے کو ناپسند کرتے ہوں؟

ارنولف۔ نہیں۔ میں یہ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔

ہوریس۔ اس گفتگو نے آپ کو افسردہ کر دیا۔ خدا حافظ۔ میں بہت جلد آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آپ سے ملوں گا۔

ارنولف۔ ضرور۔۔۔۔۔!

ہوریس۔ (ہوریس واپس ہوتے ہوئے) ایک بار پھر آپ سے درخواست ہے کہ رازداری سے کام لیں، میرے والد سے کچھ نہ کہئے انھوں نے سن لیا تو ناراض ہوں گے۔

ارنولف۔ (یہ سوچتے ہوئے وہ پھر واپس آرہا ہے) اوہ۔۔۔۔۔!
مجھے اس ملاقات کے دوران کتنی تکلیف پہنچی ہے۔ میں اتنا رنجیدہ کبھی نہیں ہوا۔ کمبخت کتنی چالاکی اور جلد بازی سے مجھے اپنی کہانی سنانے

آیا تھا، گو میرے دوسرے نام کی وجہ سے دھوکا کھا گیا۔ لیکن کیا بڑے سے بڑے مجرم نے اس سے زیادہ حماقت کا مظاہرہ کیا ہے۔ پھر یہ کہ جب میں نے اس قدر دکھ سے برداشت کیا ہے تو صبر سے کام لوں۔ معاملہ کی اصل حقیقت جاننے کی کوشش کی جائے کہ کیا میرا خوف صحیح ہے؛ مجھے چاہئے تھا کہ اسے اپنی بات جاری رکھنے دیتا۔ تاکہ ان کی آپس کی مفاہمت کو پوری طرح سمجھ لیتا۔ میں اب بھی اسے پکڑ سکتا ہوں، وہ ابھی زیادہ دور نہیں گیا ہوگا اور پھر میں اسے اپنا پورا اعتماد دوں گا، لیکن جو بھیانک انجام میرا ہو سکتا ہے اسے سوچ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے کیونکہ اکثر ایک شخص اپنی توقع سے زیادہ ہی کا مطالبہ کرتا ہے۔

دوسرا ایکٹ

دوسرا سین

ارنولف واقعہ کی اصلیت جاننا چاہتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ میں جلد ہی ان کا کھیل ختم کر دوں گا۔ اس لیے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ بات کہاں تک پہنچی ہے، میری عزت کا سوال ہے، میں تو اسے اپنی بیوی سمجھتا تھا!۔

الین، ژارجیت، ارنولف

الین۔ آہ مونسیو اس وقت.....

ارنولف۔ تم دونوں ادھر آؤ، یہاں کھڑے ہو جاؤ، میں کہتا ہوں۔ آؤ!

ژارجیت۔ آپ تو مجھے ڈرا دیتے ہیں، میرا خون خشک ہوا جاتا ہے۔

ارنولف۔ کیا یہی میری فرماں برداری ہے، کیا تم دونوں نے میرے ساتھ دھوکا نہیں کیا؟

ژارجیت مہربانی کر کے ایسا الزام مت دیجیے مونسیو۔

الین۔ (علیحدہ) میں قسم کھا سکتا ہوں کہ اسے کسی پاگل کتے نے کاٹا ہے۔

ارنولف۔ اوہ! میں اس قدر مشتعل ہوں کہ بول بھی نہیں سکتا۔ میرا دم گھٹ جائے گا، کاش میں اپنے خول سے نکل سکتا۔ تم غدار ہو، تم نے ایک

آدمی کو یہاں آنے کی اجازت دی۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے ؟..... تم بھاگ جانا چاہتے ہو! اس لمحہ..... اگر تم ذرا بھی ہلے...... ! میں تم کو سب کچھ کہنے کی اجازت دیتا ہوں..... ہاں، میں دونوں کو اجازت دیتا ہوں، اگر کوئی ہلا تو میں ٹھکانے کر دوں گا........ وہ آدمی اس گھر میں کیسے گھسا؟ بولو، جواب دو، جلدی جواب دو، ابھی بلا جھجک۔

الین، ژارجیت۔ اوہ۔

ژارجیت۔ میں بے ہوش ہو جاؤں گی۔

الین میں مر جاؤں گا۔

اارولف۔ میرا بدن پسینہ سے شرابور ہو رہا ہے، مجھے ذرا سانس لینی چاہئے، باہر جا کر شربت پینا چاہئے۔ جب وہ بچہ تھا تو میں کیا سوچ سکتا تھا کہ ایک دن وہ ایسا کرے گا؟ خدایا! میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میرے لیے مناسب یہی ہو گا کہ خود اگنیس کی زبان سے اصل بات سنوں۔ مجھے صبر کرنا چاہئے۔ پہلے اپنا غصہ کم کر دوں۔ اٹھو اور اگنیس سے یہاں آنے کو کہو۔ نہیں، رک جاؤ، میں خود اس کے پاس جاؤں گا، اس طرح وہ کچھ سٹپٹائے گی ورنہ یہ اس کو ناراضگی کی اطلاع دے دیں گے۔ میرا یہیں انتظار کرو۔

تیسرا سین

الین، ژارجیت

ژارجیت۔ خدا رحم کرے یہ تو خطرناک آدمی ہے۔ اسے اس طرح دیکھ کر میں ڈر گئی تھی میں نے اس سے ہیبت ناک عیسائی انسان نہیں دیکھا

الین اس نوجوان نے اسے ناراض کر دیا ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا۔

ژارجیت لیکن وہ کیوں ہم لوگوں سے کہتا ہے کہ اس لڑکی کو بے رحمی کے ساتھ گھر میں قید رکھا جائے۔ وہ اسے ساری دنیا سے چھپا کر رکھتا ہے،

کیوں اس کے پاس کسی کو نہیں دیکھ سکتا ؟

الین۔ کیونکہ وہ حاسد ہے۔

ژارجیت۔ لیکن کیوں ؟ اور یہ ہنگامہ کس لیے ؟

الین۔ کیونکہ ژارجیت ! حسد ایک ایسی چیز ہے جو بے آرام کردیتی ہے اور اپنے ہی گھر میں بے گھر کرتی ہے۔ تم اسے اس طرح سمجھو گی۔ جوں ہی تم شوربہ تیار کرو، کوئی بھوکا آدمی آئے اور سب پی جائے تو کیا تم اس پر ناراض نہ ہو گی اور اس سے لڑو گی نہیں ؟

ژارجیت۔ ہاں۔

الین۔ بات یہی ہے۔ بیوی شوربہ ہے۔ اور اس کا مرد کسی دوسرے شخص کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کے شوربے میں انگلیاں ڈبونا چاہتا ہے تو وہ فوراً برافروختہ ہو جاتا ہے۔

ژارجیت۔ لیکن سبھی تو اس طرح نہیں سوچتے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کی بیویاں امیرزادوں کے ساتھ رہتی ہیں تو وہ بڑے خوش نظر آتے ہیں۔

الین۔ ایسا اس لیے ہے کہ ہر شخص چاہ کا اتنا بھوکا نہیں کہ سب کچھ اپنے لیے ہی رکھ لے۔

ژارجیت۔ اگر میں اندھی نہیں ہوں تو وہ واپس آرہا ہے۔

الین۔ تمھاری بینائی درست ہے، یہ وہی ہے۔

ژارجیت۔ کتنا غم زدہ لگ رہا ہے۔

الین کیونکہ وہ غصّے سے کھول رہا ہے۔

پانچواں سین

ارنولف اگنیس کو ہوا خوری کے بہانے باہر لاتا ہے اور ژرار جیت اور الین سے اندر چلے جانے کو کہتا ہے

ارنولف، اگنیس

ارنولف۔ گھر سے باہر موسم خوشگوار ہے۔

اگنیس۔ بہت خوشگوار۔

ارنولف۔ آج کا دن کتنا اچھا ہے۔

اگنیس۔ بہت اچھا

ارنولف کوئی خبر؟

اگنیس۔ بلی کا بچہ مر گیا۔

ارنولف۔ افسوس! لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہم سب فانی ہیں۔ ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہے۔ میں گاؤں چلا گیا تھا، کیا اس دوران بارش ہوئی؟

اگنیس۔ نہیں۔

ارنولف۔ کیا تم بدمزگی محسوس کر رہی ہو؟

اگنیس۔ میں کبھی بدمزہ نہیں ہوتی۔

ارنولف۔ ان نو یا دس دنوں میں تم نے کیا کیا؟

اگنیس۔ چھ قمیضیں اور چھ ٹوپیاں۔

ارنولف۔ (تھوڑی دیر سوچنے کے بعد) پیاری اگنیس! دنیا بڑی انوکھی جگہ ہے۔ ہر شخص رسوائی کی باتیں کرتا ہے۔ کچھ پڑوسیوں نے مجھ سے واقعتاً کہا کہ جب میں باہر تھا تو ایک اجنبی نوجوان ہمارے گھر آتا تھا اور تم نے اسے

ملنے اور بات کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ لیکن میں نے ان جھوٹوں کی بات پر یقین نہیں کیا۔ میں نے تو ان سے شرط لگانی چاہی کہ وہ غلط.....

اگنیس۔ خدارا آپ شرط نہ لگائیں، آپ یقیناً ہار جائیں گے۔

ارنولف۔ کیا! کیا یہ سچ ہے کہ ایک شخص.....

اگنیس۔ بالکل سچ۔ وہ شاید ہی گھر سے ہلا ہو، اس کی تو قسم کھاتی ہوں۔

ارنولف۔ ایسا کھلا اعتراف کم از کم اس کی سادگی کی دلیل ہے۔ لیکن اگنیس، اگر میرا حافظہ خطا نہیں کرتا تو غالباً میں نے تمھیں لوگوں سے ملنے سے روکا تھا۔

اگنیس۔ ہاں، لیکن آپ کو خبر نہیں، میں اس سے کیوں ملی اور یقیناً آپ بھی اگر ہوتے تو وہی کرتے جو میں نے کیا۔

ارنولف۔ مجھے ٹھیک ٹھیک بتلاؤ کہ ہوا کیا؟

اگنیس۔ یہ ایک دلچسپ اور ناقابل یقین کہانی ہے۔ میں بالکونی پر کھلی فضا میں سلائی کر رہی تھی کہ میں نے ایک خوبصورت نوجوان کو قریب کے درخت کے نیچے سے گذرتے دیکھا اس نے میری طرف دیکھا تو احتراماً تھوڑا سا جھکا اور چونکہ میں نے اس خلوص میں پیچھے رہ جانا مناسب نہیں سمجھا تو جواباً میں نے بھی وہی کیا۔ دوسرے ہی لمحہ اس نے دوبارہ جھک کر سلام کیا تو میں نے بھی جواب میں اسی طرح جھک کر سلام کیا۔ پھر وہ تیسری بار جھکا تو میں نے بھی ویسا ہی کیا۔ وہ چلا گیا اور دوبارہ آیا اور جب بھی وہ گذرا اس نے مجھے ہر دفعہ جھک کر سلام کیا۔ میری نگاہیں اس سے چار ہوئیں اور میں نے جواب میں اسے ہمدردی کے ساتھ جھک کر سلام کیا اور شاید اگر رات نہ ہو جاتی تو میں مستقل اسی طرح کرتی رہتی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ مجھے بداخلاق اور گنوار تصور کرے۔

ارنولف۔ بالکل صحیح۔

اگنیس۔ دوسرے دن جب میں دروازہ پر کھڑی تھی کہ ایک بڑی بی میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ میری بچی! خدا تم پر مہربان ہو اور تمھارے حسن کو زوال

سے محفوظ رکھے، اس نے تمھیں اس لیے حسین نہیں پیدا کیا کہ تم اپنے حسن کا غلط استعمال کرو۔ مجھے تم کو بتلانا ہی چاہئے کہ تم نے ایک دل کو زخمی کر دیا ہے اور وہ تم سے اس کی شکایت کرنے پر مجبور ہے۔

ارنولف۔ اف! شیطانی ہاتھ، بدبخت جادوگرنی!

اگنیس۔ "کیا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے"؛ میں تعجب سے چیخ پڑی۔ ہاں تم نے اس شخص کو گہرا زخم لگایا ہے جسے کل بالکونی سے تم نے دیکھا تھا۔ افسوس، میں چیخ پڑی، میں ایسا کیسے کر سکتی تھی؟ کیا میں نے لاعلمی میں اس پر کوئی چیز گرا دی؟ نہیں۔ تمھاری آنکھوں نے کاری ضرب لگائی۔ ان نگاہوں نے اسے درد میں مبتلا کیا ہے۔ خدا بھلا کرے، میں چیخی، تم مجھے سخت حیرت میں ڈال رہی ہو۔ کیا میری نگاہوں میں کوئی بدی ہے جو لوگوں کو زخمی کر سکتی ہے" ہاں" اس نے جواب دیا تمھاری نگاہیں اس کی موت کا سبب بنیں گی۔ اس لیے کہ ان میں وہ زہر ہے جس سے تم ناواقف ہو سچ تو یہ ہے کہ وہ غریب گھڑیاں گن رہا ہے۔ اور اگر تم اس کی مدد سے انکار کرتی ہو، اس ہمدرد خاتون نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا، تو بس چند ہی دنوں میں اسے قبر میں اتار دیا جائے گا۔ خدایا! میں پکار اٹھی لیکن میں اس کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟ اس نے جواب دیا "میری بچی" وہ بس تمھیں ایک بار دیکھنے اور بات کرنے کی مسرت چاہتا ہے۔ صرف تمھاری آنکھیں اس کو تباہی سے بچا سکتی ہیں۔ یہی مرض کا سبب ہے اور یہی علاج بھی۔" بخوشی، میں نے کہا، بات اگر یہ ہے تو وہ یہاں جتنی بار چاہے مجھ سے ملنے آ سکتا ہے۔

ارنولف۔ آہ بدبخت جادوگرنی! خدا تجھے اس چالبازی کے بدلے جہنم رسید کرے۔

اگنیس۔ چنانچہ وہ مجھ سے ملنے آیا، اور صحت یاب ہوا۔ اب کیا تم نہیں سوچتے کہ میں صحیح تھی۔ سب کچھ سن لینے کے بعد میرا ضمیر کیسے گوارا کرتا کہ میں محض اتنی سی بات کے لیے اسے مرنے دیتی۔ میں کہ جو کسی مصیبت زدہ کو

دیکھ کر غمگین ہو جاتی ہوں، ایک چوزے کو بھی مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔

ارنولف۔ (علیحدہ) جو کچھ ہو رہا ہے، محض اس کی نادانی کی وجہ سے۔ میری بے جا غیر حاضری اس کی ذمہ دار ہے اس لیے مجھے اس سادہ دل لڑکی کو کسی ایسے شخص کی حفاظت میں چھوڑنا چاہیے تھا جسے میں ان فریبیوں کی ساری چالیں بتلا چکا ہوتا جن سے وہ سادہ لوح عورتوں کو جال میں پھنساتے ہیں خطرہ یہ ہے کہ اس مکّار نے معاملہ کو محض مذاق تک نہیں رہنے دیا ہوگا، اس سے آگے بڑھ گیا ہوگا۔

اگنیس۔ کیا معاملہ ہے؟ آپ پریشان معلوم ہوتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ میں نے غلط کیا؟

ارنولف۔ نہیں۔ لیکن یہ بتلاؤ کہ تم سے ملنے کے بعد اس نے مزید کیا کیا؟

اگنیس اگر آپ جان لیں کہ وہ مجھ سے مل کر کتنا خوش ہوا اور کتنی جلدی صحت یاب ہو گیا۔ اس کے وہ تحفے جو اس نے مجھے نذر کیے اور پیسے جو اس نے ایلین اور ژارجیت کو دئے تو آپ یقیناً اسے پسند کریں گے اور وہی کہیں گے جو ہم سب کہتے ہیں......

ارنولف۔ ہاں! لیکن جب وہ تم سے اکیلے میں ملا تو اس نے کیا کیا؟

اگنیس۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے جتنی دنیا میں کسی سے نہیں کی ہوگی اور اس نے میرے لیے اتنی پیاری پیاری باتیں کہیں کہ جس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ اور جسے اگر آپ بھی اس کی زبان سے سنتے تو خوشی میں ناچ اٹھتے۔ کوئی چیز تھی جو مجھ میں سرایت کر گئی، میں نہیں جانتی کیا شئے تھی۔

ارنولف۔ باتوں کے علاوہ کیا اس نے تمھیں گلے نہیں لگایا! تمھارا بوسہ نہیں لیا!

اگنیس۔ ہاں، اس نے......

ارنولف کیا؟

اگنیس لیا۔

ارنولف۔ اوہ۔ تم نے اس سے کیا کہا؟

اگنیس۔ مجھ میں ہمت نہیں، آپ مجھ سے ناراض ہوں گے۔

ارنولف۔ کہو، کہو۔

اگنیس۔ نہیں۔ اچھا قسم کھائیے خفا نہیں ہوں گے۔

ارنولف۔ قسم کھاتا ہوں۔

اگنیس۔ اس نے میرا۔۔۔۔ آپ ناراض ہوں گے۔

ارنولف۔ نہیں۔

اگنیس۔ ہاں۔

ارنولف۔ نہیں، نہیں، نہیں، آخر یہ معمہ کیوں؟ اس نے تمہارا کیا لے لیا۔

اگنیس۔ وہ مجھ سے آپ کا دیا ہوا ربن لے گیا، آپ سے سچ سچ کہوں کہ میں اسے روک نہیں سکی۔

ارنولف۔ ربن کا خیال مت کرو، لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس نے سوائے تمہاری کلائیوں کا بوسہ لینے کے اور تو کچھ نہیں کیا؟

اگنیس۔ کیا مطلب! کیا اس کے علاوہ بھی اور کچھ کیا جا سکتا ہے؟

ارنولف۔ نہیں۔ لیکن اس نے اور کسی ایسے مرض کی شکایت تم سے نہیں کی جس کا تم علاج کر سکتی تھیں؟

اگنیس۔ نہیں۔ آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر اس نے مجھ سے مدد میں کچھ بھی مانگا ہوتا تو میں اسے ضرور دیتی۔

ارنولف۔ خدا کا شکر ہے، آسانی سے چھٹکارا ملا۔ اگنیس! یہ سب کچھ تمہاری نادانی کی وجہ سے ہوا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ تم سے محض کھلواڑ کر رہا تھا۔ وہ تم کو دھوکا دیتا اور بعد میں تمہارا مذاق اڑاتا۔

اگنیس۔ نہیں۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ بات وقتی نہیں ہے۔

ارنولف۔ تم نہیں جانتیں کہ اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یا نہیں، لیکن فکر مت کرو، البتہ تم کو یہ ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ تحفے قبول کرنا اور خوبصورت خوشامدی چیلے سننا، تمہارا اپنے ہاتھوں کو اسے چومنے دینا اور

تمھارے دل کا جھوم جانا، یہ سب کچھ اخلاقی گناہ ہے، اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے جس کا تم ارتکاب کر سکتی ہو۔

اگنیس۔ اسے آپ گناہ کہتے ہیں!

ارنولف۔ کیوں؟ یہ بات سب جانتے ہیں کہ خدا ایسی باتوں سے ناراض ہوتا ہے!

اگنیس۔ ناراض۔ لیکن کیوں؟ یہ تو اس قدر شیریں لبھانے والی شئے ہے اس سے جو مسرت ملتی ہے وہ پاگل بنا دیتی ہے مجھے۔ میں اس سے پہلے ان مسرتوں سے ناواقف تھی۔

ارنولف۔ ہاں۔ یہ تمام لمس و کنار، یہ خوبصورت باتیں، یہ پیار و محبت کی گھاتیں یقیناً مسرت بخش ہیں لیکن ان سے مسرت سلیقے سے اٹھانا چاہئے، جب تم شادی کر لوگی تو پھر یہ برائیاں خوبیوں میں بدل جائیں گی۔

اگنیس۔ کیا شادی کے بعد ایسا کرنا برائی نہیں ہے؟

ارنولف۔ نہیں۔

اگنیس۔ پھر میری جلد شادی کر دی جائے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں۔

ارنولف۔ تم چاہتی ہو، اور میں بھی یہی چاہتا ہوں میں تمھاری شادی کے لیے ہی واپس آیا ہوں۔

اگنیس۔ واقعی!

ارنولف۔ ہاں، مجھے یقین ہے کہ شادی سے تم خوش ہوگی۔

اگنیس۔ اگر واقعی ایسا ہونے والا ہے تو میں آپ کو گلے لگا لونگی۔

ارنولف۔ میں بھی تمھیں گلے لگاؤں گا۔

اگنیس۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ لوگ کب میرا مذاق اڑاتے ہیں، کیا آپ واقعی سیریس ہیں۔

ارنولف۔ ہاں۔

اگنیس۔ ہماری شادی جلد ہو جائے گی؟

ارنولف۔ ہاں۔

اگنیس — کب۔

ارنولف۔ — آج ہی شام

اگنیس — آج شام! (ہنستے ہوئے)

ارنولف۔ — آج شام۔ اس پر تمھیں ہنسی آرہی ہے؟

اگنیس۔ — ہاں۔

ارنولف۔ — میری خواہش یہی ہے کہ تمھیں سدا خوش دیکھوں۔

اگنیس۔ — میں آپ کی کس قدر شکر گذار ہوں اور میں اس کے ساتھ کس قدر خوش رہوں گی!

ارنولف۔ — کس کے ساتھ؟

اگنیس۔ — اس ...... کے ساتھ۔

ارنولف۔ — میں اس کے ساتھ شادی کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں، تم شوہر کے انتخاب میں جلد بازی سے کام لے رہی ہو۔ میری نظر میں دوسرا شخص ہے جسے تمھارے لیے میں نے پسند کیا ہے۔ جہاں تک اس ذاتِ شریف کا تعلق ہے تو چاہے اس کی بیماری اسے قبر تک لے جائے لیکن تم اس سے ملنے سے باز رہو۔ جب وہ اس گھر میں قدم رکھے تو تم کواڑ بند کر دو، اور اگر وہ دستک دیتا ہے تو کھڑکی سے اس پر پتھر پھینکو، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر یہ دروازہ بند سمجھو۔ اگنیس! میری بات سن رہی ہو؟ میں ایک گوشہ میں چھپ کر دیکھوں گا کہ تم اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہو۔

اگنیس۔ — وہ کتنا خوبصورت ہے، یہ تو ......

ارنولف۔ — اب اس سے آگے کچھ نہ کہو۔

اگنیس۔ — مجھ سے ایسا نہیں ......

ارنولف۔ — اوپر جاؤ، میں آگے سننا نہیں چاہتا۔

اگنیس۔ — لیکن کیا تم واقعی ......؟

ارنولف۔ — بس۔ میں تمھارا مالک ہوں، جاؤ، میں کہہ رہا ہوں وہی کرو، جو تم سے کہا جائے۔

تیسرا ایکٹ

پہلا سین

ارنولف، اگنیس، الین، ژارجیت

ارنولف۔ ہاں۔ سب کچھ ٹھیک رہا۔ میں بہت خوش ہوں۔ اس معاملہ میں میری آرزوؤں کو تم نے تکمیل تک پہنچایا اور اس نوجوان دغا باز کو حیرت میں ڈال دیا۔ اب تم یقین کرلو کہ ایک اچھے مشیر سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ دیکھو تم نے انجانے میں خود کو کس مصیبت میں ڈال لیا ہوتا۔ تم بڑی تیزی سے تباہی کی طرف بڑھ رہی تھیں میں ان چھیلوں کے حربوں سے واقف ہوں، وہ کس طرح تحفے تحائف اور میٹھی میٹھی باتوں سے معصوموں کو ورغلاتے ہیں اور عورتوں کی عصمت کا سودا کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت ہم لوگوں کی دوراندیشی کے صدقے، تم ان مصیبتوں سے بال بال بچ گئیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ تم نے کس طرح اس پر پتھر پھینکے اور اس کے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور اس سے میرے عزم کو تقویت ملتی ہے کہ شادی کا ارادہ ترک نہیں کرنا چاہیئے جس کے لیے میں نے تمھیں تیار رہنے کو کہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں جو تمھارے بھلے کی ہیں۔ ایک کرسی باہر چمن میں لے آؤ۔

ثرالجیت۔ ہم لوگ آپ کی تمام ہدایتوں کو یاد رکھنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

ارنولف۔ جاؤ۔ اور رات کے کھانے کے لیے وہ سب کچھ تیار کرو جو میں نے کہا ہے اور کھانا یہیں لاؤ اور تم میں سے کوئی ایک ناظر رجسٹری کو جو یادا کے کونے پر رہتا ہے بلاتے لاؤ۔

دوسرا سین

ارنولف، اگنیس۔

ارنولف۔ (بیٹھتے ہوئے) اپنا کام چھوڑو اور میری بات سنو۔ اپنا سر تھوڑا سا اوپر اٹھاؤ اور جب تک میں بات کروں میری طرف دیکھتی رہو۔ اگنیس! میں تم سے شادی کرنے والا ہوں اور تم کو اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہیے۔ اپنے برے دنوں کو یاد کرو اور ساتھ ہی میری وسعت قلبی کی داد دو جس نے تم کو گاؤں کی ایک غریب جھونپڑی سے اٹھا کر ایک عزت دار شہری کی بیوی کے بلند مرتبہ پر بٹھا دیا۔ تم اس شخص کے بستر کی زینت ہوگی اور اس کی صحبتوں کا لطف اٹھاؤ گی جس نے اب تک ان تمام کھیلوں سے خود کو بچائے رکھا ہے جس نے ڈھیروں آرزومند خواتین کو اس عزت سے محروم رکھا ہے جو وہ تم کو عطا کر رہا ہے۔ تم کو ہمیشہ اپنی نگاہوں کے سامنے اپنے برے دن رکھنے چاہئیں کہ تم ہمیشہ اسی حالت میں گذارتیں۔ اگر یہ موقع نہ ہاتھ آتا۔ اس حالت کو یاد رکھنے سے تمھیں سبق ملے گا اور تم خود کو اس منصب کے قابل بناؤ گی جو میں تم کو دے رہا ہوں۔ تم کو ہمیشہ یاد رہے کہ تم کون ہو اور اس طرح زندگی گذارو کہ پچھتانے کے بجائے میں اپنے فیصلہ پر خود کو مبارکباد دے سکوں۔ اگنیس! شادی کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔ ایک بیوی کے کچھ فرائض ہوتے ہیں اور میرا ارادہ ہے کہ تم کو اس مرتبے تک اس لیے نہیں لا رہا ہوں کہ تم من موجی بن جاؤ اور وقت ضائع کرو۔ حکومت شوہر کی ہوتی ہے ہر چند کہ سماج دو حصوں میں تقسیم ہے لیکن یہ دونوں

حصے مساوی نہیں ہیں، ایک نصف اعلیٰ ہے اور دوسرا نصف اسفل۔ ایک ہمیشہ تابع ہے دوسرا حاکم۔ ایک تربیت یافتہ فوجی کی اطاعت اپنے سردار کے لیے، ایک بچے کی اپنے باپ کے لیے، ایک خادم کی اپنے مالک کے لیے۔ ان سب کا موازنہ اس فرماں برداری، اطاعت اور عزت سے نہیں کیا جا سکتا جو ایک سگھڑ بیوی کو اپنے شوہر کی کرنی چاہیے، جو اس کا آقا، مالک سب کچھ ہے۔ اگر شوہر تیز نگاہوں سے بیوی کی طرف دیکھے تو اسے اپنی نگاہیں اٹھانے کے بجائے نیچے جھکا لینی چاہئیں، جب تک کہ شوہر خود پیار کی نظر نہ ڈالے۔ آج کل کی بیویاں ان باتوں کی اہمیت نہیں سمجھتیں لیکن تم کو دوسروں کی مثال اپنے سامنے نہیں رکھنی چاہیے۔ اس بات کا خیال رکھو کہ تمھیں ان آوارہ مزاج، عشوہ طراز نازنینوں کی نقل نہیں کرنی کہ شہر میں جن کے چرچے ہوتے ہیں۔ خود کو کبھی آوارہ لڑکوں کی زد میں نہ آنے دو۔ یاد رکھو کہ تم میرے جسم کا آدھا حصہ ہو، یہ میری اپنی عزت ہے، اگنیس، جو میں تمھارے ہاتھ میں دے رہا ہوں۔ اس پر بڑی آسانی سے دھبہ لگ جاتا ہے۔ اگر تم یہ سب مانو اور خود کو بازاری بننے سے بچاؤ تو تم کنول کی طرح سفید و شفاف رہو گی جس طرح ایک نوآموز پادری کو خانقاہ میں اپنے فرائض زبانی یاد کرنے پڑتے ہیں اسی طرح شادی شدہ زندگی میں داخل ہونے والوں کو بھی اپنے فرائض یاد رکھنے چاہئیں۔ میری جیب میں ایک اہم دستاویز ہے (وہ اٹھتا ہے) جو تم کو بیوی کے فرائض سکھلائے گی۔ میں نہیں جانتا کہ اس کا مصنف کون ہے لیکن وہ یقیناً ایک نیک بندہ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا مطالعہ تمھاری واحد تفریح ہو۔ ادھر آؤ، دیکھیں تم اس کو صحیح صحیح پڑھ لیتی ہو۔

(اگنیس پڑھتی ہے)

ہدایت نامہ بیوی

پہلا اصول۔ جو عورت قانونی طور پر کسی دوسرے کے بستر کی حصہ دار ہوتی ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ آج کی دنیا کے مختلف طور طریقوں کے باوجود وہ مرد جو اس سے شادی کرتا ہے، صرف اپنے لیے ہی کرتا ہے۔

ارنولف۔ میں اس کے مفہوم کی وضاحت کروں گا، لیکن اس وقت بس پڑھتی جاؤ۔

(اگنیس پڑھنا جاری رکھتی ہے)

دوسرا اصول۔ بیوی کو اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق ہی لباس پہننا چاہیئے۔ اس لیے کہ بیوی کیسی نظر آرہی ہے، یہ شوہر کا معاملہ ہے، خواہ دوسرے اسے بدصورت سمجھیں، اس سے بیوی کو غرض نہیں ہونی چاہیئے۔

تیسرا اصول۔ بیوی کو ایسے ظاہری بناؤ سنگار کے چکر میں پڑنا ہی نہیں چاہیئے جس سے اس کے رخسار گلابی لگیں۔ اس لیے کہ ظاہری حسن سے شوہر کو سروکار کم ہی ہوتا ہے۔

چوتھا اصول۔ عصمت کا تقاضا ہے کہ جب وہ باہر جائے تو کسی کو رجھانے والی نگاہ سے نہ دیکھے اس لیے کہ وہ شوہر کو بہتر طور پر تبھی خوش رکھ سکتی ہے جب وہ کسی دوسرے کو خوش نہ کرے۔

پانچواں اصول۔ خاوند کے ملنے والوں کے علاوہ کسی دوسرے اجنبی کا استقبال نہیں کرنا چاہئے اس لیے کہ وہ لوگ جو صرف بیوی سے کام رکھتے ہوں یقیناً مونسیو کے لیے ناقابل قبول ہیں۔

چھٹا اصول۔ مردوں سے کوئی تحفہ کسی قیمت پر قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لیے کہ آج کل کوئی شخص بلاوجہ تحفے نہیں دیتا۔

ساتواں اصول۔ اگرچہ مادام پابندیوں کو برا سمجھتی ہیں لیکن اس بات کی اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ میٹھا کاغذ قلم بھی اپنے ساتھ رکھیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ گھر میں جو کچھ لکھا جائے، شوہر کے ہاتھوں لکھا جائے۔

آٹھواں اصول۔ فیشن ایبل محفلیں عورتوں کے ذہن کو پراگندہ کرتی ہیں۔ مصلحت اندیشی اسی میں ہے کہ بیویوں کو ان محفلوں میں شرکت کی ممانعت ہونی چاہیئے۔ اس لیے کہ یہیں غریب شوہروں کے خلاف سازشیں گھڑی جاتی ہیں۔

نواں اصول۔ ہر وہ عورت جو اپنے آپ کو پاکیزہ رکھنا چاہتی ہے، جوئے کو طاعون سے بدتر سمجھے اس لیے کہ یہ کھیل بہت ہی جذباتی کر دیتا ہے اور اکثر عورت اپنا آخری داؤ تک لگا دیتی ہے۔

دسواں اصول۔ عورت کو پکنک یا عوامی سیر سپاٹے کے لیے بکثرت جانے سے احتیاط کرنی چاہئے۔ عقلمندوں کا حلفیہ قول ہے کہ ہمیشہ شوہروں کو اس کا حساب چکانا پڑتا ہے۔

گیارھواں اصول۔

ارنولف۔ اب آگے خود پڑھ لینا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں یکے بعد دیگرے ان سب کی وضاحت کروں گا۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا۔ بس ایک لفظ کہنا چاہتا ہوں، اس لیے زیادہ دیر نہیں رکوں گا۔ اندر جاؤ اور اس کتاب کو احتیاط سے رکھو۔ اگر ناظر رجسٹری آتا ہے تو وہ تھوڑی دیر میرا انتظار کرے۔

تیسرا سین

ارنولف

ارنولف۔ میں اس سے زیادہ بہتر اور کیا کر سکتا ہوں کہ اس کو اپنی بیوی بنا لوں۔ میں اپنی خواہش کے مطابق اس کی فطرت کو ڈھال سکتا ہوں۔ وہ میرے

ہاتھوں میں موم کی طرح ہے اور میں اس کو مرضی کے مطابق جو شکل چاہوں دے سکتا ہوں۔ یہ تو اس کی حد سے زیادہ معصومیت تھی جس کی وجہ سے میری غیر حاضری میں مجھے اس سے الگ کر دیا گیا اور پھر حقیقت تو یہ ہے کہ ایک بیوی کو اس طرح کی غلطی سے دوچار ہونا چاہئے۔ اس طرح کی غلطی کا مداوا بھی آسان ہوتا ہے۔ سادہ لوح لوگوں کو سمجھانا آسان ہے اور اگر ان کو صحیح راستہ سے ہٹا بھی دیا جائے تو صرف دو بول انھیں اصلیت پر لوٹا لانے کے لیے کافی ہوتے ہیں اور اب تو میرے شہزادے کو اس کے لیے سزا مل ہی چکی ہے اب وہ دوبارہ اس کی ہمت نہیں کرے گا۔

چوتھا سین

ہوریس، ارنولف

ہوریس۔ میں آپ کے مکان سے واپس آرہا ہوں۔ لگتا ہے کہ اب قسمت میں آپ کا وہاں ملنا ممکن نہیں ہے۔ پھر بھی میں تو وہاں بار بار جاؤں گا کہ کبھی نہ کبھی.........

ارنولف۔ میرے دوست، ادھر آؤ۔ ہمیں بے کار کے تعریفی کلمات سے احتراز کرنا چاہیئے۔ مجھے سب سے زیادہ ان ہی رسمی باتوں سے تکلیف ہوتی ہے۔ اگر مجھے موقع ملے تو ان رسموں کو جڑ سے ختم کرا دوں۔ زیادہ تر لوگ بیوقوفی میں اپنے وقت کا دو تہائی حصہ ان کی نذر کر دیتے ہیں۔ خیر، تمہارے معاملاتِ عشق؛ میں دوسری فکروں میں گھرا ہوا تھا لیکن تب بھی میں تمہارے بارے میں سوچتا رہا۔ میں تمہاری ابتدائی کوششوں کی تیز رفتاری کو پسند کرتا ہوں اور مجھے اس معاملہ میں دلچسپی ہے۔

ہوریس۔ آہ جب سے میں نے اپنے دل کی بات آپ کو بتلائی ہے، راہِ محبت دشوار گذار ہو گئی ہے۔

ارنولف۔ اوہو، کیسے؟

ہورلیس۔ شوئیِ قسمت میری محبوب کے گارجین کو دوبارہ گاؤں سے لے آئی۔

ارنالف۔ حیف صد حیف!

ہورلیس۔ اور اسے ہمارے سارے معاملہ کا علم ہو گیا۔

ارنالف۔ اس شیطان کو اتنی جلدی اس معاملہ کا پتہ کیسے چلا۔

ہورلیس۔ نہیں معلوم کیسے! میں وقت معینہ پر ہمیشہ کی طرح اس خوبصورت لڑکی سے ملنے جا رہا تھا کہ اس کے دونوں ملازموں نے مجھے دروازے پر ہی روک لیا اور ان کے چہروں اور آوازوں سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ چوکنے کر دیے گئے ہیں۔ ان میں ایک نے کہا کہ "یہاں سے چلے جاؤ" اور دوسرے نے ذرا کھردرے طریقے سے میرے منھ پر دروازہ کو دھڑ سے بند کر لیا۔

ارنالف۔ یہ تو خفا تپاکی تھی۔

ہورلیس۔ میں نے دروازہ کی اوٹ سے ان سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن میری ہر بات کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ تم اندر نہیں جا سکتے۔ مالک نے اس کی ممانعت کر دی ہے۔

ارنالف۔ پھر انھوں نے دروازہ نہیں کھولا؟

ہورلیس۔ اور اگنیس نے مکان کے اندر سے ہی مالک کی واپسی کی تصدیق کی اور غصے سے بھرائی ہوئی آواز میں میری طرف ایک پتھر پھینکتے ہوئے مجھے واپس لوٹا دیا۔

ارنالف۔ پتھر!

ہورلیس۔ پتھر۔ اور وہ بھی چھوٹا سا نہیں، اس طرح اس نے میری آمد کا استقبال کیا۔

ارنالف۔ شیطان! یہ تو معاملہ گمبھیر ہے، تم اس کی وجہ سے کافی پریشان ہو۔

ہورلیس۔ اس غیر متوقع واپسی نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔

ارنالف۔ یقین جانو۔ مجھے بھی دکھ ہوا۔

ہوریس۔ اس آدمی نے سب کچھ برباد کر دیا۔

نولف۔ ہاں! لیکن پرواہ نہ کرو تم کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر لوگے جس سے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔

ہوریس۔ مجھے اس حاسد شخص کی کڑی نگرانی کو ناکام بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے اس کے لیے کوئی اسکیم بنانی پڑے گی۔

نولف۔ تم آسانی سے کوئی راہ نکال لوگے۔ آخر کار، لڑکی تم سے محبت کرتی ہے۔

ہوریس۔ یقیناً۔

ارنولف۔ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگے۔

ہوریس۔ مجھے بھی ایسی ہی امید ہے۔

ارنولف۔ پتھر نے تم کو مار بھگایا۔ لیکن اس پر تم کو حیرت نہیں ہونی چاہیئے تھی

ہوریس۔ یقیناً میں نے فوراً سمجھ لیا کہ وہ شخص وہیں کہیں چھپ کر ساری ہدایات دے رہا ہے۔ لیکن مجھے جس چیز نے حیرت میں ڈال دیا وہ تھا دوسرا واقعہ۔ محبت ایک تجربہ کار معلم ہے۔ یہ ہمیں وہ ہونا سکھاتی ہے جو ہم پہلے نہیں تھے۔ یہ محبت ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے رویوں میں بھرپور تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔ یہ ہماری فطری رکاوٹوں پر قابو پا لیتی ہے اور اس کے بعض ارتقائی اثرات ہمیں معجزہ لگتے ہیں یہ لالچیوں کو ایک ہی لمحہ میں دریا دل بنا دیتی ہے، بزدل ہیرو بن جاتے ہیں اور گنوار جنٹلمین۔ یہ معمولی ذہن والوں کو تیز فہم بنا دیتی ہے اور سادہ لوحوں کو سمجھ عطا کرتی ہے، یہ آخری معجزہ اگنیس سے سرزد ہوا۔ اس لیے کہ ان مخصوص حالات میں میری آمد کو اس نے اس طرح مختصر کیا "تم چلے جاؤ" میں ان ملاقاتوں کو ناپسند کرتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو اور یہ میرا جواب ہے" وہ پتھر جس نے تم کو اتنا حیران کر رکھا ہے وہ میرے قدموں پر گرا اور اس کے ساتھ

ایک خط بندھا ہوا تھا۔ کیا محبت ذہنوں کو مستعد بنانے کا فن نہیں جانتی؟ کیا عشق کا اثر دل میں حیرت انگیز تبدیلیاں نہیں لاتا۔ کیا تم اس کی ہوشیاری کی داد نہیں دوگے؟ اس حاسد نے جو اس پورے عرصہ میں یہ خطرناک کھیل کھیلا۔ وہ اب کس قدر مضحکہ خیز لگتا ہے۔

ارنولف۔ ہاں۔ بہت ہی مضحکہ خیز۔ (وہ زبردستی ہنستا ہے)

ہوریس۔ ہاں۔ یہ شخص جس نے میری محبت کے خلاف ہتھیار اٹھالیا ہے جو خود کو اپنے گھر میں بند کرلیتا ہے اور پتھروں کی بارش کرتا ہے کہ جیسے طوفان ہوں کہ سب کچھ اڑا لے جاؤں گا۔ جو اپنے پورے گھر کو میرے خلاف مجھے بھگانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اپنے احمقانہ خوف کی وجہ سے وہ اپنی ہی چالوں کے ذریعہ اپنی آنکھوں کے سامنے دھوکا کھا جاتا ہے، اس لڑکی کے ذریعہ جسے وہ تمام حالات سے بے خبر رکھنا چاہتا ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ اس کی اچانک واپسی نے میری محبت کے سارے پلان کو سخت کنفیوژن میں ڈال دیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بے حد مضحکہ خیز عمل ہے۔ میں تو قہقہہ لگائے بغیر اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

ارنولف۔ (زبردستی ہنستے ہوئے) معاف کرنا، میں اپنی بساط بھر اندر جی کھول کر ہنس رہا ہوں۔

ہوریس۔ لیکن مجھے اس کا خط آپ کو ضرور دکھلانا چاہئے البتہ رازداری کے ساتھ۔ اس کے قلم نے وہ سب کچھ لکھا ہے جو اس کے دل نے لکھوایا ہے۔ اس قدر چھو لینے والے اور بھرپور انداز میں، اتنی معصومانہ نزاکت اور خوش سلیقگی کے ساتھ جیسے کوئی سادہ طبیعت انسان محبت کا پہلا زخم کھا کر اپنے احساسات کا اظہار کرے۔

(ہوریس پڑھتا ہے) "میں تم کو لکھنا چاہتی ہوں، لیکن پریشان ہوں کہ کیسے شروع کروں۔ میری شدید خواہش ہے کہ تم کو میرے خیالات کا علم ہونا ہی چاہئے لیکن نہیں جانتی کہ ان کو کیوں کر تم تک پہنچاؤں اور مجھے اپنے الفاظ پر اعتبار نہیں۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ہمیشہ مجھ کو بے خبر رکھا گیا اسی لیے میں

گھبراتی ہوں کہ وہ سب کچھ نہ کہہ دوں جن کا کہنا کچھ نہ ہو یا ضرورت سے
زیادہ ہی کہہ جاؤں۔ میں تم سے سچ کہتی ہوں کہ میں نہیں جانتی کہ مجھ کو کیا
کہنا ہے لیکن میں خود کو اس وقت موت کے غار میں پاتی ہوں جب مجھ سے
تمھارے خلاف کچھ کرنے کو کہا جاتا ہے۔ تمھارے بغیر جینے کے خیال سے
دل ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بات کاش کہ میں تمھاری ہوتی۔ غالباً یہ کہ کہیں غلطی
کر رہی ہوں۔ سچ بتلاؤں میں مجبور ہوں۔ مجھ سے اکثر کہا جاتا ہے کہ نوجوان
لڑکے دھوکا دیتے ہیں، ان کی بات سنی نہیں چاہیے اور یہ کہ جو کچھ تم نے
مجھ سے کہا ہے سب فریب ہے۔ لیکن میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ تمھارے
بارے میں جو باتیں بھی کہی گئی ہیں ان پر اب تک میں نے یقین نہیں کیا ہے
میں تو تمھارے لفظوں کی قیدی بن گئی ہوں، میں کیسے ان کو غلط سمجھوں۔
سچ سچ بتلاؤ کیا وہ تمھارے بارے میں سچ کہتے ہیں، اس لیے کہ تم جانتے
ہو کہ میں تمھاری باتوں کو غلط نہیں سمجھتی اور اگر مجھے یقین ہو کہ تم نے
مجھے دھوکا دیا ہے تو مجھے کتنا دکھ ہوگا۔ میں سوچتی ہوں کہ مجھے غم میں مر جانا
چاہیے۔"

آرنلف۔ چنچل لڑکی!

ہوریس۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

آرنلف۔ کچھ نہیں۔ میں صرف کھانس رہا تھا۔

ہوریس۔ کیا آپ نے کبھی اس سے زیادہ نازک اظہار محبت سنا ہے؟ کیا آپ کسی نسبتاً خوبصورت سادگی کا تصور بھی کر سکتے ہیں اور وہ بھی ایک ظالم کی بیٹی اگرچہ الفت کی موجودگی میں؟ کیا ایک پاکیزہ روح کو آلودہ کرنا اور اس کے صاف و شفاف ذہن کو جہالت اور بیوقوفی کے تاریک راستے پر ڈال دینا انتہائی شرمناک اقدام نہیں ہے؟ محبت نے نقاب فروشی شروع کر دی ہے اور اگر کسی صورت سے وہ مل سکتا تو میں اس ظالم، اس بدمعاش، اس گنوار، اس عیاش اور اس وحشی سے نمٹ سکتا ہوں......

ارنولف۔ خدا حافظ۔

ہوریس۔ ایسی جلدی کیوں؟

ارنولف۔ مجھے ضروری کام یاد آگیا۔

ہوریس۔ لیکن کیا آپ کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتے جو آسانی کے ساتھ اس کے گھر میں آجا سکتا ہو؟ اس پر کڑی نگرانی رکھی جا رہی ہے۔ میں آپ سے یہ کام نہیں لینا چاہتا اس لیے کہ ایسے معاملات میں ہم عمر احباب کی مدد سود مند ہو سکتی ہے۔ فی الحال اس گھر میں کوئی ایسا نہیں ہے۔ اور جو لوگ ہیں وہ میری جاسوسی پر مامور ہیں اور میں نے اب تک اندازہ لگا لیا ہے کہ میں لاکھ کوشش کروں، کوئی ملازمہ یا ملازم ان کی درشتی کو نہیں گھٹا سکتا تاکہ وہ میری بات غور سے سن لیں۔ ایک بڑی بی تھیں جنھوں نے ایسے حالات میں میری مدد کی تھی۔ بلکہ عام انسانوں سے کہیں زیادہ۔ اور انھوں نے ابتدا میں ہی میری مدد کی تھی لیکن ابھی چار دن قبل اس بیچاری کا انتقال ہو گیا۔ کیا آپ کوئی راستہ تلاش نہیں کر سکتے؟

ارنولف۔ نہیں، تم میرے بغیر بھی راستہ ڈھونڈ لوگے۔

ہوریس۔ خدا حافظ! آپ جانتے ہیں، میں آپ پر کس قدر اعتماد کرتا ہوں۔

پانچواں سین

(ارنولف)

ارنولف۔ میں اپنے احساسات کو اس کے سامنے کیسے چھپا سکتا تھا۔ اس سادہ سی لڑکی کو یہ عقل کہاں سے ملی۔ اس نے میری آنکھوں کے سامنے سادگی کا ڈھونگ رچایا۔ دھوکہ باز! یا کسی شیطان نے اس کی روح میں ایسی چالاکی پھونک دی۔ آہ! اس کا افسوس ناک خط میری موت کا سبب بن جائے گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس بدمعاش نے

اس کی محبت چرالی ہے۔ اس نے مجھے نکال باہر کیا اور خود اس کے پہلو میں جگہ لے لی ہے۔ اس کے دل کی چوری کی وجہ سے میں دوہری مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ ایک میری محبت اور دوسری میری عزت، دونوں خطرے میں پڑ گئی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے ان دونوں کے راستہ سے ہٹ جانا چاہیئے لیکن یہ تو اور خطرناک ہے کہ ہار مان جاؤں۔ خدایا! آخر کیوں میرے دل میں اس کی محبت۔ اسے مجھ سے نہ تو محبت ہے نہ کوئی رشتہ۔ وہ میری حفاظت، میری مہربانی اور میری شفقت، سب کو گالیاں دیتی ہے اور میں پھر بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔ بیوقوف! کیا تم کو شرم نہیں آتی۔ آہ! میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میں پھر اس کے پاس جاؤں گا لیکن صرف اس لیے کہ اب ایسے گھناؤنے عمل کے بعد وہ کیسی دکھائی پڑتی ہے۔
خدا مجھ میں ایسی طاقت دے کہ میں ضبط کر سکوں بہادروں کی طرح۔

چوتھا ایکٹ

پہلا سین

ارنولف

ارنولف ۔ خدا کی قسم ۔ میں شاید ہی کہیں آرام کرسکتا ہوں ۔ ذہن میں ہزاروں اسکیمیں اس گنوار کے پلان کو ناکام بنانے کے لیے گشت کرتی رہتی ہیں خواہ میں گھر میں ہوں یا باہر ۔ میری تیز نگاہیں کتنے سکون سے وہ انگیز کر گئی ۔ وہ اپنے کیے پر پشیمان نہیں تھی اور ہر چند کہ وہ مجھے قبر کے قریب لے آئی لیکن اگر کوئی اسے دیکھے گا تو یہی کہے گا کہ اسے کوئی تشویش نہیں ہے وہ جس قدر پرسکون نظر آتی میرا غصہ اسی قدر بڑھتا جاتا تھا ۔ اور غصہ کی چنگاری جس نے میرا دل جلا کر رکھ دیا ' بجائے اس کے کہ وہ مجھ میں اس کے لیے نفرت پیدا کرتی ' اس نے میری تڑپ کو اور بڑھا دیا مجھے اس پر غصہ تھا لیکن اس سے پہلے وہ کبھی اتنی حسین نہیں لگی ۔ اس کی آنکھیں کبھی اتنی چمکدار نہیں تھیں ۔ ان آنکھوں نے کبھی مجھ پر اتنا اثر نہیں ڈالا تھا اور مجھے یقین ہے کہ اگر میرا غم اسی طرح بڑھتا رہا تو یہ مجھے مار ڈالے گی ۔ میں نے بڑی احتیاط اور محنت سے اس کی تربیت کی تھی ۔ اس کو بچپن سے اپنے ساتھ رکھا تھا میں نے اپنی ساری توقعات اس کی روز افزوں کشش سے وابستہ کر رکھی تھیں اور تیرہ سال تک اس کی پرورش و پرداخت کی تھی کیا یہ

سب اس لیے کہ وہ احمق لڑکا جس کی محبت میں وہ گرفتار ہے، اسے میری آنکھوں کے سامنے ہی اڑا کر لے جائے۔ جبکہ وہ نصف شادی شدہ ہے۔ نہیں، خدا کی قسم، نہیں! بیوقوف چھوکرے تم سوچتے ہو گے کہ تم نے مجھے آخری شکست دے دی۔ جب تک کہ مجھ سے کوئی بڑی غلطی سرزد نہ ہو، میں تمھاری توقعات پوری نہیں ہونے دوں گا۔ تم مجھ پر ہی اپنے سارے قہقہے نہیں انڈیل سکتے۔ اس کی میں قسم کھاتا ہوں۔

چوتھا سین

(الین، ژارجیت، ارنولف)

ارنولف۔ میرے ساتھ آؤ۔ تم میرے قابلِ اعتماد، اچھے اور سچے دوست ہو۔ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ ایک شخص ہے، جس کی خواہش ہے کہ میری عزت سے کھیلے۔ میرے بچو! تمھارے مالک کی عزت برباد ہو جائے تو تمھیں دکھ نہ ہو گا؟ تمھیں تو اس کے بعد کسی کو منہ دکھانے کی ہمت نہیں پڑے گی اس لیے کہ ہر شخص تم کو دیکھ کر تمھاری طرف انگلیاں اٹھائے گا۔ اور جب کہ معاملہ کا تعلق اسی قدر تم سے ہے جس قدر مجھ سے، اس لیے اپنی طرف سے پوری احتیاط برتو تاکہ وہ لونڈا پھر کبھی۔۔۔۔۔۔۔

ژارجیت۔ آپ نے ہمیں یہ سبق پہلے نہیں پڑھایا۔

ارنولف۔ ہوشیار رہو تاکہ چکنی چپڑی باتوں کے چکر میں نہ آسکو۔

الین۔ یقیناً۔

ژارجیت۔ ہم جانتے ہیں کہ اسی کے خلاف کیسے نگرانی کی جا سکتی ہے۔

ارنولف۔ اگر وہ آتا ہے اور گڑگڑاتا ہے۔۔۔ الین، میرے اچھے دوست، میرے دل کے غم کو اپنی مدد سے ہلکا کر دو۔

الین تم بیوقوف ہو۔

ارنولف۔ (ژارجیت کی طرف مڑ کر) اچھی ژارجیت! تم بہت ہی دلکش ہو اور ست ہی

خوش اخلاق ؟

ژارجیت۔ تمہارا دماغ خالی ہوگیا ہے۔

ارنولف۔ (الین کی طرف) ایک باعزت اور پاکیزہ اسکیم میں تمھیں کیا نقصان نظر آتا ہے۔

الین ۔ تم بدچلن اور آوارہ ہو۔

ارنولف ۔ (ژارجیت سے) بہت خوب! اگر تم میری پریشانیوں سے ہمدردی نہیں رکھوگی تو میں یقیناً مرجاؤں گا۔

ژارجیت۔ تم ایک بدتمیز اجڈ لڑکے ہو۔

ارنولف۔ بہت خوب۔ میں وہ شخص نہیں کہ کوئی چیز مفت میں چاہتا ہوں۔ اگر کوئی میرے کام آتا ہے تو میں اس کو یاد رکھتا ہوں اس لیے الین، یہ لو، ابھی، پینے کے لیے اور ژارجیت، تم اپنے اسکرٹ کے لیے۔

(دونوں اپنا ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور روپیہ لے لیتے ہیں)

یہ تو میری بھلائی کی معمولی مثال ہے۔ میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنی پیاری مالکن سے ملنے دو۔

ژارجیت۔ (اس کو دھکا دیتے ہوئے) کسی اور کے پاس جاؤ۔

ارنولف۔ یہ ٹھیک ہے۔

الین۔ (دھکا دیتے ہوئے) یہاں سے چلے جاؤ۔

ارنولف۔ خوب۔

ژارجیت ۔ (اسے دھکیلتے ہوئے) اب دیکھو، چلتے پرزے۔

ارنولف ۔ خوب۔ رک جاؤ۔ یہ کافی ہے۔

ژارجیت۔ کیا اسی طرح کریں۔

الین آپ کا مطلب یہی طریقہ تھا۔

ارنولف۔ ہاں، بہت خوب، سوائے روپے کے، جسے تم کو نہیں لینا چاہیے۔

ژارجیت۔ ہم کو وہ حصہ یاد نہیں رہا۔

الین کیا ہم دوبارہ پیش کریں۔

ارنولف۔ نہیں، کافی ہے، تم دونوں اندر جا سکتے ہو۔

الین آپ بس ہمیں حکم دیجیے۔

ارنولف۔ میں حکم دے رہا ہوں، اندر جاؤ، تم روپے رکھ سکتے ہو۔ جاؤ۔ میں تم سے پھر ملوں گا۔ ہر چیز پر کڑی نگاہ رکھو اور میری کوششوں کی تائید کرتے رہو۔

پانچواں سین

ارنولف

ارنولف میں اس موچی کو جو ہماری سڑک کے کنارے رہتا ہے، جاسوس مقرر کروں گا، میں چاہتا ہوں کہ اگنیس ہمیشہ گھر میں رہے اور وہاں سخت نگہبانی ہوتی رہے۔ سب سے پہلے میں تمام ربن بیچنے والوں، وگ بنانے والوں، آرایش گیسو کرنے والوں، رومال اور دستانہ بنانے والوں کو یہاں گھسنے نہیں دوں گا۔ اس لیے کہ ان کی زندگی ہر روز انھیں سازشوں سے آلودہ کرتی ہے۔ میں نے دنیا دیکھی ہے اور مجھے اس کی چالوں کی خبر ہے۔ وہ شخص سب سے زیادہ چالاک ہوگا اگر اس کا کوئی پیغام یا عشقیہ خط اندر چلا جائے۔

چھٹا سین

ہوریس، ارنولف

ہوریس۔ یہ جگہ میرے لیے بڑی مبارک ہے۔ آپ سے ہمیشہ یہیں ملاقات ہوتی ہے۔ آپ کو بتلاؤں میں ابھی بال بال بچ گیا۔ میں جیسے ہی آپ کے پاس سے گیا، میں نے اگنیس کو تنہا دیکھا۔ وہ بالکونی میں کھڑی تھی، یہ اتفاق نہیں تھا، غالباً وہ پاس کے درختوں سے آنے والی تازہ ہوا کا لطف

اٹھا رہی تھی۔ اس نے مجھے اشارہ کیا اور کسی طرح باغ میں آنے میں کامیاب ہوگئی۔ پھاٹک کھولا، اور ہم اس کے کمرے میں کچھ ہی دیر ساتھ رہے تھے کہ اس نے اپنے حاسد دوست کو سیڑھیوں سے اوپر آتے سنا۔ اس صورت میں بس وہ یہی کرسکی کہ مجھ کو اپنے کپڑوں کی الماری میں گھسا دیا۔ وہ اسی وقت میرے کمرے میں داخل ہوا۔ میں نے اس کو نہیں دیکھا لیکن گھر میں اِدھر اُدھر تیزی سے بغیر کچھ بولے ہوئے چلتے سنا۔ کبھی گہری سانس لیتا اور کبھی میز پہ مکّہ مارتا۔ اس نے پیچھے لگے ہوئے کتّے کو بھی لات ماری اور ہر چیز جو سامنے پڑی دیکھی اسے اِدھر اُدھر پھینک دیا۔ وہ بڈھا بجرا یقیناً اگنیس کی بعض چالوں سے واقف ہوگیا تھا۔ آخر کار بغیر کچھ کہے ہوئے وہ بڈھا باہر نکل گیا اور میں الماری سے باہر آیا۔ ہم دونوں نے اس کے بعد وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا۔ آج کی رات میرا ارادہ اگنیس کے پاس جانے کا ہے۔ میں وہاں جاکر تین مرتبہ کھانسوں گا تاکہ اگنیس کو میرے آنے کی اطلاع ہو جائے اور وہ کھڑکی کھول دے۔ میں ایک رسّی اور اگنیس کی مدد سے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا۔ چونکہ یہاں صرف آپ ہی میرے دوست ہیں۔ اس لیے آپ کو سب کچھ بتلائے دے رہا ہوں۔ اگر خوشی میں کوئی شریک ہو تو دل کو سکون ملتا ہے۔ اور اگر کسی کو سو مرتبہ بھی بھرپور خوشی کیوں نہ حاصل ہو جائے، وہ شخص اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ کوئی دوسرا بھی جان نہ لے۔ میں جانتا ہوں آپ کو میری قسمت کی بارآوری پر خوشی ہوگی۔ خدا حافظ۔ اب مجھے جاکر اور ضروری چیزوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔

نواں سین

الین، ژارجیت، ارنولف

ارنولف۔ میرے عزیز دوستو! مجھے تمہاری مدد کی سخت ضرورت ہے۔ مجھے

تمھاری وفاداری پر بھروسہ ہے اور تمھیں اس اعتماد کو اور زیادہ بڑھانا چاہئے۔ اگر اسی طرح تم نے میری مدد کی تو یقیناً انعام پاؤگے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ چھوکرا آج اگنیس کے کمرہ میں آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ اس کے لیے رسی استعمال کرے گا۔ اب ہم تینوں کو اس پر نظر رکھنی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ مضبوط لاٹھی لے کر جیسے ہی وہ کھڑکی کے قریب پہنچے (اس لیے کہ میں اسی وقت کھڑکی کھولوں گا) تم دونوں اس پر ٹوٹ پڑنا اور ایسی پٹائی کرنا کہ یاد رکھے، پھر وہ دوبارہ آنے کی جرأت نہ کرے گا تم دونوں اسی کے لیے تیار رہنا۔

الین۔ اگر پٹائی سے معاملہ ٹھیک ہو جاتا ہے تو یہ ہم پر چھوڑ دیجیے، آپ یہی دیکھئے کہ کیا میرے ہاتھوں میں اتنی طاقت ہے یا نہیں۔

ژارجیت۔ اگرچہ میرا ہاتھ اتنا مضبوط نہیں ہوگا، پھر بھی وہ پٹائی کرنے میں اچھا حصّہ بنائے گا۔

ارنولف۔ دوبارہ یاد کرلو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔ یہ تمام پڑوسیوں کے لیے اچھا سبق ہوگا۔ اگر اس شہر کے سبھی شوہر اپنی بیویوں کے عاشقوں کا اسی طرح استقبال کیا کریں تو ان سر پھروں کی تعداد زیادہ نہیں بچے گی۔

پانچواں ایکٹ

پہلا سین

الین، ژارجیت، ارنولف

ارنولف۔ بدمعاشو! تم نے کیا کردیا؟

الین۔ مونسیو، جو آپ نے کہا تھا وہی کیا۔

ارنولف۔ ہمارے حکم کی آڑ لینے کا کوئی فائدہ نہیں، میں نے تمھیں ٹھکائی کرنے کو کہا تھا، جان سے مار ڈالنے کو نہیں۔ تمھیں لاٹھی اس کی پیٹھ پر مارنی چاہیے تھی، سر پر نہیں۔ خدا محفوظ رکھے، میری بدقسمتی مجھے کیا رنگ دکھائے گی۔ میں اب کیا کروں، وہ شخص تو مرگیا۔ مکان میں واپس جاؤ اور خیال رکھو، کسی سے میرے حکم کے بارے میں کوئی بات مت کہنا۔ اب جلد صبح ہوگی اور مجھے سوچنا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ افسوس! اب میرا کیا ہوگا! جب اس حادثہ کی خبر ہوگی تو اس کا باپ کیا سوچے گا۔

دوسرا سین

ہوریس، ارنولف

ہوریس۔ مجھے پتہ چلانا چاہیئے کہ یہ کون ہے، کیا یہ آپ ہیں ارنولف؟

ارنولف۔ ہاں، لیکن تم کون ہو؟

ہورلیس۔ میں ہورلیس ہوں۔ میں ابھی آپ کے ہاں آپ کی مدد لینے کے لیے جانے والا تھا آج صبح سویرے آپ گھر سے باہر ہیں!

ارنولف۔ (سوچتا ہے) اس کا مطلب کیا ہے۔ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا مجھ پر جادو کا اثر ہو گیا ہے۔

ہورلیس۔ میں آپ کو بتلاؤں کہ میں کامیاب رہا۔ امید سے کہیں زیادہ۔ یہ سب ایک اتفاقی حادثہ کی وجہ سے ہوا جس کا مقصد کچھ اور تھا۔ یہ تو میں نہیں جانتا کہ کیسے میری ملاقات کے وقت کا ان کو علم ہوا لیکن جیسے ہی میں کھڑکی کے قریب پہنچا کہ کئی لوگ سامنے آئے۔ میں جھنجلاہٹ میں زیادہ اور کچھ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے مجھ پر اپنے ہاتھ اٹھا رکھے تھے، قدموں کو سنبھال نہیں سکا اور نیچے گر گیا۔ مجھے چوٹ آئی لیکن بری طرح پٹنے سے بچ گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ حاسد ان لوگوں میں ضرور شامل تھا۔ بہر حال ان لوگوں نے یہی سمجھا کر میں ان کی زد و کوب کی وجہ سے گرا تھا چونکہ میں تکلیف میں تھا اس لیے تھوڑی دیر تک ہلے جلے بغیر وہیں پڑا رہنے پر مجبور تھا۔ لیکن ان لوگوں نے یہی سمجھا کہ ان کے پیٹنے کی وجہ سے میں مر چکا ہوں۔ وہ اب بھی یہی سوچ رہے ہونگے۔ میں نے ان کی آپس کی نوک جھونک خاموشی سے سنی۔ وہ ایک دوسرے پر الزام دھر رہے تھے اور اپنی قسمت کی دہائی دیتے ہوئے وہ بغیر لیمپ کے، خاموشی کے ساتھ یہ دیکھنے کے لیے آئے تھے کہ کیا میں مر چکا ہوں۔ آپ یقین کریں گے کہ میں نے رات کی تاریکی میں کتنی ہوشیاری سے ایک مردہ آدمی کا رول ادا کیا۔ وہ گھبرائے ہوئے چلے گئے اور میں خود وہاں سے جانے کو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اگنیس میرے پاس سراسیمہ آئی، میری ممکن موت کی خبر سن کر اس نے ان لوگوں کو بات کرتے ہوئے صاف صاف سنا تھا اور اگنیس پر کسی کی نظر نہیں تھی، اس لیے کہ سبھی اس معاملہ کی وجہ سے مشغول تھے وہ آسانی سے گھر سے فرار ہو گئی۔ جب اس نے دیکھا کہ میں صحیح و سلامت ہوں تو اس کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ اس خوبصورت دوشیزہ نے اپنے

دل کی بات مانی ہے اور اب کسی صورت اپنے گھر واپس جانے پر آمادہ نہیں۔ اس نے اپنا مستقبل پورے طور پر میرے ہاتھوں میں سونپ دیا ہے' اس کی وجہ سے میرے دل میں اس کی محبت دوگنی ہوگئی ہے' میں مر سکتا ہوں لیکن اس کو دھوکا نہیں دے سکتا مجھے یقین ہے کہ میرا باپ ضرور ناراض ہوگا، لیکن ہم لوگ مناسب وقت تک انتظار کریں گے اس وقت تک جب تک کہ ان کا غصہ ٹھنڈا نہ پڑے۔ میں نے اپنا سب کچھ اس کی خوبصورتی پر قربان کر دیا ہے اور آخر ایک شخص کو زندگی میں ان چیزوں کا مقابلہ کرنا ہی چاہئیے۔ ایک درخواست ہے کہ آپ مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں اسے آپ کے حوالے کر جاؤں' ایک قابل اعتماد راز داں ہونے کے ناتے' تاکہ وہ آپ کے گھر میں ایک یا دو دن قیام کر سکے۔ چونکہ اپنی محبت کے معاملہ میں آپ پر میں نے پورا بھروسہ کیا ہے' اس محبوب خزانے کو آپ کی حفاظت میں سونپتا ہوں۔

ارنولف۔ بے شک۔ میں تمھاری خدمت کے لیے پوری طرح تیار ہوں۔

ہوریس۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ میرے لیے اس پُر مسرت فریضہ کو انجام دینے کے لیے رضامند ہیں۔

ارنولف۔ مجھے تمھاری خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ اس کی بڑی مسرت ہے' کسی چیز نے مجھے اس سے زیادہ خوشی نہیں دی اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس معاملہ کو میرے سپرد کیا۔

ہوریس۔ میں آپ کی مہربانیوں کے لیے آپ کا ممنون ہوں۔ مجھے ڈر تھا کہ آپ مشکلات بتائیں گے لیکن آپ ایک عظیم آدمی ہیں' آپ ایک نوجوان کی امنگوں کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس سڑک کے کنارے میرا ایک آدمی اگنیس کے ساتھ ہے۔

ارنولف۔ لیکن ہم لوگ کیا کریں۔ اب تقریباً دن نکل آیا ہے۔ اگر میں اگنیس کو یہاں لاتا ہوں تو ممکن ہے کوئی دیکھ لے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ معاملہ بخوبی حل ہو جائے تو پھر اسے کسی تاریک جگہ میں میرے پاس لاؤ۔

ہوریس۔ اس طرح کی احتیاط برتنا عین مناسب ہے۔میں بس اس کو آپ کے حوالہ کر کے جلد ہی اپنے گھر لوٹ آؤں گا۔

ارنولف۔ (اکیلے میں) آہ! قسمت، خوش قسمتی کا یہ تازیانہ میرے ان تمام نقصانات کی تلافی کر دے گا جو تمھاری توہم پرستی نے مجھے پہنچایا ہے۔

(وہ اپنا چہرہ اپنی چادر میں چھپالیتا ہے)

تیسرا سین

اگنیس، ارنولف، ہوریس

ہوریس۔ یہ سوچ کر زیادہ مضطرب مت ہو کہ تم کہاں جارہی ہو۔ میں نے تمھارے لیے یہ زیادہ محفوظ جگہ تلاش کی ہے۔ اگر تم میرے ساتھ رکو گی تو معاملہ بگڑ جائے گا۔ اس دروازہ تک جاؤ اور جو کوئی تمھاری رہنمائی کرے اس کی بات مانو۔

(ارنولف اگنیس کا ہاتھ تھام لیتا ہے)

اگنیس۔ تم مجھے کیوں چھوڑے جارہے ہو؟

ہوریس۔ پیاری اگنیس! یہ میرے لیے اشد ضروری ہے۔

اگنیس خدارا جلد واپس آنا۔

ہوریس۔ تمھارا عشق مجھے واپس کھینچ لائے گا۔

اگنیس۔ تمھاری عدم موجودگی مجھے دکھ پہنچائے گی۔

ہوریس۔ تم سے دور رہ کر میں بھی دکھی ہو جاتا ہوں

اگنیس اگر یہ سچ ہے تو تم میرے ساتھ رہو۔

ہوریس۔ کیا تم میری عظیم محبت پر شک کر سکتی ہو؟

اگنیس۔ تم مجھ سے اتنی محبت نہیں کر سکتے جتنی کہ میں تم سے

(ارنولف اپنی طرف کھینچتا ہے)

تم مجھے بہت جلد چھوڑ کر چل دئے۔

ہوریس۔ جانِ من! اگر ہم ساتھ دیکھ لیے جائیں تو یہ بات خطرناک ہوگی۔ جو تمھارا ہاتھ تھامے ہوئے ہے وہ میرا بہترین دوست ہے اور اسے ہم لوگوں کی بڑی فکر ہے۔

اگنیس۔ لیکن انجانے مرد کے پیچھے پیچھے جانا......

ہوریس۔ کسی چیز کا خوف مت کھاؤ۔

اگنیس۔ پھر کب ملو گے۔؟

ہوریس۔ تمھاری قسم۔ جلد ہی۔

اگنیس۔ اس وقت تک میں کتنی پریشان رہوں گی۔

ہوریس۔ شکر خدا کا۔ میری مسرت کو اب کوئی خطرہ نہیں ہے اور اب میں چین کی نیند سو سکتا ہوں۔

چوتھا سین

ارنولف، اگنیس۔

ارنولف۔ (اس کا چہرہ چادر میں چھپا ہوا ہے) چلو، میں تم کو یہاں ٹھہرانا نہیں چاہتا تمھارے ٹھہرنے کے لیے میرے پاس دوسرا مکان ہے، میرا مطلب ہے تم کو ایک محفوظ جگہ رکھنے کے لیے۔ کیا تم مجھے پہچانتی ہو؟

اگنیس۔ (اس کو پہچانتے ہوئے)۔ اوہ!

ارنولف۔ زبان دراز۔ تم میرا سامنا کرنے سے گھبراتی ہو اور مجھے یہاں دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔ میں تمھاری تمام چالوں کے لیے ایک رکاوٹ ہوں۔

(اگنیس دیکھنا چاہتی ہے کہ کہیں قریب ہی ہوریس تو نہیں ہے)

اپنے عاشق کی طرف مدد کے لیے مت دیکھو، وہ کافی دور چلا گیا ہے۔ کم عمر اور ایسی مکار۔ کہاں سوال میں یہ سادگی کہ کیا بچے کان سے آتے ہیں اور دوسری طرف رات کے اندھیرے میں عاشق کو اس لیے بلایا کہ اس کے ساتھ بھاگ جاؤ اور کسی کو پتہ نہ چلے۔ خدایا! اس کے سامنے

تمھاری زبان کس قدر تیز چلتی ہے۔ تم نے یہ سب کسی اچھے اسکول میں سیکھا ہے۔ کس شیطان نے تم کو یہ سب کچھ اچانک سکھلا دیا؟ کیا تم کو اب بھوت پریت سے ڈر نہیں لگتا۔ کیا اس عاشق اور اس رات کی تاریکی نے تم کو اتنا باہمت بنا دیا ہے۔ میں نے تمھارے لیے اتنا کیا اس کا کوئی خیال نہیں۔ پھر یہ ترکیب تم کو سوجھی کیسے؟ تم مارِ آستین ہو کہ جیسے ہی تم کو اپنی فطرت کا علم ہوا۔ جس نے تمھاری پرورش کی اسی کو مار کھایا۔

اگنیس۔ آپ مجھے جھڑکتے کیوں ہیں؟

ارنولف ہاں ہاں، غلطی تو میری ہی ہے۔

اگنیس۔ میں نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ تھوڑا ہی کیا تھا۔

ارنولف۔ عاشق کے ساتھ بھاگ جانا برا فعل نہیں ہے؟

اگنیس۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ میں نے آپ ہی کی بات مانی۔ آپ نے ہی کہا تھا کہ برائی سے بچنے کے لیے شادی کر لینا ضروری ہے۔

ارنولف۔ ہاں۔ لیکن میں تمھیں اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا۔ میں یہی سمجھتا تھا کہ میں نے اپنا مقصد ظاہر کر دیا ہے۔

اگنیس۔ لیکن میں آپ سے صاف صاف بتلاتی ہوں کہ وہ میرے لیے بحیثیت شوہر کے آپ سے زیادہ مناسب ہے۔ آپ شادی کو خطرناک اور ایک مصیبت بنا کر پیش کرتے ہیں لیکن وہ شادی کو مسرتوں کا خزانہ بتلاتا ہے، جس سے میرے اندر شادی کی امنگ پیدا ہوتی ہے۔

ارنولف۔ غدار، نمک حرام، یہ وجہ ہے اس سے محبت کرنے کی۔

اگنیس۔ ہاں۔ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔

ارنولف۔ اور مجھ سے کہنے کے لیے منھ میں زبان بھی رکھتی ہو۔!

اگنیس۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر میں کہہ کیوں نہیں سکتی

ارنولف۔ بے شرم لڑکی! کیا تم کو اس پر فریفتہ ہونا چاہئے؟

اگنیس۔ کیوں نہیں۔ اپنی خوشی کوئی کیسے چھوڑ سکتا ہے۔

ارنولف۔ کیا تم نہیں جانتی تھیں کہ یہ تمھیں غم بھی دے سکتا ہے۔

اگنیس۔ میں اِقطعی نہیں، لیکن یہ آپ کو کیا نقصان پہنچائے گا؟

ارنولف۔ یقیناً کچھ نہیں، مجھے تو خوشی منانی چاہیئے' اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھ سے کسی طرح بھی محبت نہیں کرتیں۔

اگنیس۔ آپ سے

ارنولف۔ ہاں۔

اگنیس۔ نہیں۔

ارنولف۔ نہیں!!

اگنیس۔ کیا میں آپ سے جھوٹ بولوں۔

ارنولف۔ بے شرم! تو مجھ سے کیوں محبت نہیں کرتی۔

اگنیس۔ خدا کے لیے آپ اس کا الزام مجھے مت دیں۔ آپ نے مجھ سے کبھی ہورس کی طرح پیار کیا؟ میں نہیں سمجھتی کہ میں نے آپ کو روکا تھا۔

ارنولف۔ میں اسے بے وقوف سمجھتا تھا۔ لیکن اس معاملہ میں بے وقوف عورتیں چالاک مردوں سے زیادہ جانتی ہیں۔ تو مادام کٹھ حجت، آپ جس قدر کٹھ حجتی کرتی ہیں تو پھر یہ بتلائیے کہ کیا میں نے آپ کی آج تک اسی لیے پرورش کی ہے کہ آپ کو کسی اور کے حوالے کر دوں؟

اگنیس۔ نہیں۔ ہورس آپ کو اس کا کچھ معاوضہ ادا کر دے گا۔

ارنولف۔ میں نہیں جانتا کہ کون سی چیز مجھے تمھاری پٹائی کرنے سے روک رہی ہے۔ شاید اس سے میرا ذہن کچھ ہلکا ہو جائے۔

اگنیس۔ اگر اس سے آپ کو خوشی ہوگی تو پھر شروع کر دیں۔

ارنولف۔ اس کا چہرہ اور اس کے الفاظ میرے غصّہ کو ٹھنڈا کر رہے ہیں۔ میرا دل اس کے کالے کرتوتوں کے لیے نرم پڑتا جا رہا ہے۔ محبت کیا چیز ہے کہ ایسی بے وفاؤں کے لیے بھی آدمی نرم پڑ جاتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ یہ کتنی ناقابل اعتماد، بد دماغ، سنگ دل مخلوق، پھر بھی ہر شخص کو اسی کی خواہش ہے۔ خیر آؤ، معاملہ سلجھا لیں۔ دغا باز چھوکری! میں تمھاری ہر غلطی معاف کرتا ہوں اور

اپنی محبت تم کو واپس دیتا ہوں۔ اسی سے فیصلہ کرو کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں، اور مجھے اتنا مہربان دیکھ کر تم بھی مجھ سے محبت شروع کردو۔

اگنیس ۔ میں مقدور بھر آپ کو خوش کروں گی، لیکن مجھے اس کی کیا قیمت چکانی پڑے گی؟

ارنولف ۔ اگر تم چاہو تو ایسا کرسکتی ہو (وہ گہرا سانس لیتا ہے) صرف میری محبت کی آہ کو سنو، میرے پیار بھرے چہرہ کو دیکھو۔ اس چھیلے اور اس کی محبت کو تیاگ دو۔ یہ ضرور ہے کہ اس نے تم پر جادو کردیا ہے لیکن تم میرے ساتھ زیادہ خوش رہوگی۔ تمھاری سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ بنی ٹھنی اور خوش لباس رہو تم ہمیشہ ایسی ہی رہوگی۔ میرے پاس آؤ۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ تم ہمیشہ ایسی ہی رہوگی۔ رات دن تمھاری خاطرداری میں کروں گا، تم اپنی من مانی کرنا۔ اب زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس لیے کہ سب کچھ کہہ چکا۔ مختصر یہ کہ میری محبت کا کوئی مقابلہ نہیں۔ اب میں اس کا کیا ثبوت تم کو دوں۔ کیا تم چاہتی ہو کہ میں دھاڑیں مار مار کر روؤں، اپنا سر پیٹوں؟ کیا یہ چاہتی ہو کہ میں اپنی جان دے دوں؟ ہاں، یہی کہو، اگر تمھاری خواہش ہے تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں ——— اپنی محبت کا ثبوت دینے کے لیے۔

اگنیس ۔ رکیے۔ آپ نے جو کچھ کہا، اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا، ہوریس صرف دو لفظوں میں اس سے کہیں زیادہ کہہ ڈالتا۔

ارنولف ۔ اب تم میرا غصہ بڑھا رہی ہو۔ یہ شہر تم کو چھوڑنا پڑے گا۔ اسی لمحہ میں اپنے پلان پر عمل کروں گا اور تم اس کا اتباع کروگی۔ تم میری محبت کو ٹھکرا کر میرے غم و غصہ کو دہکا رہی ہو۔

پانچواں سین

الین، ارنولف

الین ۔ یہ تو میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو سکتا ہے مونسیو، لیکن لگتا ہے کہ اگنیس اور وہ لاش دونوں ساتھ ہی گئے۔

ارنولف ۔ اگنیس یہاں ہے، جاؤ اور اس کو میرے کمرے میں بند کر دو۔ ہورس اسے وہاں تلاش نہیں کرے گا۔ یہ صرف آدھے گھنٹے کی بات ہے۔ میں ایک سواری لا کر اسے کسی محفوظ مقام پر لے جاؤں گا۔ اس بات کا خیال رکھو کہ وہ تمھاری نظروں سے اوجھل نہ ہو۔ شاید جگہ اور منظر کی تبدیلی مرض عشق میں کچھ افاقہ کر سکے۔

چھٹا سین

ارنولف، ہورس

ہورس ۔ آہ! ارنولف۔ میں آپ کے پاس مصیبت زدہ آیا ہوں۔ اب میری تباہی لازمی ہے۔ ایک سخت غیر [illegible] صفانہ اور ناخوشگوار عمل کی وجہ سے وہ لڑکی جس سے میں محبت کرتا ہوں [illegible] جائے گی۔ میرا باپ اس سرد رات میں سفر کر کے یہاں آیا ہے [illegible] قریب ہی اترا ہے۔ مختصر یہ کہ اس کے یہاں آنے کا سبب جیسا کہ میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا، مجھے معلوم نہ تھا لیکن اب وہ اس لیے آیا ہے کہ اس نے بغیر میری اجازت کے میری منگنی کر دی ہے اور اب وہ اس کا جشن منا [illegible] گا۔ تصور کیجیے، آپ میری پریشانی سے واقف ہیں، کیا اس سے زیادہ ناخوشگوار کوئی حادثہ ہو سکتا ہے۔ یہ جو انریک ہے جس کے بارے میں کل میں نے آپ سے

کہا تھا' اس ساری بدقسمتی کا سبب ہے۔ وہ میرے باپ کے ساتھ اس لیے آیا ہے کہ میری تباہی لائے اور وہ اس کی اکلوتی بیٹی ہے' جس سے میری شادی کا ارادہ ہے۔ جیسے ہی میں نے ان کے پہلے الفاظ سنے' میں نے سوچا کہ مجھے بے ہوش ہو جانا چاہیئے۔ تب میرے ماں باپ نے آپ سے ملنے کی بات کی۔ یہ سنتے ہی میں آپ کے پاس دوڑا ہوا آیا ہوں کہ آپ ان پر میرے تعلقات کے بارے میں کچھ بھی ظاہر نہ ہونے دیں اور کوشش کیجیے کہ وہ دوسرا رشتہ کرنے سے احتراز کریں' وہ آپ پر بہت اعتماد کرتے ہیں۔

ارنولف۔ ہاں۔ یقیناً۔

ہورس۔ انھیں مشورہ دیجیے کہ وہ کچھ عرصہ کے لیے معاملہ کو ٹال جائیں۔ بحیثیت ایک دوست کے' آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ میرے فائدہ کے لیے اس خدمت کو انجام دیں۔

ارنولف۔ میں تمھاری مدد کرنے سے احتراز نہیں کروں گا۔

ہورس۔ میں آپ کو اپنے باپ کی طرح سمجھتا ہوں۔ ان سے کہیئے کہ......... میں ان کو آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ سنیئے میں آپ سے بتلاؤں کہ آپ کیا کیا دلیلیں استعمال کریں۔

ساتواں سین

اروِنت' شیری سالد' ہورس' ارنولف

ارنولف۔ (ہورس سے) میں جتنا کر سکتا ہوں تمھارے لیے کروں گا۔

اروِنت۔ (ارنولف سے) اوہ! اس طرح تم سے مل کر کس قدر خوشی ہو رہی ہے۔

ارنولف۔ مجھے بھی۔

اوروِنت۔ میں یہاں آیا ہوں

ارنولف۔ آپ نے مجھے بتایا نہیں' لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ کو یہاں کیا چیز لائی ہے۔

اورونت۔ کسی نے تم سے کہہ دیا ہوگا۔

ارنولف۔ ہاں۔ لیکن آپ کا بیٹا اس شادی کے خلاف ہے۔ اس نے پہلے ہی کسی سے وعدہ کر رکھا ہے اس لیے وہ اس میں سوائے اپنی تباہی کے کچھ اور نہیں دیکھتا اس نے التجا کی ہے کہ میں آپ کو اس خیال سے باز رکھوں۔ جہاں تک میرا سوال ہے، میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس شادی سے انکار نہ کریں۔ نوجوان لڑکوں پر سختی ضروری ہے، ہم ان کو زیادہ سہولتیں دے کر خراب کر دیتے ہیں۔

ہوریس۔ دغا باز!

شیری سالد اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ رشتہ نامناسب ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر زبردستی نہ کرنی چاہیئے۔ مجھے یقین ہے میرے بھائی اس کی حمایت کریں گے۔

ارنولف۔ کیا وہ اپنے بیٹے کی حکومت برداشت کریں گے؟ کیا تم سوچتے ہو کہ ایک باپ کو اس قدر کمزور ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں سے اپنی تابعداری نہ کرا سکے۔ اس عمر میں ان پر وہ شخص حاوی ہو جس پر ان کی حکومت ہونی چاہیئے تھی۔ نہیں نہیں۔ یہ میرا دوست ہے اور اس کی عزت میری عزت ہے اس لیے اس معاملہ میں خود کو ثابت قدم ظاہر کرنے دیں اور آپ اپنے بیٹے کے تمام تعلقات توڑ دیں۔

اورونت۔ ٹھیک ہے۔ اس شادی میں، میں اس کی فرمانبرداری کا امتحان لوں گا۔

شیری سالد (ارنولف سے) مجھے سخت حیرت ہے کہ تم اس رشتے میں اس قدر دلچسپی کیوں لے رہے ہو، تمھارا مقصد کیا ہو سکتا ہے......

ارنولف۔ میں کیا کر رہا ہوں، یہ جانتا ہوں، اور جو کچھ میں نے کہا۔ بالکل صحیح ہے۔

اورونت۔ ہاں ہاں موسیو، وہ ہے.....

شیری سالد اس نام سے یہ ناراض ہوتے ہیں، آپ سے پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ یہ موسیو دلاسوچ ہیں۔

ارنولف۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ہوریس۔ (ارنولف سے) میں کیا سن رہا ہوں؟

ارنولف۔ (ہوریس کی طرف مڑتے ہوئے) ہاں۔ یہ راز ہے اور تم فیصلہ کر سکتے ہو کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا۔

ہوریس۔ کس صورت حال ....

نواں سین

اگنیس، الین، تارجیت، اورونت، انریک، ارنولف، ہوریس، شیری الد

ارنولف۔ (اگنیس سے) ادھر آؤ میری حسینہ، ادھر آؤ۔ تم کہ جس پر قابو نہیں پایا جا سکتا، تم کہ بغاوت کرتی ہو یہاں تمھارا عاشق موجود ہے۔ اسے جھک کر آداب بجا لاؤ تاکہ کچھ تلافی ہو جائے۔ خدا حافظ! انجام نے تمھاری امیدوں کو کس حد تک غلط ٹھہرایا لیکن یاد رکھو، تمام محبت کرنے والے خوش قسمت نہیں ہوتے۔

اگنیس۔ ہوریس کیا تمھارے سامنے مجھے اس طرح دکھ پہنچایا جائے گا؟

ہوریس۔ میرا غم اس قدر شدید ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا ہوں!

ارنولف۔ ادھر آؤ۔ باتونی لڑکی، ادھر آؤ۔

اگنیس۔ میں یہیں رہنا چاہتی ہوں۔

اورونت۔ ہمیں بتلاؤ کہ یہ سب چکر کیا ہے۔ ہم سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور سمجھ نہیں پا رہے ہیں کہ معاملہ کیا ہے؟

ارنولف۔ جب میرے پاس وقت ہوگا تو میں تم کو بتاؤں گا۔ فی الحال خدا حافظ۔

اورونت۔ لیکن تم کہاں جانا چاہتے ہو، اس کے بارے میں نہیں بولتے۔

ارنولف۔ میں نے آپ کو یہی مشورہ دیا ہے کہ اس کی شادی کر دیں خواہ یہ کتنا ہی بڑبڑائے۔

اورونت۔ ہاں۔ لیکن اگر تم کو یہ سب کچھ بتا دیا گیا تھا تو کیا یہ نہیں کہا گیا تھا کہ وہ لڑکی جو تمھارے گھر میں رہتی ہے، اس تقریب کے لیے اس کی موجودگی ضروری ہے، وہی جس کے بارے میں ہم سب باتیں کر رہے ہیں۔ خوبصورت انریک کی خوبصورت لڑکی۔ جو خفیہ شادی کے بعد انریک کے گھر میں پیدا ہوئی تھی، تمھارے الفاظ کا حوالہ اس کے علاوہ اور کیا تھا؟

شیری سالد — میں بھی تو یہی حیرت کر رہا تھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

ارنولف۔ — کیا؟

شیری سالد — خفیہ شادی سے میری بہن کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا حشر تمام خاندان والوں کے یہاں راز تھا۔

اورونت۔ — اور جسے پرورش کے لیے اس کے باپ نے گاؤں میں رکھ دیا تھا، ایک فرضی نام سے تاکہ کچھ ظاہر نہ ہونے پائے۔

شیری سالد — قسمت نے اسی وقت اس کے خلاف جنگ چھیڑ دی اور اسے اپنے آبائی وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

اورونت۔ — اور سمندر پار ہزاروں مصیبتیں برداشت کرنے کے لیے۔

شیری سالد — جہاں اس کی قوت بازو نے پھر وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو حسد اور بغض و عناد نے خود اسی کے ملک میں اس سے چھین لیا تھا۔

اورونت — اور فرانس واپسی پر اس نے فوراً اسی عورت کو تلاش کر لیا جس کی نگہبانی میں وہ اس بچی کو چھوڑ گیا تھا۔

شیری سالد — اس گاؤدی عورت نے صاف صاف تسلیم کر لیا کہ اس نے اس لڑکی کو جب وہ چار سال کی تھی تمہارے ہاتھوں میں سونپ دیا تھا۔

اورونت۔ — اور اس نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ وہ سخت غربت کے دن گذار رہی تھی۔

شیری سالد — بے حد مسرور و شادماں وہ اس عورت کو یہاں لایا ہے۔

اورونت۔ — اور تم جلد اسے یہاں دیکھو گے کہ وہ سب کے سامنے اس راز کو ظاہر کر دے گی۔

شیری سالد — میں تمہاری تکلیف کو سمجھتا ہوں۔ لیکن قسمت اس معاملہ میں تم پر مہربان ہے۔ اگر تم دوسروں کی بیویوں کے چکر میں نہ پڑنے کو اچھا سمجھتے ہو تو بہتر راستہ یہ ہے کہ شادی سے باز رہو۔

ارنولف۔ — (غصّہ میں جاتے ہوئے) اف!

اورونت۔ — بغیر کچھ کہے سنے وہ کیوں بھاگا جا رہا ہے؟

ہوریس۔ — ابا جان! اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس حیرت انگیز راز کا مطلب کیا ہے۔ قسمت وہ لے آئی ہے جسے آپ نے پہلے سوچا تھا۔ اسی خوبصورت لڑکی سے مجھے

محبت تھی۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کے لیے کشش محسوس کی، وہ یہی ہے جسے آپ ڈھونڈنے یہاں آئے ہیں، اسی کے لیے میں نے چاہا تھا اور خیال کیا تھا کہ میرے انکار سے آپ کو رنج پہنچے گا۔

انریک ۔ جب سے میں نے اگنیس کو دیکھا۔ میں نے نہیں پوچھا کہ یہ کون ہے۔ آہ! میری بیٹی، کیسی خوشی ہمیں ملی ہے۔

شیری سالد میرے بھائی۔ میں بھی تمھاری طرح کروں گا دلی خوشی کے ساتھ۔ لیکن یہ جگہ جذبات کے اظہار کے لیے زیادہ مناسب نہیں ہے۔ چلو ہم اس گتھی کو گھر پر سلجھائیں گے، ہمیں اپنے دوست کو اس نگہداشت کے لیے انعام دینا چاہیئے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اچھا کرتا ہے —

تارتوف



ایکٹ ۴ - منظر ۴ -

المیر :- اس میز کے نیچے گھس جاؤ۔ اس کا خیال رکھو کہ تمہیں کوئی دیکھنے نہ پائے۔

تارتوف

یہ ڈرامہ پہلی بار مئی ۱۶۶۴ء کو ورسائی کے شاہی محل میں ایک دعوت کے موقعہ پر لوئی چہاردہم کے سامنے پیش کیا گیا۔ جہاں پہلے تین ایکٹ ہی دکھائے جا سکے۔ بادشاہ نے اس پیرائے دینے سے احتراز کیا اور اس کی نمائش اس وقت تک کے لیے ممنوع قرار دی جب تک ماہرینِ فن اس کے حق میں کوئی فیصلہ نہ کر دیں۔

مولیئر کے دشمنوں کے لیے یہ سنہری موقع تھا انھوں نے عوام اور اُمرائے دربار کو اس ڈرامے کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ بہت سے منافق تارتوف ہی مولیئر کے دشمن نہیں ہوئے بلکہ متعدد سادہ لوح   ارگوں بھی اس کے خلاف ہو گئے۔

ایک پادری نے اپنی کتاب بادشاہ کو نذر کی جس میں تارتوف کے مصنّف کو زندہ جلا دینے کی سزا کا مستحق قرار دیا۔

دراصل بیشتر اشخاص نے اس ڈرامہ کو نہیں پڑھا تھا۔ اس لیے اس سے ناواقف تھے جب پادریوں اور قانونی مشیروں نے اسے بغور دیکھا تو کچھ ردوبدل کے بعد موافقت میں فیصلہ صادر کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسٹیج کرنے کی اجازت مرحمت کی اور ضروری تبدیلیوں کے بعد جب یہ ڈرامہ منظرِ عام پر آیا تو اس کا نام دھوکہ باز   IMPOSTEUR   رکھا اور مرکزی کردار کے وضع قطع میں نمایاں فرق کر دیا گیا یعنی اسے ایک جنٹلمین کے روپ میں پیش کیا گیا جو لانبے وگ، مفلر، اور تلوار سمیت قیمتی پوشاک میں ملبوس تھا۔ اس ظاہری روپ میں وہ ایک باعزت شہری

دکھائی دیتا تھا۔

مولیئر نے ۵ راگست ۱۶۶۷ء جب تارتوف کو پیرس میں اسٹیج کیا تو دوسرے دن سے مخالفت شروع ہوگئی۔ چنانچہ شاہ کی طرف سے کھیل بند کردینے کا حکم صادر ہوا جس سے مولیئر کو بڑی کوفت ہوئی لیکن بادشاہ کو جب مولیئر کے مخالفین کے شرمندہ ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے ۵ر فروری ۱۶۶۹ء کو ازسر نو کھیلے جانے کی اجازت دی۔

اس تمثیل میں مادلین بے ژار دورین بنی۔ مولیئر نے ارگوں اور اس کی بیوی ارماند نے المیر کا رول ادا کیا تھا۔

تارتوف

(TARTUFFE)

(ایک طربیہ جس کا پس منظر پیرس ہے)

افراد ڈرامہ

(۱)	مادام پرنیل	ارگوں کی والدہ
(۲)	ارگوں	ایک سادہ لوح انسان
(۳)	المیر	ارگوں کی بیوی
(۴)	ڈیمس	ارگوں کا بیٹا
(۵)	مریان	ارگوں کی لڑکی اور ولیر کی محبوبہ
(۶)	ولیر	مریان کا عاشق
(۷)	کلی انتھ	ارگوں کا سالہ
(۸)	تارتوف	ایک عیّار
(۹)	دوریان	مریان کی خادمہ
(۱۰)	لویال	پولس افسر
(۱۱)	فلی پوٹ	مادام پرنیل کی خادمہ

پہلا ایکٹ

پہلا سین

مادام پرنیل، فلی پوت، الیمر، مریاں، دوریاں، دیمس، کلی انتھ ۔

مادام پرنیل ۔ فلی پوت، تم میرے ساتھ آؤ، مجھے اب یہاں سے چلا جانا چاہیئے ۔

الیمر۔ آپ اس قدر تیز چلتی ہیں کہ آپ کا ساتھ دینا مشکل ہے۔

مادام پرنیل ۔ بہو، تم کو میرے ساتھ جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں ایسے جھگھٹوں کے بغیر بھی رہ سکتی ہوں ۔

الیمر ۔ ہم سب پر آپ کا جو حق ہے، اسے ادا کرتے ہیں۔ لیکن امی، آپ اتنی جلدی ہم سب کو چھوڑ کر کیوں جارہی ہیں ؟

مادام پرنیل ۔ اس لیے کہ یہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا اور میری خواہشات کا کسی کو کوئی احترام نہیں ۔ ہاں، اس گھر کو چھوڑتے ہوئے میں بہت خوش نہیں ہوں۔ کیا کروں ؟ تم میرے مشوروں کو نظر انداز کرتی ہو، تمھارے رویے سے ظاہر نہیں ہوتا کہ تمھارے دل میں کسی کی کوئی عزت بھی ہے جس کے منھ میں جو آیا بک دیتا ہے۔

دوریاں۔ اگر......

مادام پرنیل۔ گستاخ چھوکری! تم اپنی حیثیت سے زیادہ ہی زبان دراز ہو، ہر چیز میں ٹانگ اڑاتی ہو۔

ڈیمس۔ لیکن......

مادام پرنیل۔ لڑکے، تم پرلے درجے کے بے وقوف ہو، اگرچہ یہ بات تمھاری دادی کہہ رہی ہے۔ میں نے سیکڑوں بار تمھارے باپ سے کہا ہے کہ تم سدا ناکارہ رہوگے۔ اور اپنے باپ کے لیے مصیبت کا سبب بنوگے۔

مریاں۔ میں سوچتی ہوں ....

مادام پرنیل۔ ڈیمس کی بہن، تم بڑی معصوم بنتی ہو، مثل مشہور ہے کہ خاموش آدمی بڑے گہرے ہوتے ہیں۔ میں تمھارے ہتھکنڈوں کو پسند نہیں کرتی۔

المیر۔ لیکن امی۔

مادام پرنیل۔ بہو! مجھے کہنے دو، تمھارا رویہ انتہائی غلط ہوتا ہے۔ تمھیں ان سب کے لیے نمونہ ہونا چاہیئے تھا۔ ان کی مرحومہ ماں تم سے کہیں زیادہ اچھی تھی تم انتہائی غیر محتاط ہو۔ تمھیں شہزادیوں کی طرح بنے ٹھنے دیکھ کر مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اگر عورت صرف اپنے شوہر کو خوش دیکھنا چاہتی ہے تو اسے اپنی کنگھی چوٹی کی اتنی فکر نہیں ہوتی۔ سمجھیں بہو۔

کلی انتھ۔ لیکن مادام، آخر کار.......

مادام پرنیل۔ جناب جہاں تک آپ کی بات ہے تو آپ ٹھہرے بہو کے بھائی۔ میں آپ کی عزت کرتی ہوں اور محبت بھی۔ اگر میں اپنے بیٹے کی جگہ ہوتی تو آپ سے یہی کہتی کہ براہ کرم آپ ہمارے گھر تشریف نہ لایا کریں۔ دیکھو! تم ان اصولوں کو ہمیشہ نظر انداز کرتے ہو جسے باعزت لوگ سینے سے لگاتے ہیں۔ میں تم سے کچھ زیادہ ہی کھل کر بات کر رہی ہوں۔ یہ میری فطرت ہے۔ میں کوئی بات دل میں نہیں رکھتی۔

ڈیمس آپ کے مسٹر تارتوف البتہ بڑے اچھے آدمی ہیں۔

مادام پرنیل۔ وہ بھلا آدمی ہے، ملنے کے لائق اور تم جیسے بے وقوف کو اس کی ہنسی اڑاتے ہوئے دیکھ کر میرا خون کھول جاتا ہے۔

ویس۔ کیا! آپ چاہتی ہیں کہ اس متعصب آدمی کو جو ہماری ہر بات میں کیڑے ڈالتا ہے، میں یہ اجازت دے دوں کہ وہ ہمارے خانگی معاملات میں دخل دیتا رہے۔ اور کیا اس کی مرضی کے بغیر ہمیں کسی طرح کی خوشی منانے کی اجازت نہیں ہے؟۔

دوریاں۔ اگر ہم اس کی باتوں کو سنیں اور بھروسہ کریں تو ہمیں اپنا ہر فعل جرمانہ لگے گا۔ اس لیے کہ وہ ہماری ہر بات میں اپنی میخ نکالتا ہے۔

مادام پرنیل۔ وہ تمھاری غلطیوں پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ وہ تمھاری عاقبت سنوارنا چاہتا ہے اور یہ ذمّہ داری میرے بیٹے کی ہے کہ وہ تم سب کو اس کی قدر کرنا سکھلائے۔

ویس۔ دیکھیے دادی جان! نہ تو میرے والد اور نہ ہی کوئی دوسرا مجھ سے اس کی عزت کرا سکتا ہے۔ میں جو کچھ اس وقت کہہ رہا ہوں وہی ہمیشہ کہوں گا۔ مجھے اس کا طور طریق ایک آنکھ نہیں بھاتا اور اس کا نتیجہ مجھے معلوم ہے کہ ایک نہ ایک دن میرے اور اس کے درمیان لڑائی ضرور ہوگی۔

دوریاں۔ یہ بات یقیناً مجھے عجیب سی لگتی ہے کہ کوئی اجنبی گھر میں آکر حکومت کرنے لگے۔ بھکاری کہیں کا۔ جب آیا تھا تو پاؤں میں جوتے تک نہ تھے۔ بدن کے کپڑے دو کوڑی کے تھے اور اب سب کچھ بھول بیٹھا۔ ہر چیز میں ٹانگ اڑاتا ہے اور مالک بنتا ہے۔

مادام پرنیل۔ خدا مجھے معاف کرے۔ اگر ہر کام اس کی ہدایت کے مطابق ہو تو گھر کے سارے معاملات ٹھیک رہیں۔

دوریاں۔ آپ کے خیال میں وہ ولی اللہ ہے۔ لیکن یقین مانیے وہ پکّا ریاکار ہے۔

مادام پرنیل۔ بدزبان!

دوریاں۔ مجھے بغیر کسی ضمانت کے اس پر اور نہ اس کے آدمی لارنس پر کوئی اعتماد کرنا چاہیئے۔

مادام پرنیل۔ میں اس بات کی قسم کھا سکتی ہوں کہ وہ بڑا لائق آدمی ہے۔ تم سب اس سے صرف اس لیے چڑتے ہو کہ وہ کھری بات کہتا ہے۔ وہ محض گناہ

کے خلاف ہے اور حصولِ جنّت اس کی واحد تمنّا ہے۔

دوریاں۔ ہاں! کیوں، کچھ ہی عرصہ پہلے تک وہ کسی اور کو گھر میں آتے ہوئے برداشت نہیں کرتا تھا؟ اگر کوئی ملنے آجاتا ہے تو وہ اس پر شور مچا کر ہمارا دماغ کھاتا رہتا ہے؟ میری را۔ ئے اس کے بارے میں کیا ہے یہ سب کے سامنے آپ سے کہہ سکتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ (الیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بیگم صاحبہ سے حسد کرتا ہے۔

مادام پرنیل۔ اپنی زبان پر قابو رکھو اور کچھ کہنے سے پہلے سوچ لیا کرو۔ صرف وہی ان ملاقاتوں کی برائی نہیں کرتا۔ تمام پڑوسی یہاں ملاقاتیوں کی بھیڑ دیکھ کر ناراض ہوتے ہیں۔ ان کی گاڑیاں ہروقت دروازہ پر جمع رہتی ہیں نوکروں کا شور وغل الگ۔ ویسے تو اس میں کوئی برائی نہیں۔ لیکن لوگ سرگوشیاں کریں گے اور مناسب یہ ہے کہ ان کو سرگوشیوں کا موقعہ نہ دیا جائے۔

کلی انتھ۔ آپ لوگوں کو کانا پھوسی کرنے سے کیسے روک سکتی ہیں؟ اگر ہمیں اس دنیا میں اپنے اچھے دوستوں کو محض اس لیے چھوڑنا پڑے کہ لوگ ہمارے بارے میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں تو یہ بات بڑے دکھ کی ہوگی۔ اور اگر ہم ایسا کرنے بھی لگیں تو کیا آپ کو یقین ہے کہ اس سے لوگوں کی زبانیں بند ہوجائیں گی؟ افترا پردازوں سے کوئی مفر نہیں۔ ہمیں ایسی باتوں پر دھیان نہیں دینا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ باعزت زندگی بسر کریں۔

دوریاں۔ غالباً ہماری پڑوسن اور اس کا ناٹا شوہر اس بہتان تراشی کے پیچھے اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ جن لوگوں کا عمل خود مضحکہ خیز ہوتا ہے وہی دوسروں پر الزام دھرتے ہیں۔ عشق بازی کی معمولی افواہ کو لے کر چاروں طرف پھیلاتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق کہانی کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کو اپنے رنگ میں پیش کرتے ہیں اور اسی طرح دنیا کے سامنے اپنی حرکتوں کے لیے جواز پیدا کرتے ہیں۔ ایسا کرکے اپنی معصومیت کو ظاہر کرتے ہیں یا پھر چاہتے ہیں کہ جس الزام میں وہ خود گلے تک پھنسے ہوئے ہیں اس کا کچھ حصّہ دوسروں کے کاندھے پر بھی رکھیں۔

مادام پرنیل۔ ان دلیلوں کا اصل معاملہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ مثالی زندگی گذارتی ہے اس کی واحد تمنا ہے کہ وہ جنت میں جائے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اسی طرح ملاقاتیوں کی آمد کو ناپسند کرتی ہے۔

دوریاں۔ مثال بھی قابل تعریف ہے اور وہ خاتون بھی سوال کی زد میں نہیں آتیں۔ ا یہ سچ ہے کہ وہ پاکیزہ زندگی گذارتی ہیں لیکن اس طمطراق کی اصل وجہ ان کی ڈھلتی ہوئی عمر ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ وہ محتاط رہنے کے علاوہ کر بھی کیا سکتی ہیں۔ جب تک کشش تھی فائدہ اٹھایا۔ اب ان کی آنکھیں اپنی کشش گنوا بیٹھی ہیں تو وہ برا کہنے والوں کو کوستی ہیں اور اپنے شباب کے زوال کو پاکیزگی کی دبیز چادر میں چھپائے پھرتی ہیں۔ وہ دوسروں کو برا بھلا کہتی ہیں، کسی خیر کی نیت سے نہیں محض حسد کی وجہ سے، اس لیے کہ اب عمر ڈھل جانے سے وہ کھوئی ہوئی لذتوں کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتیں۔

مادام پرنیل۔ یہ سب لغو باتیں ہیں جو محض تم کو خوش کرنے کے لیے سنائی گئی ہیں۔ میرے لیے اب اس گھر میں خاموش رہنے میں ہی بھلائی ہے اس لیے بہو دن بھر باتیں کرتی رہتی ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ میرے بیٹے نے جس روز اس نیک آدمی کو اپنے خاندان میں داخل کیا اس دن سب سے زیادہ عقلمندی کا کام کیا تھا۔ خدائے رحیم و کریم نے اس کو اس گھر میں اس لیے بھیجا ہے کہ وہ تمھاری غلطیوں کی اصلاح کرے۔ تم سب کو اس کی باتیں غور سے سننی چاہئیں اس لیے کہ وہ انھیں باتوں پر ٹوکتا ہے جو قابل مذمت ہیں۔ یہ ملاقاتیں، ناچ، گانے، قصہ گوئی سبھی شیطان کی ایجاد ہیں۔ ان میں حصہ لینے کے لیے کوئی پڑوسی گھر میں آجاتا ہے، بس چہ می گوئیاں شروع ہو جاتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حساس لوگ اس طرح کی بھیڑ بھاڑ سے جلد ہی اکتا جاتے ہیں اس لیے کہ ان کے معمولات میں اس سے خلل پڑتا ہے۔ ہزاروں بے ہودہ اور لغو کہانیاں لمحہ بھر میں پھیل جاتی ہیں۔ اسی لیے کسی لائق ڈاکٹر کی کہاوت ہے کہ اسے مینائے بابل سمجھے، جو جب تک چاہتا ہے، بڑبڑاتا رہتا ہے .... خدا حافظ،

میرے بچے، میں اب زیادہ کچھ نہیں کہوں گی۔ تمھارے گھر کے لیے اب میرے دل میں آدھی عزت رہ گئی ہے۔ اور اب اس مکان میں پھر سے قدم رکھنے کے لیے ایک مدت درکار ہو گی۔

(فلی پوت کے گال پر چپت لگاتے ہوئے)

چلو میرے ساتھ، یہاں کھڑے کھڑے خواب مت دیکھو اور جماہی مت لو۔ خدایا۔ چلو قطامہ چلو ورنہ گوشمالی کروں گی۔

دوسرا سین

کلی انتو، دوریاں

کلی انتو۔ میں اس کے پیچھے پیچھے نہیں جاؤں گا ورنہ وہ دوبارہ اول فول بکنا شروع کر دیں گی۔ وہ بڑی بی کیسی......

دوریاں۔ صحیح! وہ تمھاری باتیں سن نہیں رہی ہے ورنہ جلد ہی آاعدامسے تم کو بتلا دیتیں۔ یہ اور بات ہے کہ خود ان کی عمر ابھی اس لقب کو قبول کرنے کے قابل نہیں ہوئی ہے۔

کلی انتو۔ وہ بے کار ہی ہم لوگوں کے بارے میں بری رائے رکھتی ہیں۔ اور دیکھو تارتوف پہ کس قدر فریفتہ ہیں!۔

دوریاں۔ لیکن اس کا عشق بیٹے کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے۔ ملک میں خانہ جنگی کا زمانہ تھا جس میں اس نے اپنی سوجھ بوجھ کی وجہ سے شہرت حاصل کر لی تھی۔ اس نے شہزادے کی مدد کرنے میں تھوڑی سی بہادری دکھلائی تھی۔ لیکن جب سے اس کے دماغ میں تارتوف گھسا ہے وہ بے وقوف ہو چلا ہے۔ وہ اسے بھائی کہہ کر پکارتا ہے اور اپنی ماں، بیوی، بیٹی اور بیٹے سے بڑھ کر اس سے محبت کرتا ہے۔ اس نے تارتوف کو اپنا رازدار بنا رکھا ہے اور اس سے اپنے کاموں میں مشورہ لیتا ہے۔ وہ اس کو گلے لگاتا ہے اور اس کا بوسہ لیتا ہے میں نہیں سوچ سکتی کہ وہ کسی لڑکی کو اس سے زیادہ پیار کر سکتا ہے۔

وہ اسے کھانے کی میز پر بیچوں بیچ بٹھاتا ہے اور اسے پیٹو کی طرح کھاتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے۔ کھانے کی تمام اچھی چیزیں اس کی طرف بڑھا دیتا ہے اور جب کبھی وہ تھورتے ہوئے ہچکی لیتا ہے تو آپ فرماتے ہیں (سبحان اللہ)۔

(یہ ایک نوکرانی بول رہی ہے)

مختصر یہ کہ وہ اس کے لیے پاگل ہو چکا ہے، وہ اس کا سب کچھ ہے، اس کا ہیرو۔ وہ ہر جگہ اس کی تعریف کرتا ہے، اس کی معمولی باتوں کو بھی معجزہ سمجھتا ہے اور اس کے ہر لفظ کو الہام ـــــ تارتوف اس کی کمزوریوں سے واقف ہے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ بڑی چالاکی اور مختلف بہانوں سے اپنی بات منوا لیتا ہے ـــ وہ مستقل طور پر روپئے بٹورتا ہے۔ اس نے ہم لوگوں کی غلطیاں پکڑنے کا حق لے رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ملازم چھوکرے کا پلا بھی ہم سب کو لکچر پلا سکتا ہے۔ جب وہ ہم سب کو تبلیغ کرتا ہے اس وقت اس کا چہرہ غصہ میں لال بھبھوکا دیکھنے کے لایق ہوتا ہے۔

تیسرا سین

المیر، مریاں، ڈمیس، کلی انتھ، دوریاں

المیر۔ تم خوش قسمت ہو کہ اس کا وعظ نہ سن سکے جو اس نے دروازہ پر ہم لوگوں کو دیا۔ میں نے ابھی اپنے شوہر کو دیکھا ہے۔ چونکہ انھوں نے مجھے نہیں دیکھا اس لیے سیڑھیوں پر جا کر میں ان کا انتظار کروں گی۔

کلی انتھ۔ میں تھوڑی دیر تک یہیں ان کا انتظار کروں گا۔ صرف صبح بخیر کہنے کے لیے۔

ڈمیس میری بہن کی شادی کے بارے میں ذرا آپ ان کو پکا کر دیجئے۔ مجھے شک ہے کہ تارتوف شادی کی مخالفت کر رہا ہے۔ وہ آسانی سے میرے باپ کو برافروختہ کر دیتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں اس شادی میں کس قدر

دلچسپی لے رہا ہوں۔

دوریاں۔ لو وہ آگئے۔

چوتھا سین

ارگوں، کلی انتھ، دوریاں

ارگوں۔ صبح بخیر بھائی۔

کلی انتھ۔ مجھے خوشی ہوئی، تم واپس آگئے۔ میں ابھی باہر جا رہا تھا۔ گاؤں کا موسم اس وقت کچھ زیادہ خوشگوار ہے نہیں۔

ارگوں۔ بھائی، بس ایک لمحہ کی معافی چاہتا ہوں۔ پچھلے دو دنوں تک سب ٹھیک ٹھاک رہا؟ کوئی بات؟ سب کیسے ہیں؟ دوریاں۔

دوریاں۔ پرسوں بیگم صاحبہ کو دن بھر بخار رہا اور سر میں درد بھی۔

ارگوں۔ اور تارتوف؟

دوریاں۔ تارتوف؟ اس کی صحت ٹھیک ہے۔ ہٹا کٹا اور موٹا تازہ۔ اس کے چہرے پر تازگی ہے اور اس کے ہونٹ سرخ ہیں۔

ارگوں۔ بیچارہ۔

دوریاں۔ شام کو وہ کافی بیمار ہوگئیں۔ ان کے سر میں اتنا تیز درد تھا کہ رات کا کھانا بھی نہ کھا سکیں۔

ارگوں۔ اور تارتوف؟

دوریاں۔ بیگم صاحبہ کے سامنے ہی اس نے کھانا کھایا۔ کئی تیتر اور بکرے کی آدھی ٹانگ چبا گیا۔

ارگوں۔ بیچارہ

دوریاں۔ بیگم صاحبہ نے ساری رات پلک جھپکے بغیر گذار دی۔ بخار کی وجہ سے سو نہ سکیں۔ ہمیں مجبوراً رات بھر ان کے پاس بیٹھنا پڑا۔

ارگوں۔ اور تارتوف؟

دوریاں۔ وہ کھانے کی میز سے ہی تقریباً اونگھتا ہوا اٹھا اور سیدھا خواب گاہ کی طرف

چلا گیا اور اپنے گرم بستر میں جا گھسا جہاں وہ صبح تک پڑا سوتا رہا۔ وہ چاق و چوبند اٹھا جیسے پورے گھر میں وہی ٹھیک ٹھاک تھا۔ تمام بیماریوں سے بچنے اور بیگم صاحبہ کے ضائع شدہ خون کی تلافی کے لیے اس نے ناشتہ میں چار بڑے شراب کے گلاس حلق میں انڈیل لیے۔

ارگوں۔ بیچارہ۔

دوریاں۔ میں ابھی بیگم صاحبہ کو جا کر سناتی ہوں کہ آپ ان کی صحت کے لیے فکرمند تھے اور اب ٹھیک ہو جانے پر خوش ہیں۔

پانچواں سین

ارگوں، کلی انتھ۔

کلی انتھ۔ بھائی میرے! وہ تمہارے سامنے، تم کو ناراض کیے بغیر تمہارا مذاق اڑا رہی ہے اور میں بتلاؤں کہ اس کا ایسا کرنا صحیح بھی ہے۔ کیا کسی نے کبھی ایسی انوکھی بات سنی ہے؟ تم پر اس کا ایسا خبط سوار ہو گیا ہے کہ اس کے لیے تم دنیا کی ہر شئے کو بھول سکتے ہو۔ اس کو تم نے ذلّت کی زندگی سے نکالا اور اپنے گھر لے آئے۔ اور اب تم اس کے لیے یہاں تک جا سکتے ہو کہ.......

ارگوں۔ بھائی جان بس! آپ اس کے بارے میں کہہ ضرور رہے ہیں لیکن اس کو صحیح طریقہ سے نہیں جانتے۔

کلی انتھ۔ میں تمہارے خیال میں اس کو نہیں جانتا اور تم جانتے ہو کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے......

ارگوں۔ آپ اس کے بارے میں جان کر خوش ہوں گے اور متحیر بھی۔ وہ ایک ایسا شخص ہے...... جو...... ہاں!...... ایک شخص...... حقیقت میں ایک شخص۔ وہ اپنے ضمیر کی بات پر چلتا ہے۔ پر سکون زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ساری دنیا کو محض کوڑا کرکٹ سمجھتا ہے۔ ہاں، جب سے میں اسے ملا ہوں اور بات چیت کی ہے اپنے اندر تبدیلی پاتا ہوں۔ وہ مجھے سکھاتا ہے کہ مجھے کسی

دنیاوی چیز سے رغبت نہیں رکھنی چاہیے۔ وہ میرے دل کو تمام روابط سے منقطع رکھتا ہے اور اب میں اپنے بھائی، بچے، ماں اور بیوی کو آسانی کے ساتھ مرتا ہوا دیکھ سکتا ہوں۔

کلی انتھ۔ اس طرح کے احساسات! افسوس!

ارگوں۔ اوہ! اگر آپ نے اس کو اس حالت میں دیکھا ہوتا جس حالت میں میں نے پہلی بار دیکھا تھا تو پھر آپ اس سے اسی طرح محبت کرتے جس طرح میں کرتا ہوں وہ گرجا میں بلاناغہ آتا تھا اور میرے سامنے خاکساری سے جھک جاتا۔ اس نے اپنی عبادت میں انہماک اور جوش و خروش کی وجہ سے تمام آنے جانے والوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی۔ متصوفانہ بے خودی کے ساتھ گہری سانس لیتا اور ہر لمحہ زمین کو بوسہ دیتا۔ جب میں باہر آنے لگتا تو وہ جلدی سے دروازہ پر آکر میرا استقبال کرتا اور مجھے 'مقدس پانی' پیش کرتا۔ اس کے ایک چیلے نے، جو ہر بات میں اس کی نقل کرتا تھا، مجھے اس کے بارے میں بتلایا کہ وہ کون ہے اور یہ بھی بتلایا کہ وہ ایک غریب آدمی ہے۔ میں نے اس کو تحفے دیے لیکن وہ انکساری کے ساتھ ان میں سے کچھ مجھے واپس کرنے کی خواہش کرتا رہا۔ 'یہ بہت زیادہ ہیں' بہت زیادہ ! بس آدھے': 'میں آپ کے رحم و کرم کے لائق نہیں ہوں': اور جب میں نے تحفہ واپس لینے سے انکار کیا تو اس نے میرے سامنے ہی اس کو غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ آخر کار، خدا نے میرے دل میں بات ڈال دی کہ میں اس کو اپنے گھر لے آؤں۔ اور جب سے وہ اس گھر میں آیا ہے، لگتا ہے یہاں کی ہر چیز کو اقبال مندی حاصل ہے۔ وہ دنیا کی ہر چیز پر ملامت کرتا ہے اور میری عزت کا خیال کرکے یہاں کی ہر چیز کے لیے تردد کا اظہار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میری بیوی کے لیے بھی، وہ مجھے ان لوگوں کے بارے میں بتلاتا ہے جو اسے لالچی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ آپ اس کے جذبہ کا اندازہ نہیں لگا سکتے' وہ معمولی باتوں کو بھی اپنی خطا ٹھہراتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات اس کو پریشان کر دینے کے لیے کافی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن محض اس بات پر خود کو قصوروار گردان رہا تھا کہ اس نے عبادت کے دوران

ایک معمولی مچھر کو غصے میں مار ڈالا تھا۔

کلی انتھ۔ میرا خیال ہے کہ اب تم مخبوط الحواس ہو گئے ہو۔ کیا تم ان لایعنی باتوں کا ذکر کر کے مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟ تم کیسے ثابت کر سکتے ہو کہ یہ ساری احمقانہ باتیں......

ارگوں۔ بھائی جان، آپ کی گفتگو میں آزاد خیالی کی جھلک ہے۔ آپ میں آزاد خیالی کا زہریلا اثر سرایت کر گیا ہے۔

کلی انتھ۔ تم جیسے لوگوں سے گفتگو کا اچھا طریقہ یہی ہے۔ ایسے لوگ ہر شخص کو اپنی طرح اندھا دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ آزاد خیالی کا نتیجہ روشن خیالی ہے۔ اور جو شخص لغو اور لایعنی باتوں سے صرف نظر نہیں کرتا وہ مذہبی باتوں پر نہ تو یقین رکھتا ہے اور نہ ہی ان کی عزت کر سکتا ہے۔ میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ تمھارے اس وعظ سے میں خوف زدہ نہیں ہوا۔ جو میں کہتا ہوں اسے جانتا بھی ہوں۔ اب آگے، خدا میری نیت کو بہتر جانتا ہے۔ تمھاری طرح ہم ظاہر داری کے غلام نہیں ہیں۔ جس طرح کچھ لوگ خود کو بہادر ظاہر کرتے ہیں اسی طرح یہاں ایسے لوگ بھی ملیں گے جو اپنے آپ کو پکا مذہبی ثابت کریں گے۔ پھر جو لوگ واقعی بہادر ہوتے ہیں، موقعہ پڑنے پر بہت زیادہ شور نہیں مچاتے۔ اس لیے سچا ایمان دار شخص، جس کا اتباع ہم کر سکتے ہیں اور کرنا بھی چاہئے وہ لوگ نہیں ہو سکتے جو ہر کام میں تصنع برتتے ہیں۔ تو کیا؟ تم خلوص اور ریاکاری میں خط امتیاز نہیں کھینچ سکتے؟۔ انسان واقعی عجوبہ چیز ہے۔ انسانوں کو ان کی حقیقی فطرت کے آئینہ میں نہیں دیکھا جاتا۔ ان کی عقل کی سرحدیں محدود ہیں ہر کردار کے بارے میں وہ مبالغہ ضرور کریں گے۔ اور اکثر کرداروں کی اصل خوبیوں کا محض اپنی مبالغہ آرائی اور جانی بوجھی انتہا پسندی سے حلیہ بگاڑ دیں گے۔ لیکن، بھائی میرے، یہ سب کچھ کبھی کبھی ہی ہوتا ہے۔

ارگوں۔ ہاں، آپ بلاشبہ ایک ڈاکٹر ہیں۔ سب سے زیادہ باعزت، آپ کی ذات میں سارے زمانے کے علوم جمع ہو گئے ہیں، آج کے اس زمانہ میں صرف آپ ہی عقلمند، روشن خیال اور ارسطوئے ثانی ہیں۔ اور آپ کے علاوہ بھی

بے وقوف ہیں۔

گلی انتو۔ نہیں بھائی، میں نہ کوئی باعزت استاد ہوں اور نہ عقل کل۔ میری معلومات تو بس اتنی ہیں کہ کس طرح غلط صحیح کے درمیان فرق کروں۔ میں تو کسی ایسے کردار کو نہیں جانتا جو میرے نزدیک کسی سچے مذہب پرست سے زیادہ محبوب ہو، پرہیز گاری کی سچی حرارت سے زیادہ خوبصورت ہو۔ اور نہ میں کسی ایسی چیز کو جانتا ہوں جو میرے نزدیک دکھاوے کے جوش وخروش کی سفید قبر سے، ان بے شرم ریاکاروں سے، ان کرایہ کے ٹٹو تنگ نظروں سے زیادہ قابل نفرت ہو، جن کی طرف سے آئے دن مذہبی مقامات وعقائد کی، مقدس تصورات وخیالات کی بے حرمتی ہوتی رہتی ہے۔ یہ سب خود غرضی کے غلام ہیں جو مذہب کو نیلام پر چڑھاتے ہیں۔ اور اس سے نفع کماتے ہیں، اور جو اپنے ظاہری رکھ رکھاؤ کی مدد سے عزت وشہرت خریدتے ہیں۔ یہ لوگ جن کو ہم مافوق الفطرت سمجھ بیٹھتے ہیں، مختلف حربوں سے اپنی روزی کماتے ہیں اور عدالت میں لوگوں کو صبر وشکر، نیکی اور پرہیز گاری کی تلقین کرتے ہیں — یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پیشہ اور جرائم کو ساتھ ساتھ نبھانا جانتے ہیں۔ یہ لوگ بے صبر، جذباتی، انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے، بے عقیدہ، دھوکے باز لوگ ہیں۔ جس کسی شخص کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو اپنی بھیانک نفرت پر مذہب اور خدا کی مرضی کا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ یہ اپنے انتقام میں دوہرے خطرناک ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ وہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں جن کی ہم عزت کرتے ہیں۔ اور ان کی جس ناراضگی کی ہم دہائی دیتے ہیں اس کی آڑ میں ہمیں کند چھری سے ذبح کرتے ہیں۔ ایسے ڈھونگیوں کی تعداد بہت ہے اسی لیے سچے دین دار کی شناخت زیادہ دشوار نہیں ہے۔ ہمارے زمانے میں ایسے سچے لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ جو اپنی نیکیوں کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے، ان میں ناقابل برداشت ظاہرداری نہیں ملتی، ان کی خداترسی میں انسانیت ملتی ہے، ان کی خداترسی موافق عقل ہے۔ وہ ہمارے سارے رویوں پر حرف گیری نہیں کرتے، وہ سمجھتے ہیں کہ بہت زیادہ پابندی غرور وتکبر کی علامت ہے۔ وہ نخوت وتکبر کے جملے اوروں کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

اور ہمارے اعمال پر نکتہ چینی میں ملائمت اور نرمی برتتے ہیں۔ وہ ظاہر کو دیکھ کر کوئی رائے قائم نہیں کرتے اور دوسروں کے بارے میں اپنی رائے ہمیشہ اچھی رکھتے ہیں۔ ان کا ذہن سازشی نہیں ہوتا۔ ان کا واحد مقصد پرہیزگاری کی زندگی گزارنا ہوتا ہے۔ وہ کسی گنہگار کو سزا نہیں دیتے بلکہ گناہ سے نفرت کرتے ہیں۔ میں ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ یہی زندگی گزارنے کا صحیح راستہ بھی ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ہم جن کا اتباع کر سکتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ تمھارا تارتوف اس انداز کا آدمی نہیں ہے۔ تم اس کی پرہیزگاری اور شرافت کے گن گاتے ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ تم دھوکے میں ہو۔

ارگوں۔ آپ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے؟

کلی انتھ۔ ہاں۔

ارگوں۔ میں آپ کا ادنیٰ خادم ہوں (جاتے ہوئے)

کلی انتھ۔ بس ایک لفظ اور۔ بہتر ہے کہ اس بحث کو یہیں ختم کر دیا جائے۔ تم جانتے ہی ہو اب وعدہ کے مطابق ولیر کو اپنا داماد بنالو۔

ارگوں۔ ہاں۔

کلی انتھ اور تم نے تو وہ مبارک دن مقرر بھی کر دیا تھا۔

ارگوں۔ صحیح۔

کلی انتھ۔ پھر تقریب ملتوی کیوں ہو گئی؟

ارگوں۔ میں نہیں جانتا۔

کلی انتھ۔ کیا تمھارے سامنے کوئی دوسرا پلان ہے؟

ارگوں۔ ہو سکتا ہے۔

کلی انتھ۔ کیا تم اپنے وعدہ سے مکر جاؤ گے؟

ارگوں۔ میں ایسا نہیں کہتا۔

کلی انتھ۔ میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی رکاوٹ نہیں ہے جو تمھیں ایفائے عہد سے باز رکھے۔

ارگوں۔ یہ منحصر ہے۔

کلی انتھ۔ محض ایک لفظ کے استعمال میں اتنی ہوشیاری کیوں؟ ولیر نے مجھ کو اسی لیے تمھارے پاس بھیجا ہے۔

ارگوں۔ تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں۔

کلی انتھ۔ لیکن میں اس سے کیا کہوں گا؟

ارگوں۔ آپ جو چاہیں۔

کلی انتھ۔ لیکن تمھارا ارادہ تو بہر حال جاننا ضروری ہے۔

ارگوں۔ خدا کی جیسی مرضی ہو گی دیکھا جائے گا۔

کلی انتھ۔ صاف صاف بولو۔ ولیر کو تمھارا جواب چاہیے۔ شادی کرو گے یا نہیں؟

ارگوں۔ خدا حافظ۔

کلی انتھ۔ مجھے خوف ہے کہ اس کی محبت اس بات کو آسانی سے برداشت نہیں کرے گی اور مجھے جو گفتگو یہاں ہوئی ہے اس کو بتلانا پڑے گا۔

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

ارگوں، مریاں

ارگوں۔ مریاں۔

مریاں۔ جی، ابّا جان

ارگوں۔ مجھے اکیلے میں تم سے کچھ کہنا ہے۔

مریاں۔ آپ ادھر کیا دیکھ رہے ہیں؟

ارگوں۔ (بازو کے ایک چھوٹے کمرے کی طرف دیکھتے ہوئے) میں دیکھ رہا تھا کہ وہاں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو ہماری باتوں کو سن سکتا ہے۔ مریاں، میں نے ہمیشہ تم کو نیک طینت پایا ہے، اور تم ہمیشہ مجھے عزیز رہی ہو۔

مریاں۔ میں آپ کی پدرانہ شفقت کی شکرگذار ہوں۔

ارگوں۔ میری بچّی، تمھاری یہی کوشش ہونی چاہیے کہ تم مجھے خوش رکھو۔

مریاں۔ یہ میری سب سے بڑی تمنّا ہے۔

ارگوں۔ بہت خوب، اپنے مہمان تارتوف کے بارے تمھاری کیا رائے ہے؟

مریاں۔ کس کی میری ؟

ارگوں۔ ہاں تمھاری۔ جواب دینے سے پہلے اچھی طرح سوچ لو۔

مریاں۔ آپ جو چاہیں گے وہی کہوں گی۔

ارگوں۔ میری بچّی، پھر مجھ سے کہو کہ وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کی نیکیاں روشن ہیں، تم اس سے پیار کرتی ہو، اور اگر میں اس کو تمھارا شوہر منتخب کروں تو، یہ بات تم کو مسرور کرے گی! ہیں ؟

(مریاں حیرت زدہ پیچھے کھسکتی ہے)

مریاں، ہَیں ؟

ارگوں۔ کیا بات ہے ؟

مریاں۔ آپ نے کیا کہا ؟

ارگوں۔ کیا ؟

مریاں۔ کیا میں غلط سمجھ رہی ہوں ؟

ارگوں۔ کیوں ؟

مریاں۔ ابّا جان، آپ کیوں مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں اُس سے محبّت کرتی ہوں ؟ کس کو اپنا شوہر بنانے کی خواہش مند ہوں ؟

ارگوں۔ تارتوف کو۔

مریاں۔ ابّا جان، میں آپ کو یقین دلاتی ہوں، میری ایسی کوئی خواہش نہیں ہے۔ آپ کیوں چاہتے ہیں کہ جھوٹ بولوں ؟

ارگوں۔ لیکن میری خواہش ہے کہ یہ سچ ہو۔ اور تمھارے لیے یہ کافی ہے کہ میں نے اس کا فیصلہ کر لیا ہے۔

مریاں۔ کیا کہا، ابّا جان، کیا آپ نے ؟

ارگوں۔ ہاں، میری بچّی، میں نے تارتوف کی شادی تم سے کر کے، اس کو اپنے خاندان کا فرد بنانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ میرا فیصلہ ہے کہ وہی تمھارا شوہر ہو اور جب کہ تم نے بھی وعدہ کر لیا ہے ......

دوسرا سین

دوریاں، ارگوں، مریاں

ارگوں۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

دوریاں۔ میں نہیں جانتی، یہ رپورٹ صحیح ہے یا محض افواہ۔ میں نے ابھی ابھی شادی سے متعلق کچھ باتیں سنی ہیں، لیکن میں ان کو مذاق سمجھتی ہوں۔

ارگوں۔ کیوں؟ کیا یہ بات ناقابلِ یقین ہے؟

دوریاں۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ کیسے نکلے یقین نہیں آتا۔

ارگوں۔ میں تم کو یقین دلانے کا طریقہ جانتا ہوں۔

دوریاں۔ ہاں، ہاں، آپ ہم لوگوں کو ایک خوبصورت کہانی سنا رہے ہیں۔

ارگوں۔ میں کہتا ہوں، تم بہت جلد دیکھو گی

دوریاں۔ یہ بے وقوفی نہیں تو کیا ہے۔

ارگوں۔ میری بچّی، میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔

دوریاں۔ آؤ مریاں میرے ساتھ آؤ۔ ان پر یقین مت کرو۔ یہ مذاق کے موڈ میں ہیں۔

ارگوں۔ میں تم سے کہتا ہوں......

دوریاں۔ نہیں، آپ جو چاہیں کہیں لیکن آپ پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔

ارگوں۔ میرا غصّہ، بہت جلد.........

دوریاں۔ ٹھیک ہے۔ ہم یقین کر لیں گے۔ لیکن یہ آپ کے لیے اچھی بات نہیں ہے۔ کیا، آپ جیسے عقلمند سے یہ ممکن ہے کہ آپ ایسی حماقت کریں گے......

ارگوں۔ سنو، اس گھر میں تم کو کچھ زیادہ ہی چھوٹ مل گئی ہے۔ میں اسے قطعی ناپسند کرتا ہوں۔

دوریاں۔ جناب والا میں درخواست کرتی ہوں: بغیر غصّہ کیے بات جاری رکھنی چاہیے۔

کیا آپ ایسا کر کے سب سے مذاق کر رہے ہیں۔ آپ کی بیٹی ایسے چاپلوس سے کبھی شادی نہیں کرے گی۔ تارتوف کے لیے دنیا میں اور بہت سے کام ہیں۔ پھر یہ کہ اس شادی سے آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ اتنے دولت مند ہو کر بھی آخر کیوں ایک ریاکار بھکاری کو آپ داماد بنانا چاہتے ہیں؟۔

ارگوں۔ خاموش رہو۔ اگر اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو اس کی اور زیادہ عزت ہونی چاہیے۔ اس کی غربت بلاشبہ شاندار غربت ہے۔ یہ اسے تمام دنیاوی عظمتوں سے بالاتر لے جائے گی۔ اس لیے کہ اس نے اپنی ساری دولت محض اس لیے چھن جانے دی کہ اس کو دنیاوی امور میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اسے تو محض روحانیت سے واسطہ تھا۔ اسے میری مدد اس مشکل سے نکال سکتی ہے۔ اور اس کو اس کی کھوئی ہوئی جائداد واپس دلا سکتی ہے۔ اس کے اپنے وطن میں اس کی دولت و ثروت کافی مشہور ہے۔ پھر بھی وہ ایک عام نیک آدمی کی طرح رہتا ہے۔

دوریاں۔ ہاں، یہ تو اس کا کہنا ہے لیکن جناب، اس کا تکبر اس کی پرہیز گاری کے ساتھ میل نہیں کھاتا۔ وہ شخص جو مقدّس زندگی اور سادگی کو اپنا لیتا ہے، اپنے نام، حسب نسب کی شیخی بگھارنی نہیں چاہیے۔ نیکی کی راہیں سادہ ہیں، ان میں ایسے حوصلہ شکن تمنّاؤں کی گنجائش کہاں آخر اسے اتنا گھمنڈ کیوں ہے؟ میں کچھ کہتی ہوں تو آپ ناراض ہوتے ہیں۔ ہمیں اس کی ذات کے بارے میں بات کرنی چاہیے۔ کیا آپ کے دل کو گوارا ہو گا کہ اپنی ایسی پیاری لڑکی کو اس جیسے شخص کے حوالے کر دیں؟ کیا آپ کو موزونیت کا کچھ خیال نہیں۔ آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ ایسی شادی کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے؟ آپ کو یہ تو جاننا ہی چاہیے کہ اگر لڑکی کی شادی اس کی مرضی کے خلاف ہو جائے تو اس کی پاکیزگی محفوظ نہیں رہتی، اور لڑکی کی پاکیزگی کا مدار اس کے خاوند کی اعلیٰ صفات پر ہے۔ اور جو لوگ محض انگلیاں اٹھا سکتے ہیں ان کی بیویوں کے حالات سے ہم لوگ باخبر ہیں۔ اور یہ کہ بیویوں کی اپنے شوہروں سے وفاداری آسان بات نہیں ہے اس لیے

اگر کوئی لڑکی خطا کرتی ہے تو اس کی ذمہ داری اس باپ پر ہے جس نے اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے کر دی جس سے اسے نفرت تھی۔ ذرا سوچئے، آپ جو چاہ رہے ہیں اس میں خرابیاں کتنی ہیں۔

ارگوں۔ میری، ان بے وقوفی کی باتوں میں نہ آؤ۔ میں تمھارا باپ ہوں، میں جانتا ہوں کہ تمھاری بھلائی کس میں ہے۔ میں نے ولیر سے تمھاری منگنی کی تھی لیکن میں نے سنا ہے کہ وہ جوا کھیلتا ہے۔ اور میرا شبہ ہے کہ وہ آزاد خیال بھی ہے اس لیے کہ میں نے اسے کبھی چرچ میں نہیں دیکھا۔

دوریاں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کو خاص وقت پر ہی چرچ جانا چاہیے، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کو دیکھیں؟

ارگوں۔ میں تم سے مشورہ نہیں مانگتا۔ تارتوف مذہبی معاملات میں کافی پہنچا ہوا آدمی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا خزانہ کسی کے پاس ہو سکتا ہے۔ یہ شادی تمھاری تمام آرزوؤں کو کامیابی کا تاج پہنائے گی۔ یہ تم کو مسرتوں سے بھر دے گی۔ تم اعتماد و محبت کی زندگی گذارو گی۔ دو معصوم بچوں کی طرح۔ تم دونوں کے درمیان کوئی افسوسناک جھگڑا کبھی پیدا نہیں ہوگا پھر تم اس کو اپنی مرضی کے مطابق بھی تو بنا سکتی ہو۔

دوریاں۔ یہ (مریاں)؟۔ یہ بیچاری کیا کر سکتی ہے۔ تارتوف ہمیشہ بے وقوف ہی رہے گا۔

ارگوں۔ بیچ میں مت بولو۔ اپنی زبان قابو میں رکھو اور ہر جگہ اپنی ٹانگ مت اڑاؤ۔

دوریاں۔ میں صرف آپ کے بھلے کے لیے کہتی ہوں۔

(وہ جب بھی اپنی بیٹی سے بات کرنا چاہتا ہے، دوریاں مداخلت کر دیتی ہے)

ارگوں۔ تم بہت اچھی ہو۔ اب خاموش رہو۔

دوریاں۔ اگر میں نے آپ کو پسند نہیں کیا......

ارگوں۔ مجھے کسی کے پسند کی ضرورت نہیں ہے۔

دوریاں۔ لیکن جناب، میں آپ کا خیال آپ کی غیر موجودگی میں رکھوں گی۔

ارگوں۔ آہ!

دوریاں۔ آپ کی عزت مجھے پیاری ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ ہر کوئی آپ کا مذاق اڑائے۔

ارگوں۔ کیا تم خاموش رہوگی؟

دوریاں۔ آپ اتنے مذہبی ہوتے ہوئے بھی غصّہ کرتے ہیں!

ارگوں۔ تمہاری ان حماقتوں سے میرا پارہ چڑھ رہا ہے۔ بس اپنی زبان پر قابو رکھو۔

دوریاں۔ لیکن اگر میں نہیں بولوں تو سوچنے سے باز نہیں رہ سکتی۔

ارگوں۔ اگر چاہتی ہو تو سوچتی رہو۔ لیکن یہ خیال رکھو کہ اپنے خیالات کا ذکر مجھ سے مت کرو۔

(اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے)

میں نے ایک ہوشیار آدمی کی طرح ساری چیزوں کو ناپ تول لیا ہے۔

دوریاں۔ مجھ کو بولنے کی اجازت نہیں۔ یہ بات مناسب نہیں ہے۔

(وہ خاموش ہوجاتی ہے جب ارگوں اس کی طرف دیکھتا ہے)

ارگوں۔ بغیر کسی خود پسندی کے تارتوف کا چہرہ مہرہ ایسا ہے کہ......

دوریاں۔ وہ پورا گھامڑ لگتا ہے۔

ارگوں۔ اگر تم اس کی دوسری خوبیوں کو پسند نہ بھی کرو تو.......

دوریاں۔ یہاں سودے بازی ہو رہی ہے۔ اگر میں مریاں کی جگہ ہوتی تو اعلان کردیتی کہ کوئی شخص میری مرضی کے خلاف مجھ سے شادی نہیں کرسکتا۔ میں تو شادی کے دوسرے ہی دن تارتوف کو دکھلا دیتی کہ عورت اپنا انتقام لیے بغیر چین سے نہیں بیٹھتی۔

ارگوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم چپ رہنا نہیں چاہتی۔

دوریاں۔ آپ کاہے کی شکایت کررہے ہیں؟ میں آپ سے نہیں بول رہی تھی۔

ارگوں۔ پھر تم کیا کررہی تھیں؟

دوریاں۔ میں اپنے آپ سے بات کررہی تھی۔

ارگوں۔ اچھا۔ پھر مجھے اس کی پٹائی کرنی چاہیے۔ (وہ دوریاں کے گال پر چپت

لگانے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور دوریاں کھڑی ہو جاتی ہے) میری بچی، تم کو میری بات مان لینی چاہیے۔ اپنے ہونے والے خاوند پر اعتماد کرو ....
..... میں نے تمھارے لیے منتخب کیا ہے...... اب تم اپنے آپ کیوں بات نہیں کرتیں؟

دوریاں۔ اس لیے کہ اب اپنے آپ سے کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

ارگوں۔ کچھ تو۔

دوریاں۔ میرے لیے مناسب نہیں ہے۔

ارگوں میں تمھارے ہی انتظار میں تھا۔

دوریاں۔ میں ایسی بے وقوف نہیں ہوں۔

ارگوں۔ مختصر یہ کہ، میری بچی، تم کو میری بات ماننی چاہیے۔ اور میری پسند کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

دوریاں۔ (بھاگتے ہوئے) میں خیال رکھوں گی۔ میں ایسے شوہر سے کبھی شادی نہیں کروں گی۔

(وہ اس کے گال پر طمانچہ مارنا چاہتا ہے لیکن وہ بچ جاتی ہے)

ارگوں۔ تم ایک خطرناک چنچل لڑکی کو اپنے ساتھ رکھتی ہو جس کے ساتھ بغیر خود فراموشی کے رہنا مشکل ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ اب میرے لیے بات جاری رکھنا مشکل ہے۔ اس بدتمیز کی باتوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ تھوڑی دیر دم لوں تاکہ سکون ہو۔

تیسرا اسین

دوریاں، مریاں

دوریاں۔ مجھے بتلاؤ کیا تم گونگی ہو گئی ہو؟ کیا اس معاملہ میں تمھاری طرف سے مجھے ہی بولنا پڑے گا؟ تم ایک لفظ بھی اس تجویز کے خلاف نہ کہہ سکیں۔

مریاں۔ ایک ظالم باپ کے سامنے میں کیا کہہ سکتی ہوں؟

دوریاں۔ ارے واہ بھیگی بلی!

مریاں۔ کیا؟

دوریاں۔ اپنے باپ سے کہو کہ دل کسی اور کے مشورہ پر محبّت نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہ تم خود کو خوش رکھنے کے لیے شادی کرو گی، اور یہ معاملہ صرف تمھاری ذات سے متعلق ہے۔ اگر وہ تارتوف پر اسی قدر فدا ہے تو بغیر کسی رکاوٹ کے خود ہی شادی کرلے۔

مریاں۔ ہم سب پر باپ کی حکومت اس قدر ہوتی ہے کہ میں ان سے کچھ کہنے کی ہمّت نہ کرسکی۔

دوریاں۔ آؤ ہم بات پوری کریں۔ ولیر نے تم سے تجویز رکھی تھی۔ کیا تم اس سے محبّت کرتی ہو، یا نہیں؟ بتلاؤ۔

مریاں۔ اوہ! دوریں تم کتنی ظالم ہو۔ تم مجھ سے ایسا سوال کیوں کررہی ہو؟ کیا میں نے تمھارے سامنے سیکڑوں بار اپنا دل کھول کر نہیں رکھا؟ کیا تو نہیں جانتی کہ میں اس سے کتنی محبّت کرتی ہوں؟

دوریاں۔ میں کیسے جانتی کہ جو تم بول رہی ہو وہ تمھارے دل سے آرہا ہے اور تم واقعی اپنے عاشق کا خیال رکھتی ہو؟

مریاں۔ اس طرح کا شک کرکے، تم مجھے بالکل غلط سمجھ رہی ہو۔ میں نے اپنے احساسات کا اظہار کھل کر کیا ہے۔

دوریاں۔ تم اس سے محبّت کرتی ہو؟

مریاں۔ ہاں، بری طرح۔

دوریاں۔ اور وہ بھی تم سے اسی طرح محبّت کرتا ہے؟

مریاں۔ میں تو یہی سوچتی ہوں۔

دوریاں۔ اور تم دونوں شادی کرنے کے خواہش مند بھی ہو؟

مریاں۔ یقیناً

دوریاں۔ پھر اس دوسری تجویز کے لیے تم کیا کر سکتی ہو؟

مریاں۔ میں خودکشی کرلوں گی، اگر زبردستی کی گئی۔

دوریاں۔ خوب! اس مشکل سے نکلنے کا یہ طریقہ میں نے نہیں سوچا تھا۔ تو تم اس سے

نکلنے کے لیے خودکشی کررہی ہو۔ کیا ہی عمدہ علاج ہے۔ ایسی باتوں سے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔

مریاں۔ خدایا، دورین تمھارا غصہ بھی عجیب ہے۔ تم کو مصیبت زدہ لوگوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہوتی۔

دوریاں۔ مجھے ایسی احمقانہ بات کرنے والوں سے واقعی کوئی ہمدردی نہیں ہوتی۔

مریاں۔ لیکن میں کیا کرسکتی ہوں؟ مجھے تو ڈر لگتا ہے۔

دوریاں۔ محبت ہمت چاہتی ہے۔

مریاں۔ کیا ولیرے محبت میں میرے پاؤں کبھی لڑکھڑائے؟ کیا ولیر کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ میرے باپ سے مل کر کوشش کرے؟

دوریاں۔ اگر تمھارا باپ پاگل ہو گیا ہے تو کیا ہو سکتا ہے؟ وہ تارتوف پر فدا ہے اور اپنے وعدہ کو بھی بھلا بیٹھا۔ پھر ولیر کا اس میں کیا قصور ہے؟

مریاں۔ لیکن، کیا میں اس طرح انکار کرکے، لوگوں کو یہ کہنے کا موقعہ دوں کہ صرف میرا دل کسی کی یاد میں بے تاب ہے؟ میں ولیرے جس قدر بھی محبت کروں، لیکن کیا میں اس کی خاطر اپنی شرم و حیا کو طاق پر رکھ دوں اور ایک بیٹی کے فرض کو بھلا دوں؟ اور کیا تم چاہتی ہو کہ میں اپنا دل ساری دنیا کو دکھلاؤں؟

دوریاں۔ نہیں، نہیں۔ میں تم سے کچھ کرنے کو نہیں کہوں گی۔ میری تو خواہش ہے کہ تارتوف سے تمھاری شادی ہو جائے۔ ظاہر بات ہے، تمھاری خواہشات کی مخالفت کرنے کا میرے پاس کیا جواز ہو سکتا ہے۔ یہ جوڑی خود بھی کافی نفع بخش ہے۔ ارے تارتوف! اوہ! اوہ! کیا یہ کم بڑی بات ہے کہ وہ تمھارا ہاتھ مانگتا ہے۔ تارتوف نے جو کچھ سوچا ہے، بڑی ہوشیاری سے سوچا ہے۔ اسے کسی طرح بھی رد نہیں دی جاسکتی۔ اس کی نصف بہتر بننا کوئی بدقسمتی بھی نہیں ہے۔ آخر کار دنیا نے اسے عزت کا مقام دے ہی رکھا ہے تم ایسے شوہر کے ساتھ کس قدر خوش رہو گی!

مریاں۔ دورین ظالم دورین۔!

دوریاں۔ جب ایسے دولہا کی بیوی بن جاؤ گی کیسی کیسی خوشیوں کا تجربہ کرو گی۔

مریاں۔ ایسی باتیں بند کرو۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں۔ مجھے اس شادی سے چھٹکارا حاصل کرنے کا راستہ بتلاؤ۔ میں وعدہ کرتی ہوں، میں کچھ بھی کرگذرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

دوریاں۔ ایک لڑکی کو اپنے باپ کی بات ماننی چاہیے خواہ وہ اس کی شادی کسی لنگڑے لولے سے ہی کیوں نہ کر رہا ہو۔ تمھاری قسمت قابلِ رشک ہے۔ پھر شکایت کیسی؟ تم رخصت ہو کر اس کے وطن جاؤ گی جہاں ڈھیر سارے چچا اور کزن تمھارا انتظار کر رہے ہوں گے، جنھیں خوش کر کے زیادہ مسرّت ہوگی۔ تم جلد ہی ایک اچھی سوسائٹی میں متعارف کرائی جاؤ گی، تم اعلیٰ حکّام کی بیویوں سے ملو گی جو اپنی کرسیوں پر بٹھلا کر تمھاری عزّت افزائی کریں گی، کارنوال کے موقعہ پر تم رقص کی امید کر سکتی ہو...... اگر تمھارے شوہر.......

مریاں۔ اوہ! تم مجھے مار ڈالنے کے لیے کافی ہو۔ مجھے مشورہ دے کر میری مدد کرو۔

دوریاں۔ میں تو تمھاری ملازمہ ہوں۔

مریاں۔ او۔ دور۔ بن خدا کے لیے۔

دوریاں۔ تمھاری سزا کے لیے ضروری ہے کہ یہ معاملہ یوں ہی ہو۔ تارتوف تمھارا آدمی ہے اور تمھیں اسی کے ساتھ رہنا چاہیے۔

مریاں۔ تم جانتی ہو میں نے ہمیشہ تم پر بھروسہ کیا ہے۔ تم میری مدد کرو گی.....

دوریاں۔ نہیں، تم تارتوف ہی کی ہو گی۔

مریاں۔ ٹھیک۔ اگر تم میں کوئی ترحم نہیں تو پھر مجھ کو اپنے غم میں اکیلا چھوڑ دو اور مجھے اپنی مشکلات کا ایک کامیاب حل معلوم ہی ہے۔

(وہ وہاں سے جانے کے لیے مڑتی ہے)

دوریاں اے، رکو، رکو، واپس آؤ۔ اب میں اور ناراض نہیں ہوں گی۔ لگتا ہے، مجھے تم پر رحم کھانا پڑے گا۔

مریاں۔ دوریاں، تم یقین کرو اگر انھوں نے اس ظلم کو سہنے کے لیے مجبور کیا تو میں مر جاؤں گی۔

دوریاں۔ پریشان مت ہو۔ ہم لوگ ان سے کہیں زیادہ چالاک ثابت ہوں گے اور...... لو سامنے سے تمھارا عاشق ولیر آرہا ہے۔

چوتھا سین

ولیر، مریاں، دوریاں۔

ولیر۔ ابھی ابھی ایک خوبصورت سی خبر میں نے سنی ہے جس کا مجھے پہلے علم نہیں تھا۔

مریاں۔ کیا؟

ولیر۔ یہی کہ تم تارتوف سے شادی کر رہی ہو۔

مریاں۔ یہ سچ ہے کہ میرے والد اس طرح کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ولیر۔ تمھارے والد......

مریاں۔ ہاں انھوں نے اپنا پہلا ارادہ بدل دیا ہے۔ اور ابھی میرے سامنے یہ تجویز رکھی ہے۔

ولیر۔ کیا سنجیدگی سے؟

مریاں۔ بالکل۔ انھوں نے اپنے ارادہ کا اعلان سب کے سامنے کر دیا ہے۔

ولیر۔ تمھارا فیصلہ کیا ہے؟

مریاں۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں۔

ولیر۔ اس کا واضح جواب۔ کیا تم نہیں جانتیں؟

مریاں۔ نہیں۔

ولیر۔ نہیں؟

مریاں۔ تم کیا مشورہ دیتے ہو؟

ولیر۔ میں؟ میرا مشورہ ہے کہ تم اس شوہر کو قبول کر لو۔

مریاں۔ تم مجھے یہ صلاح دے رہے ہو؟

دلبر۔ ہاں۔

مریاں۔ دل لگی تو نہیں کر رہے ہو؟

دلبر۔ بالکل نہیں۔ انتخاب بہت ہی عمدہ اور قابل غور ہے۔

مریاں۔ بہت خوب جناب۔ میں آپ کی صلاح پر عمل کروں گی۔

دلبر۔ میرا خیال ہے، یہ بہت زیادہ نامناسب نہ ہوگا۔

مریاں۔ تمھارے اس مشورہ سے زیادہ تکلیف دہ واقعی نہیں ہوگا۔

دلبر۔ میں؟ میں نے یہ مشورہ تم کو خوش کرنے کے لیے دیا ہے۔

مریاں۔ اور میں؟ تم کو خوش کرنے کے لیے میں اس پر عمل کروں گی۔

دوریاں۔ ہمیں اس گفتگو کے نتیجہ کا انتظار کرنا چاہیے۔

دلبر۔ تو، پھر، یہ تمھاری محبت ہے؟ اور یہ دھوکہ تھا جب تم نے........

مریاں۔ خدا کے لیے ہمیں اس معاملہ پر مزید گفتگو کی ضرورت نہیں۔ تم نے مجھ سے صاف صاف کہا ہے کہ مجھے اس شوہر کو قبول کر لینا چاہیے تو میں ایسا ہی کروں گی۔

دلبر۔ میری رائے کو بہانہ مت بناؤ۔ تم نے پہلے ہی طے کر لیا اور اب اپنے وعدہ سے مکرنے کے لیے میرے مشورہ کا بہانہ ڈھونڈ رہی ہو۔

مریاں۔ ہاں سچ ہے اور تمھارے بیان کرنے کا طریقہ بھی خوب ہے۔

دلبر۔ تم نے مجھ سے سچی محبت کبھی نہیں کی۔

مریاں۔ افسوس! تمھاری مرضی یہی ہے تو پھر ٹھیک ہی سوچ رہے ہو۔

دلبر۔ ہاں، ہاں، میری مرضی یہی ہے۔ لیکن میری حقیر محبت شاید تم سے پہلے اس منصوبہ پر عمل پیرا ہو۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ کہاں اور کس کو اپنا دل دیا جا سکتا ہے۔

مریاں۔ میں اس پر شبہ نہیں کر رہی ہوں جو محبت اس لائق ہوتی ہے اپنی تاثیر بھی دکھا سکتی ہے ....

دلبر۔ خدا کے لیے محبت کی صلاحیت کی بات بیچ میں نہ لاؤ۔ مجھ میں محبت کی صلاحیت ذرا سی بھی نہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ تمھارے مقابلے میں دوسری عورت

میرے ساتھ زیادہ بہتر برتاؤ کرے گی۔ اور اس کا دل اس قدر سخت نہیں ہوگا کہ وہ انکار کر کے مجھے برباد کردے۔

مریاں۔ زیادہ بربادی نہیں اور پھر اس تبدیلی سے تلافی ہو ہی جائے گی۔

ولیر۔ اطمینان رکھو۔ میں پوری کوشش کروں گا۔ اگر کوئی اس طرح بھلادے تو انا کو ٹھیس لگتی ہے۔ اگر ایک شخص بھلانے میں کامیاب نہیں ہوتا تو اسے کم از کم محبت کا ڈھونگ ہی رچانا چاہیے۔ اس لیے کہ چاہا جانا ہر شخص کی ناقابل معافی کمزوری ہے

مریاں۔ سچ، کس قدر نیک اور قابل ستائش جذبہ ہے۔

ولیر۔ یقیناً، اور اس کی ہر شخص کو تصدیق کرنی چاہیے۔ تو کیا؟ تم چاہتی ہو میں عمر بھر تمھاری محبت کا دم بھرتا رہوں؟ اپنے سامنے تم کو دوسرے کی باہوں میں دیکھوں؟ اور کسی دوسری جگہ اپنا دل نہ لگاؤں اس لیے کہ تم نہیں چاہتیں؟۔

مریاں۔ اس کے برخلاف، تم وہی کر رہے ہو جو میں چاہتی ہوں۔ اور غالباً یہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔

ولیر۔ تم یہی چاہتی ہو؟

مریاں ہاں۔

ولیر تم میری تذلیل کر رہی ہو۔ تمھارے اطمینان کے لیے میں ابھی چلا جاؤں گا۔

(وہ جانے لگتا ہے، لیکن واپس آجاتا ہے)

ولیر۔ یاد رکھو، یہ تم ہو جو مجھے اس انتہا کی طرف دھکیل رہی ہو۔

مریاں۔ ہاں۔

ولیر۔ میں نے جو منصوبہ اپنے ذہن میں بنایا ہے وہ تمھاری نقل میں ہے۔

مریاں۔ اگر میری نقل ہے تو پھر ہونے دو۔

ولیر۔ ایسا ہی ہوگا۔ جس طرح آپ چاہیں، آپ کی خدمت کی جائے گی۔

مریاں۔ بہت خوشی کی بات ہے۔

ولیر۔ اب تم مجھ کو زندگی میں آخری بار دیکھ رہی ہو۔

مریاں۔ ٹھیک ہے۔

دلیر۔ ہیں؟

(دلیر چلا جاتا ہے، دروازے کے قریب سے پھر واپس آتا ہے)

مریاں۔ کیا؟

دلیر۔ تم نے مجھے بلایا؟

مریاں۔ میں نے؟ خواب دیکھ رہے ہو؟

دلیر۔ اچھا! اب مجھے اپنا راستہ پکڑنا چاہیے۔ خدا حافظ۔

مریاں۔ خدا حافظ

دوریاں۔ میرا خیال ہے تم لوگ پاگل ہو رہے ہو ایسی باتیں ہوش و حواس میں کوئی نہیں کرتا۔ میں نے اس لیے تم دونوں کو جھگڑنے دیا کہ دیکھوں آخر بات کہاں تک جاتی ہے۔ دلیر، رک جاؤ۔

(وہ روکنے کے لیے اس کا ہاتھ تھام لیتی ہے لیکن وہ جانے کے لیے زور لگاتا ہے)

دلیر۔ بس حد ہو گئی تم کیا چاہتی ہو دوریاں۔

دوریاں۔ میرے ساتھ آؤ۔

دلیر۔ نہیں، میں بھی خفا ہوں۔ مجھے اس کی درخواست پورا کرنے سے باز مت رکھو۔

دوریاں۔ رکو تو سہی۔

دلیر۔ کیا تم نہیں دیکھ رہی کہ میں نے فیصلہ کر لیا۔

مریاں۔ وہ میری صورت دیکھنا نہیں چاہتے۔ میری موجودگی ان کو کاٹ رہی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ میں یہاں سے چلی جاؤں۔

دوریاں۔ (وہ دلیر کو چھوڑ کر مریاں کی طرف رخ کرتی ہے) اب چلیں۔ تم کہاں بھاگی جا رہی ہو؟

مریاں۔ مجھے جانے دو۔

دوریاں۔ تم کو واپس آنا ہے۔

مریاں۔ نہیں، نہیں دورین۔ تم مجھ کو بے کار یہاں روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

دلیر۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ میری موجودگی سے ناراض ہو رہی ہیں تو بہتر یہی ہوگا کہ

میں چلا جاؤں تاکہ وہ خود کو آزاد محسوس کریں۔

دوریاں۔ (مریاں کو چھوڑ دیتی ہے اور ولیر کی طرف بھاگتی ہے) دوبارہ؟ اس حماقت کو چھوڑ دو اور تم دونوں یہاں آؤ۔

(وہ دونوں کو پکڑ لیتی ہے)

ولیر۔ تم کیا چاہتی ہو؟

مریاں۔ تم کیا کرنے والی ہو؟

دوریاں۔ تم دونوں کو یکجا کر رہی ہوں اور کوشش کر رہی ہوں کہ صلح صفائی ہو جائے۔ کیا تم دونوں پاگل ہو کہ اس طرح تو تو میں میں کر رہے ہو؟۔

ولیر۔ تم نے نہیں سنا کہ وہ کس طرح مجھ سے بات کر رہی تھی؟۔

دوریاں۔ تم بے وقوف ہو کہ اس طرح جذباتی ہو گئے؟

مریاں۔ تم نے نہیں دیکھا کہ یہاں کیا ہوا، انھوں نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

دوریاں۔ دونوں احمق ہو۔ مریاں کی اس کے علاوہ کوئی خواہش نہیں ہے کہ وہ صرف تمھاری رہے۔ میں اس کی قسم کھا سکتی ہوں۔ ولیر صرف تم سے محبت کرتا ہے اور اس کی بھی خواہش بس یہی ہے کہ تم اس کی بیوی بنو۔ اگر سچ نہ ہو تو میں اپنی جان دے سکتی ہوں۔

مریاں۔ تم نے مجھ کو ایسا مشورہ کیوں دیا؟

ولیر۔ تم نے مجھ سے پوچھا ہی کیوں؟ ۔

دوریاں۔ کیسی بے وقوفوں کی جوڑی ہے تم دونوں کی۔ آؤ، اب، مجھے اپنا ہاتھ دو۔

ولیر۔ (اپنا ہاتھ دوریاں کی طرف بڑھاتے ہوئے) میرے ہاتھ میں کیا رکھا ہے؟

دوریاں۔ اب تم۔

مریاں۔ (وہ بھی اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے) میرے ہاتھ میں کیا خوبی ہے؟

دوریاں۔ بہت اچھا، جلدی کرو، ادھر آؤ، تم دونوں ایک دوسرے کے محبوب ہو۔

(مریاں ولیر کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے)

دوریاں۔ سچ ہے، عاشقوں کی مخلوق ہی بے وقوف ہوتی ہے۔

ولیر۔ کیا میں اب شکایت نہیں کر سکتا کہ تم نے ایسی ظالمانہ باتیں کرکے سنگ دلی کا ثبوت دیا ہے؟۔

مریاں۔ لیکن تم، کیا تم بڑے سنگ دل نہیں ہو۔۔۔۔؟

ولیر۔ اس گفتگو کو دوسرے وقت کے لیے چھوڑ دیں اور سوچیں کہ کس طرح اس شادی کی ناخوشگوار تجویز سے نمٹیں

مریاں۔ بتلاؤ، آخر ہمیں کیا راستہ اختیار کرنا چاہیے؟

دوریاں۔ ہم لوگ سارے حربے استعمال کریں گے۔ تمھارا کام یہ ہے کہ تم مستقل ظاہر کرتی رہو کہ تم اسے مذاق ہی سمجھ رہی ہو۔ تاکہ اگر معاملہ بگڑے تو پھر تم آسانی کے ساتھ شادی کو لمبے عرصہ تک کے لیے ٹال سکتی ہو۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہر چیز سدھر جاتی ہے۔ کبھی بیماری کا بہانہ کر دو تاکہ تاخیر ہو۔ کبھی بدشگونی کا: مثلاً بدقسمتی سے تم نے ایک لاش دیکھی، ایک آئینہ توڑ دیا، یا کیچڑ آلود پانی خواب میں دیکھا وغیرہ۔ لیکن سب سے عمدہ بات تو یہ ہوگی کہ وہ تمھاری شادی کسی اور سے نہ کریں اور نہ اس سے جب تک کہ تم ہاں نہ کہہ دو۔ خیر، کامیابی کا سب سے بہتر راستہ میرے خیال میں تم دونوں کے لیے یہ ہے کہ تم ایک دوسرے سے بات کرتے نہ دیکھے جاؤ۔

(ولیر سے)

ابھی بھاگ جاؤ۔ بغیر کسی تاخیر کے اپنے دوستوں کو اس کام پر لگاؤ کہ وہ مریاں کے باپ کو اپنا وعدہ پورا کرنے پر آمادہ کریں۔ تم اس کے بھائی کی کوششوں اور اس کی سوتیلی ماں کے مفاد کو اپنی ہی طرف سمجھو۔ خدا حافظ۔

ولیر۔ (مریاں سے) میری سب سے بڑی امید تم ہو جس کے لیے جان بھی حاضر ہے۔

مریاں۔ (ولیر سے) میں اپنے باپ کی مرضی کے لیے جواب دہ نہیں ہوں لیکن میں سوائے ولیر کے کسی اور سے رشتہ نہیں جوڑ سکتی۔

ولیر۔ ارے واہ! تم نے خوش کر دیا وہ جو بھی کوشش کرلیں۔۔۔۔۔

دوریاں۔ یہ عاشق معشوق بک بک کرنے سے تھکتے ہی نہیں۔

ولیر۔ (ایک قدم چلتا ہے، واپس ہوتا ہے) حاصل کلام یہ کہ۔۔۔۔

دوریاں۔ تم کیا ٹائیں ٹائیں کر رہے ہو۔ تم وہ راستہ لو۔ اور تم یہ۔

(دونوں کو دھکا دیتے ہوئے)

تیسرا ایکٹ

دوسرا سین

تارتوف، لارنت، دوریاں

تارتوف۔ (دوریاں کو آتا ہوا محسوس کر کے) لارنت، میرے لباس اور چابک کو بند کردو اور خدا سے اپنی روشنیٔ طبع کی دعا کرو۔ اگر کوئی مجھ سے ملنے آتا ہے تو اس سے کہو کہ قیدیوں میں خیرات کرنے جیل خانے گیا ہوں۔

دوریاں۔ کیا ڈینگیں ہانکی جا رہی ہیں؟

تارتوف کیا چاہتی ہو؟

دوریاں۔ تم سے کچھ کہنا ــــــــ

تارتوف۔ (اپنی جیب سے رومال نکالتا ہے) خدا کے لیے مجھ سے بات کرنے سے پہلے یہ رومال لو۔

دوریاں۔ کس لیے؟

تارتوف۔ اپنے سینے کو ڈھک لو۔ ایسا منظر روح کے لیے تکلیف دہ ہے اور دل میں برے خیالات پیدا کرتا ہے۔

دوریاں۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم کسی ترغیب کے جال میں جلدی پھنس جاتے ہو ۔

اور جسم تمھارے اعصاب پر برے اثرات ڈالتا ہے۔ تمھارے اندر اتنی جلدی آگ کیسے بھڑک اٹھتی ہے؟ میرا معاملہ تو یہ ہے کہ میرے جذبات آسانی سے بے قابو نہیں ہوتے، اگر تم کو سرتا پا برہنہ دیکھ لوں تو بھی مجھ میں کوئی رغبت پیدا نہیں ہوگی۔

تارتوف۔ اپنی گفتگو میں ذرا معتدل رہو نہیں تو پھر میں ابھی تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

دوریاں۔ نہیں، نہیں۔ میں تمھارا سکون نہیں چھینوں گی۔ میں صرف تم سے دو لفظ کہنے آئی ہوں۔ بیگم صاحبہ یہاں آرہی ہیں۔ وہ تم سے کچھ دیر بات کرنا چاہتی ہیں۔

تارتوف۔ ضرور، ابھی آرہی ہیں؟

دوریاں۔ شاید ان کی ہی آواز ہے۔ ہاں، وہی آرہی ہیں میں تم دونوں کو ایک ساتھ چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔

تیسرا سین

المیر، تارتوف

تارتوف۔ خدا آپ کی صحت برقرار رکھے اور آپ کو روحانی سکون عطا کرے۔ آپ کی عمر اس قدر دراز کرے جس قدر اس کا کوئی نیک و پرہیزگار بندہ خواہش کر سکتا ہے۔

المیر۔ آپ کی اس نیک خواہش کا شکریہ۔ تو آئیے تھوڑی دیر بیٹھ کر بات چیت کریں۔

تارتوف۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

المیر۔ ٹھیک ہے۔ بس ابھی بخار اترا ہے۔

تارتوف۔ شاید میری دعاؤں میں اتنا اثر نہیں کہ جسے بارگاہِ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل ہو۔ پھر بھی میں نے کوئی ایسی عبادت نہیں کی جس کا واحد مقصد آپ کی بحالیٔ صحت نہ ہو۔

المیر۔ آپ میرے لیے کافی فکرمند رہتے ہیں۔

تارتوف۔ یہ تو ناممکن ہے کہ مجھے مزاج گرامی کے لیے تشویش نہ ہو۔ کاش میں اپنی صحت کو آپ کے لیے قربان کر دیتا۔

المیر۔ آپ مسیحی دردمندی کو اس کی انتہا تک لے جاتے ہیں۔ میں آپ کی اس ہمدردی کے لیے بے حد شکر گزار ہوں۔

تارتوف۔ میں آپ کی حیثیت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کر پاتا۔

المیر۔ میں ایک خاص معاملہ کے سلسلے میں آپ سے تنہائی میں کچھ بات کرنا چاہتی تھی۔ شکر ہے کہ ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا ہے۔

تارتوف۔ میں بھی آپ کی طرح خوش ہوں۔ میرے لیے باعث مسرت ہے کہ آپ کے ساتھ خلوت میسر ہے۔ میں نے اکثر خدا سے اس طرح کے موقعہ کی دعا کی ہے لیکن اب تک محروم رہا۔

المیر۔ صرف چند باتیں ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ کھل کر بات کریں گے کوئی چیز راز نہیں رکھیں گے۔

تارتوف۔ آپ کی اس عنایت کے جواب میں میری بھی یہ شدید آرزو ہے کہ میں اپنے دل کی ہر بات آپ کے سامنے رکھ دوں اور قسم کھاؤں کہ میں نے اِدھر اُدھر جو کچھ آپ کے یا آپ سے لوگوں کی ملاقاتوں کے بارے میں کہا ہے وہ آپ سے کسی نفرت کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ سے ایک شدید قسم کی انسیت ہے جو مجھے بہالے جاتی ہے۔ ایک پاکیزہ مقصد........

المیر۔ میں اس کو سمجھتی اور محسوس بھی کرتی ہوں۔ آپ جو اس طرح کی پریشانی اٹھاتے ہیں وہ میرے فائدہ کے لیے۔

تارتوف۔ (المیر کی انگلیاں دباتا ہے) ہاں، مادام آپ بالکل صحیح فرماتی ہیں۔ میرا تعلق آپ سے ایسا ہی گہرا ہے۔

المیر۔ اوہ! آپ سختی سے دبا رہے ہیں۔

تارتوف۔ یہ میرے شدت جذبہ کا اظہار ہے۔ میں نے آپ کے بارے میں کبھی کسی دوسری برائی کا ارادہ نہیں کیا۔ میں بہت جلد.......

(اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتا ہے)

المیر۔ آپ اپنا ہاتھ یہاں کیوں رکھ رہے ہیں؟

تارتوف۔ میں یہ کپڑا دیکھ رہا تھا۔ بہت ہی ملائم ہے۔

المیر۔ اوہ! برائے مہربانی چھوڑیئے۔ گدگدی ہوتی ہے۔

(وہ اپنی کرسی پیچھے کھینچ لیتی ہے اور تارتوف اپنی کرسی اور قریب کر لیتا ہے)

تارتوف۔ واللہ! اس کپڑے پر کس قدر فن کاری سے کام ہوا ہے۔ ان دنوں زری کے کام میں بڑی مہارت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ خوبصورتی کا کوئی کیا تصور کر سکتا ہے۔

المیر۔ یہ سچ ہے۔ لیکن تھوڑی دیر ہم لوگ کچھ کام کی باتیں کریں۔ سبھی کہہ رہے ہیں میرے خاوند اپنے وعدے سے مکر گئے ہیں اور اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہی بتلائیے، کیا یہ سچ ہے؟

تارتوف۔ مجھ سے انھوں نے اس کا ذکر تو کیا تھا۔ لیکن بیگم صاحبہ آپ سے سچّی بات کہوں۔ میری خوشی اصل میں یہ نہیں ہے بلکہ وہ خوشی تو کہیں اور ہے جو میری تمام آرزوؤں کا مرکز ہے۔

المیر۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو دنیاوی علائق میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

تارتوف۔ میرے سینے میں پتھر کا دل نہیں۔

المیر۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی تمام آہوں کا رخ آسمان کی طرف ہے اور آپ کو اس کے نیچے کی کوئی شے مطمئن نہیں کرتی۔

تارتوف۔ حُسن سے جو ہمیں روحانی اور مابعد الطبیعاتی لگاؤ ہے وہ ہمیں دنیا میں اِدھر اُدھر تیرتی ہوئی چیزوں سے محبت کم نہیں کرتا۔ ہمارے احساسات قدرت کے تخلیقی شاہکاروں کی طرف آسانی سے مائل ہو جاتے ہیں۔ ان شاہکاروں کا حسن آپ ہی کی طرح پھوٹا پڑتا ہے لیکن آپ تو قدرت کی تخلیق کا معجزہ ہیں۔ اس نے آپ کے چہرے میں اس قدر نور بھر دیا ہے جس پر آنکھیں نہیں ٹھہر سکتیں اور جو دل کے آر پار ہو جاتی ہیں۔ میں آپ کو دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اے مکمل شاہکار! بغیر سوچے سمجھے اور خالق فطرت کی پوجا کیے بنا ہی،

میرا دل اِس حسین ترین مجسمہ کی شدید محبّت کا اسیر ہو چکا ہے جسے قدرت نے اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا ہے۔ شروع میں ذرا خوفزدہ ہوا تھا کہ اس طرح کا احساس میرے خلاف کہیں شیطان کی سازش تو نہیں۔ میرے دل نے تقریباً فیصلہ کر لیا تھا کہ میں آپ کی نظروں سے دور چلا جاؤں کہ مبادا آپ میری نجات میں سنگِ راہ نہ بن جائیں، لیکن بالآخر میں نے محسوس کیا، آہ! اے مسحور کن حسن، کہ یہ جذبہ کوئی جرم نہیں ہے۔ اور میں اس جذبہ کو پاکیزہ بنا سکتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے دل کو آپ سے محبّت کرنے کی آزادی دے دی ہے۔ میں جو آپ کے حضور میں اس دل کو پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ ہاں، میری محبت کو آپ کی عنایتوں سے بڑی امیدیں ہیں۔ میری خوشی، میرا سکون، میری امید تو آپ ہیں۔ آپ پر ہی میری بربادی یا کامرانی کا انحصار ہے۔ میں خوش ہوں گا اگر آپ مجھے قبول کر لیں اور غم ہوگا اگر آپ نے ٹھکرا دیا۔ آپ میرے لیے سب کچھ ہیں۔

المیر۔ اس اظہار میں بڑی جسارت ہے لیکن یہ یقیناً کسی قدر حیران کُن بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو اپنے دل کی حفاظت بڑے احتیاط سے کرنی چاہیے تھی اور اس تجویز پر پہلے غور و خوض کرنا چاہیے تھا۔ آپ جیسا متقی آدمی، جس کا ہر شخص نام لیتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔

تارتوف۔ میں پرہیزگار شخص ہو سکتا ہوں لیکن آخر کار میں بھی انسان ہوں۔ جب آپ کا ملکوتی حسن میرے سامنے آتا ہے دل کو سوچے سمجھے بغیر آپ کے سپرد کر دیتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو میری جانب سے ایسی باتیں اجنبی لگیں گی لیکن بیگم صاحبہ، میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں اور اگر آپ میرے اس اعتراف کو ناپسند کرتی ہیں تو پھر اس کا الزام اپنے موہنی صورت کو دیجئے۔ آپ اسی وقت میرے دل کی ملکہ بن گئی تھیں جب پہلی بار آپ کا جمال جہاں آرا مجھ پر روشن ہوا تھا۔ آپ کی اس الوہی حُسن نے میرے دل کی ساری تاب مزاحمت چھین لی۔ اس نے میری ہر چیز پر

قبضہ جمالیا؛ میرے روزدل پر، میری عبادتوں پر، میرے آنسوؤں پر، اس نے میرے سارے تصورات کو، بس ایک تصور جاناں کی طرف موڑ دیا۔ میری نگاہوں اور میری آہوں نے خود کو آپ پر ظاہر کیا ہے۔ اور کچھ مزید وضاحت کے لیے آج میں اپنی آواز کا بھی اضافہ کر رہا ہوں۔ اگر ایسا ہو کہ آپ اس ادنیٰ خادم کی طرف تھوڑی سی نظر عنایت کریں، اس غیر اہم آدمی پر تھوڑی سی نوازشں کر دیں تو پھر آہ! او حسین معجزہ، میں ہمیشہ ایسی پوجا کروں گا جس کی کوئی مثال نہیں ہوگی۔ مجھ سے نباہ کر کے، آپ کی شہرت کو کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ آپ کو میری طرف سے کسی بدنامی کا کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے۔ وہ تمام آوارہ گرد شوہر یا عورتیں جن کی پرستش کا دم بھرتی ہیں، وہ اپنے کارناموں پر شور زیادہ مچاتے ہیں، باتوں میں ڈینگیں ہانکتے ہیں، اپنی کامیابیوں پر مستقل شیخی بگھارتے ہیں۔ اور مکمل کامیابی سے پہلے ہی اس کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ہم جیسے لوگ اپنی محبت میں ہمیشہ احتیاط برتتے ہیں، ہر راز کو سینے سے لگائے رہتے ہیں۔ جس طرح کی ہوشیاری ہم اپنے شہروں کو قائم رکھنے کے لیے برتتے ہیں وہ ایک خوبصورت خاتون کے تحفظ کے لیے ڈھال ہے، اگر وہ ہماری پرستش کو قبول کر کے ایسی محبت حاصل کرتی ہے جس میں کوئی بدنامی نہ ہو اور ایسی خوشی پاتی ہے جو تمام خوف سے آزاد ہو۔

المیر ۔ میں نے سنا جو آپ نے کہا اور آپ کی زور بیانی نے مجھے کافی متاثر کیا۔ لیکن کیا آپ کو اس بات کا کوئی خوف نہیں ہے کہ میں آپ کی اس محبت کا ذکر اپنے خاوند سے کر سکتی ہوں؟ ممکن ہے اس خبر کو سن کر آپ کی اور ان کی دوستی میں فرق آجائے؟

تارتوف ۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ ایک مہربان خاتون ہیں اور آپ میری اس جرأت اظہار کو معاف کر دیں گی۔ محبت کے اس وجد آفریں جذبہ کو جس سے آپ کو ٹھیس پہنچی ہے، انسانی ہمدردی کی خاطر آپ نظر انداز کر دیں گی۔ جب آئینہ میں آپ اپنا سراپا دیکھیں گی تو خیال آئے گا کہ سچ مچ لوگ اندھے

نہیں ہیں اور آدمی آخر کار گوشت پوست کا ہی ہوتا ہے۔

المیر۔ اس بات کو دوسرے لوگ مختلف انداز میں لے سکتے ہیں البتہ میں اس پر غور و خوض کروں گی۔ میں اس بات کو اپنے خاوند سے نہیں بتلاؤں گی لیکن اس کے بدلے میں آپ سے ایک وعدہ چاہتی ہوں۔ اور وہ یہ کہ آپ ولیر اور مریاں کی شادی کے بیچ میں نہ آئیں اور اپنی طاقت کا بے جا استعمال نہ کریں جس سے ممکن ہے کہ آپ وہ خزانہ حاصل کر لیں جس پر کسی اور کا قبضہ ہے، اور ....

چوتھا سین

دیمس، المیر، تارتوف

دیمس۔ (چھوٹے کمرے سے نکلتے ہوئے جہاں وہ چھپا بیٹھا تھا) نہیں، امی، نہیں! اس بات کو لوگوں کے سامنے آنا ہی چاہیے۔ اس کمرے میں چھپ کر میں نے سب کچھ سن لیا ہے۔ خدا کی مہربانی ہی تھی کہ اس نے مجھے اس نمک حرام، جھوٹے مکار کے غرور و تکبر کا پردہ چاک کرنے کے لیے یہاں بھیج دیا، اس کی عیاریوں اور بدمعاشیوں کا انتقام میرے سپرد کیا اور یہ کہ میں اپنے باپ کو دھوکہ نہ دے کر اس بدذات کے دل کا حال ان کو بتلاؤں جو اس وقت آپ سے محبت کی باتیں کرتا ہے۔

المیر۔ نہیں دیمس؛ یہ کافی ہے کہ وہ خود کو قابل معافی گردانتے ہیں اور اپنے میں تبدیلی لانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ان سے میں نے بھی وعدہ کر لیا ہے۔ میری طرف سے کسی رسوائی کا امکان نہیں۔ ایک عورت اس طرح کی حماقتوں پر ہنستی ہے لیکن اپنے خاوند کو ایسی بکواس سنا کر مصیبت میں نہیں ڈالتی۔

دیمس۔ ایسا کرنے کے لیے آپ کے پاس اپنی دلیل ہے اور میں ان سے نمٹنے کے لیے اپنی دلیل رکھتا ہوں۔ اس کو یونہی چھوڑ دینا بے وقوفی ہے۔ اس نے

ہمیشہ ہمارے گھر میں مشکلات کھڑی کی ہیں۔ اس نے عرصہ تک میرے باپ پر حکومت کی ہے اور میری اور ولیر کی محبت کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ میرے باپ کی آنکھیں کھلیں اور وہ اس غداری کو دیکھیں۔ خدا نے مجھے ایک موقع دیا ہے اگر میں اس موقعہ سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤں تو پھر میں تمام محرومیوں کا مستحق ہوں۔

المیر۔ ڈیمس۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈیمس نہیں۔ مجھے اپنے ہی مشورہ پر عمل کرنا چاہیے۔ آج میرا دل خوشی سے ناچ رہا ہے۔ آپ بے کار کوشش کر رہی ہیں کہ میں انتقام کی مسرت سے باز آجاؤں۔ کوئی تاخیر کیے بغیر میں اس معاملہ کو عام لوگوں پر ظاہر کر دوں گا۔ اس کا یہی موقعہ ہے جو میں چاہتا ہوں۔

پانچواں سین

ارگوں، ڈیمس، تارتوف، المیر۔

ڈیمس۔ آئیے، ابا جان، ہم آج آپ کی آمد کا ایک انوکھی اور حیرت انگیز خبر کے ذریعہ استقبال کریں گے اس نیک شخص نے، آپ کو آپ کی مہربانیوں اور عنایتوں کا اچھا بدلہ دیا ہے۔ آپ سے اس کی اس قدر دلچسپی کا راز ابھی ظاہر ہوا ہے۔ اس کی آپ سے دلچسپی کا واحد مقصد آپ کی عزت کو خاک میں ملانا ہے۔ میں نے اسے شرمناک اظہار محبت کرتے سنا ہے۔ امی چونکہ نیک خصلت اور محتاط خاتون ہیں، اس لیے انھوں نے زور دیا کہ اس کو ہر قیمت پر راز ہی رکھا جائے لیکن میں اس بے شرمی کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اگر میں خاموش رہ جاتا تو آپ سے زیادتی کا مرتکب ہوتا۔

المیر، ہاں، میرا خیال یہی ہے کہ ایسی حماقتوں کے اظہار سے کسی کے شوہر کو پریشان نہ کرنا ہی اچھا ہے۔ عزت و شرافت کا انحصار جوابی حملہ میں نہیں ہے بلکہ ہمارے لیے یہ کافی ہے کہ ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں

یہ میرے جذبات ہیں۔ دمیس، اگر میں تم پر کچھ اثر رکھتی تو تم نے شاید یہ سب باتیں نہ کہی ہوتیں ۔

چھٹا سین

ارگوں، دمیس، تارتوف

ارگوں۔ میں کیا سن رہا ہوں خدایا، کیا ایسا ممکن ہے ؟۔

تارتوف۔ ہاں بھائی جان، میں ایک فاسق و فاجر، بدبخت اور گنہگار مجرم ہوں، سیہ کاریوں سے بھرا ہوا، روئے زمین پر سب سے بڑا بدبخت، میری زندگی کا ہر لمحہ آلودگیوں میں ڈوبا ہوا ہے میری زندگی جرائم اور بدعنوانیوں کی داستان ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میری سزا کے لیے خدا مجھے اس موقعہ پر ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مجھ پر خواہ کسی بھی بڑے جرم کا الزام لگایا جائے، میں اپنی مدافعت نہیں کروں گا۔ ان باتوں پر یقین کیجیے اور مجھے اپنے گھر سے ایک مجرم کی طرح نکال دیجیے۔ ہر چند کہ میں اس سے بھی بڑی سزا کا مستحق ہوں۔

ارگوں۔ (اپنے بیٹے سے) آہ، بدمعاش، تمھیں غلط بیانی کر کے ایک پرہیزگار شخص کی پاکیزگی پر بٹہ لگانے کی جرأت کیسے ہوئی ؟ ۔

دمیس۔ کیا ؟ اس ریاکار کی مصنوعی مسکینی آپ کو اس بات پر آمادہ کر سکتی ہے کہ آپ مجھے جھوٹ ....

ارگوں۔ منحوس بس خاموش ہو جا۔

تارتوف۔ آپ اسے بولنے دیں۔ بے کار ہی جھڑک رہے ہیں۔ آپ کو اس کی کہانی پر یقین کرنا چاہیے۔ ایسے پرزور الزام کے باوجود آپ مجھ پر مہربان کیوں ہیں ؟ کیا آپ واقف ہیں کہ میں کس سزا کا مستحق ہوں ؟ میرے ظاہر کو دیکھ کر آپ مجھے پارسا کیوں سمجھتے ہیں ؟ نہیں، نہیں، آپ ظاہر کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ میں وہی ہوں جیسا یہ سوچتا ہے۔ یہ دنیا مجھے لائق سمجھتی

ہے جب کہ میں کسی قابل نہیں ہوں۔

(ڈیمس سے مخاطب ہو کر)

ہاں بیٹے، تم بولو، مجھ پر نمک حرامی، بدکاری، چوری، قتل ان سب کا الزام لگاؤ۔ اس سے زیادہ برے ناموں سے مجھ کو پکارو۔ میں ان میں کسی سے انکار نہیں کرتا۔ میں انہی باتوں کا مستحق ہوں۔ خدا کی قسم، میں اپنی زندگی کے گناہوں کے عوض ساری شرمناک رسوائی برداشت کرلوں گا۔

ارگوں۔ (تارتوف سے) میرے بھائی بہت ہوچکا۔ (بیٹے سے) بدبخت، کیا تمھارا دل نہیں پسیجتا؟۔

ڈیمس۔ کیا؟ کیا اس کے الفاظ اب بھی آپ کو فریب دے سکتے ہیں۔؟......

ارگوں۔ زبان قابو میں رکھو بدبخت۔ (تارتوف سے) اوہ! اٹھو میرے بھائی۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں۔ (اپنے بیٹے سے) بدمعاش!

ڈیمس۔ ناقابل برداشت! مجھے کیا سمجھ رکھا ہے؟

ارگوں۔ اگر پھر بولے تو میں تمھاری ساری ہڈیاں توڑ دوں گا۔

تارتوف۔ خدارا۔ بھائی جان آپ خود پر قابو رکھیں۔ اگر میری وجہ سے ذرا سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے مجھے کہیں زیادہ تکلیف ہوگی۔ آپ اسے اکیلا چھوڑ دیں۔ اگر میں آپ سے اس کی معافی کی درخواست کروں........

ارگوں۔ (تارتوف سے) تم میری ہنسی اڑاتے ہو۔ (اپنے بیٹے سے) ذلیل، کمینہ، دیکھو وہ کتنا بھلا آدمی ہے۔

ڈیمس۔ پھر.........

ارگوں۔ باز آجاؤ۔

ڈیمس۔ کیا؟ میں........

ارگوں۔ میں کہتا ہوں، باز آجاؤ، میں تمھارا مقصد جانتا ہوں کہ تم کیوں الزام لگاتے ہو۔ تم سب کے سب اس سے نفرت کرتے ہو۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ میری بیوی، بچے اور نوکر سبھی نے اس کے خلاف محاذ بنا لیا ہے۔ تم ساری چالیں محض اس لیے چل رہے کہ کسی طرح اس دین دار شخص کو

مجھ سے دور کر دو۔ لیکن تم اسے یہاں سے بھگانے کی جس قدر کوشش کرو گے میں اسی قدر اسے یہاں رکھنے پر مصر ہوں گا۔ اور میں جلد ہی اس کی شادی اپنی بیٹی سے کر دوں گا جس سے پورے خاندان کے غرور لوٹنے لگے گی۔

دمیس۔ کیا آپ مریاں پر زور ڈالیں گے کہ وہ اسے قبول کر لے۔

ارگوں۔ ہاں، بدبخت، آج ہی کی رات ـــــ تم سب کو زک دینے کی خاطر ـــــ اُف! میں سارے گھر سے ٹکر لوں گا اور بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اس گھر کا مالک میں ہوں۔ اس لیے میری اطاعت کرنی چاہیے۔ تم کمینے، یہاں آؤ اور آ کر اس کے قدموں پر گر کر معافی مانگو۔

دمیس۔ کون، میں؟ اس بدمعاش سے جو اپنی جعل سازی کے ذریعہ......

ارگوں۔ افسوس! تم انکار کرتے ہو اور گالی بھی دیتے ہیں، بدمعاش! مجھے چھڑی لا کر دو (تارتوف سے) مجھے مت روکو۔ (اپنے بیٹے سے) ابھی میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ پھر کبھی میرے گھر میں قدم مت رکھنا۔

دمیس۔ ہاں، میں چلا جاؤں گا۔ لیکن ....

ارگوں۔ ابھی جلد، گھر چھوڑ دو۔ میں تم کو عاق کرتا ہوں اور تمھیں بددعا دیتا ہوں۔

ساتواں سین

ارگوں، تارتوف

ارگوں۔ ایک پارسا آدمی کے منھ لگنا اور وہ بھی اس طرح!

تارتوف۔ برائے خدا، اسے معاف کر دیں شاید وہ مجھے کوئی گزند پہنچائے۔ (ارگوں سے) اگر آپ صرف یہ جان لیں کہ میں ان کو اپنے بھائی کے سامنے اپنے کردار پر حرف گیری کرتے دیکھوں تو میرے لیے کس قدر تکلیف دہ بات ہوگی.......

ارگوں۔ افسوس!

تارتوف۔ اس احسان فراموش کا تصور ہی مجھ پر اتنا بڑا ظلم ہے کہ ـــــ میں

خوف محسوس کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ میرا دل بھی اظہار کے لیے بے چین ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں مر جاؤں گا۔

ارگوں۔ (آنسوؤں میں ڈوبا ہوا دروازے کی طرف دوڑتا ہے جدھر سے اپنے بیٹے کو نکالا تھا) شیطان! مجھے کس قدر دکھ ہے کہ میں نے اپنے ہاتھوں کو اس وقت کیوں روک لیا اور کیوں نہ اسے اسی جگہ ختم کر ڈالا۔ میرے بھائی خود کو سکون دو اور غم مت کرو۔

تارتوف۔ اس ناخوشگوار جھگڑے کو یہیں ختم کر دیا جائے۔ میری وجہ سے اس گھر میں کس قدر اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں یہی مناسب ہے کہ مجھے یہاں سے چلا جانا چاہیے۔

ارگوں۔ کیا؟ تم دل لگی تو نہیں کر رہے ہو؟

تارتوف۔ مجھ سے سب نفرت کرتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کے دل میں مزید شک پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

ارگوں۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا تم دیکھتے ہو کہ میں ان کی باتوں پر کوئی توجہ دیتا ہوں؟

تارتوف۔ وہ اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے، ڈریں گے نہیں اور جس کہانی کو آج آپ جھٹلا رہے ہیں، کل اس پر یقین بھی کر سکتے ہیں۔

ارگوں۔ نہیں، میرے بھائی، کبھی نہیں۔

تارتوف۔ اوہ! میرے بھائی، ایک بیوی اپنے خاوند کے دماغ پر کبھی بھی چھا سکتی ہے۔

ارگوں۔ نہیں، نہیں۔

تارتوف۔ آپ مجھے یہاں سے جانے دیں تاکہ ہمیشہ کے لیے ان رکیک حملوں کا سدباب ہو جائے۔

ارگوں۔ نہیں، تم یہیں ٹھہرو گے۔ اب میری زندگی داؤں پر ہے۔

تارتوف۔ تب مجھے کچھ نیچے اترنا ہی پڑے گا، پھر بھی اگر آپ۔۔۔۔۔۔

ارگوں۔ آہ!

تارتوف۔ ایسا ہی ہو گا۔ اب اس بارے میں ہمیں ایک لفظ بھی نہیں کہنا چاہیے۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے مستقبل میں کیا کرنا چاہیے۔ عزت کا معاملہ بڑا ہی نازک ہوتا ہے اور دوستی کا تقاضہ ہے کہ آدمی اس کی رپورٹ کرنے سے باز رہے اور

کسی کو شک کا موقعہ نہ دے۔ میں آپ کی بیوی سے دور رہوں گا اور آپ مجھے نہیں دیکھیں گے ....

ارگوں۔ نہیں، تم اس سے ہمیشہ ملوگے، اب تو میری خواہش ہے کہ سارے لوگ جلیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ وہ ہمیشہ تمھارے قریب رہے۔ صرف یہی نہیں، ان سب کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے اب صرف تم میرے وارث ہوگے۔ اور میں بہت جلد اس کا انتظام کروں گا کہ میری ساری جائداد تم کو منتقل کردی جائے۔ ایک اچھا اور قابل اعتماد دوست جسے میں اپنا داماد بنانا چاہتا ہوں، مجھے میرے بیٹے، بیوی اور دوسرے عزیز و اقارب سے کہیں زیادہ پیارا ہے۔ کیا تم کو میری پیش کش قبول کرنے میں کوئی جھجک ہے؟

تارتوف ساری باتیں خدا کی مرضی سے ہی ہوتی ہیں!

ارگوں۔ ہمیں بہت جلد کاغذات تیار کروانے چاہئیں۔

چوتھا ایکٹ

پہلا سین

کلی انتھ، تارتوف

کلی انتھ۔ مجھ پر یقین کرو، ہر شخص اس کے متعلق بات کر رہا ہے۔ اس افواہ سے جو رسوائی ہو رہی ہے وہ کسی طرح تمھارے شایان شان نہیں۔ میں تم سے بہت کم ملا ہوں پھر بھی اس بارے میں جو میری رائے ہے اسے دو لفظوں میں ادا کر سکتا ہوں۔ میری عادت کسی چیز کی تہہ میں جا کر چھان بین کرنے کی نہیں ہے۔ سرسری طور پر گذر جاتا ہوں اور معاملہ کے سب سے خراب پہلو کو تسلیم کر لیتا ہوں۔ یہ مانتا ہوں کہ دیمس نے عقلمندی کا کام نہیں کیا ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ تم پر غلط الزام ہو، لیکن کیا یہ مسیحی جذبہ کا تقاضہ نہیں ہے کہ جارحانہ اقدام کو چھوڑ کر دیمس کے انتقامی جذبہ کی آگ کو بجھا دیا جائے؟ میں پھر دہرا رہا ہوں اور بڑی نرمی سے تم سے کہتا ہوں کہ یہ باتیں بہت سی بڑی اور چھوٹی رسوائیوں کا سبب بنیں گی۔ اگر تم میرا مشورہ مانو تو گھر میں امن قایم کرنے میں مدد کرو اور معاملہ کو انتہا تک نہ لے جاؤ۔ اپنے تمام غصّہ کو خدا کے سپرد کر دو اور

باپ بیٹے میں سمجھوتہ کی راہ نکالو۔

تارتوف۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں نیک نیتی کے ساتھ یہی کروں گا۔ میں اس سے کوئی بغض نہیں رکھتا، میں اس کی ہر کوتاہی کو درگذر کر دیتا ہوں۔ اس کو کوئی الزام بھی نہیں دیتا۔ لیکن خدا کو ایسا منظور نہیں، اب اگر وہ گھر واپس آتا ہے تو پھر مجھے یہاں سے چلا جانا ہوگا۔ اس کے ناقابل بیان رویہ کے بعد، ہمارا اور اس کا ملنا، بدنامی کا سبب ہوگا۔ لوگ سمجھیں گے کہ یہ پالیسی میں نے ہی اختیار کی ہے۔ اور ہر طرف یہ کہا جائے گا کہ، چونکہ میں خود کو مجرم سمجھتا ہوں، اسی لیے تہمت لگانے والے کے ساتھ دوستی گانٹھنے کا خواہش مند ہوں، میں اس سے ڈرتا ہوں اور سمجھوتہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کو خفیہ رشوت کے ذریعہ خاموش کرسکوں۔

کلی انتھ۔ تمھاری تمام دلیلیں دور از کار رفتہ ہیں۔ اپنے اوپر خدا کی مرضی یا نامرضی کی ذمہ داری کیوں لیتے ہو؟ کیا وہ ہماری مدد کے بغیر کسی گنہگار کو سزا نہیں دے سکتا؟۔ اگر خدا کی حکمرانی پر سچا یقین رکھتے ہو تو پھر لوگوں کے کہنے سننے کا خیال مت کرو۔ کیا؟ لوگوں کی غیر اہم رایوں کا خوف کسی کو اچھا کام کرنے سے باز رکھے گا؟

تارتوف۔ جو لوگ مجھے جانتے ہیں وہ ایسا نہیں سوچیں گے کہ میں نے ایسا کسی ذاتی غرض سے کیا ہے۔ دنیا کے سارے دولت مند میرے لیے غیر اہم ہیں۔ ان کی جھوٹی جگمگاہٹ مجھے پریشان نہیں کرتی۔ اگر میں اس عطیہ کو قبول کرنے کے لیے خود کو تیار کرلوں، جو اس کا باپ مجھے دینا چاہتا ہے، تو ایسا میں محض اس خوف سے کروں گا کہ مبادا یہ ساری دولت ایک بدمعاش کے ہاتھوں میں چلی جائے گی اور اس دولت کے حصہ دار وہی لوگ ہوں گے جو اس کو غلط کاموں میں استعمال کریں گے،

کلی انتھ۔ ان بے کار شبہات میں پڑنے سے کیا فائدہ؟ جس سے ایک حقیقی وارث کو شکایت کے لیے مواد فراہم ہوسکے۔ خود کو تشویش میں نہ ڈال کر، اسے اپنی مرضی کے مطابق، اپنے حقوق سے لطف اٹھانے کی اجازت دو اور

سوچو کہ اگر وہ اپنی دولت کا استعمال ڈھنگ سے کرتا ہے تو یہ کہیں بہتر ہے کہ لوگ تم پر حق تلفی کا الزام لگائیں۔ کیا پارسا لوگوں کی ایسی کوئی مثال ہم دیکھتے ہیں جنھوں نے دوسرے کے حق پر غاصبانہ قبضہ جمانے کی کوشش کی ہو؟ اور اگر یہ سچ ہے کہ یہ بات خدا نے تمھارے دل میں ڈالی ہے کہ دمیس کے ساتھ تمھارا رہنا مناسب نہیں ہے تو کیا ایک محتاط آدمی ہونے کے ناتے تمھارے لیے مناسب نہیں ہے کہ تم باعزت طور پر اس گھر سے چلے جاؤ، بجائے اس کے کہ بلاوجہ ایک بیٹے کو اس کے اپنے گھر سے محروم رکھو۔ مجھ پر اعتماد کرو، یہ تمھاری دیانت داری کا ثبوت ہوگا۔

تارتوف۔ جناب! اب ساڑھے تین بجنے کو ہیں۔ ایک مخصوص مذہبی ریاضت مجھے اوپر کی منزل پر بلا رہی ہے اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

دوسرا سین

ارگوں، المیر، مریاں، کلی انتھ، دوریاں

ارگوں۔ تم سب کو یہاں اکٹھا پاکر مجھے خوشی ہوئی (مریاں سے) اس دستاویز میں ایک چیز ہے جس سے تم خوش ہو جاؤ گی۔ تم میرا مطلب اچھی طرح سمجھ رہی ہو۔

مریاں۔ (گھٹنے تک جھکتے ہوئے) اباجان، اس خدا کا واسطہ جو ہمارے غموں سے باخبر ہے، ہر اس چیز کا واسطہ جو آپ کے دل کو نرم کرسکے، مجھے اپنی اطاعت پر اصرار نہ کیجیے۔ اپنے اس سخت حکم سے، مجھے مجبور نہ کیجیے کہ میں آپ کی نافرمانی کر کے خدا کو ناراض کروں۔ اباجان، جو زندگی آپ نے مجھے دی، اسے تکلیف دہ نہ بنائیے۔ وہ جو خوبصورت سپنا میں نے دیکھا تھا ——— کہ میں اس شخص کی ہو کر رہوں گی جس سے میں نے محبت کی جرأت کی۔ اگر آپ چاہیں تو مجھے ایسا کرنے سے روک دیجیے ——— لیکن میں آپ سے شفقت کی التجا کرتی ہوں۔ مجھے ایسے شخص کے بندھن میں بندھنے ک

خوف سے نجات دلایئے جس سے مجھے نفرت ہے۔ مجھے اپنی حکمرانی کے سبب، ایسے کرب میں نہ ڈالیے۔

ارگوں۔ (خود کو ذرا نرم محسوس کرتے ہوئے) اے میرے دل ثابت قدم رہ، انسانی کمزوری سے دور رہ۔

مریاں۔ میں اس بات سے غمزدہ نہیں ہوں کہ آپ اس کے لیے اتنے نرم کیوں ہیں۔ آپ اس میں دلچسپی لیں، آپ اسی کو ساری دولت دے دیں، اور اگر اتنا کافی نہیں ہے، تو میرے پاس جو کچھ ہے وہ بھی دے دیں، لیکن کم از کم اس حد تک تو نہ جایئے کہ میری ذات کو بھی اس میں داخل کر دیں۔ مجھے اپنی باقی ماندہ غمزدہ زندگی، جو خدا نے میرے حصّے میں لکھ دی ہے، کسی خانقاہ کی سختیوں میں بسر کر لینے دیجیے۔

ارگوں۔ آہ! جب بھی ایک باپ اپنی بچّی کی بیمار محبّت پر تنبیہ کرتا ہے تو لڑکیاں ہمیشہ راہبہ ہو جانے کو ترجیح دیتی ہیں۔ اٹھو۔ جاؤ، جتنا اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کرو گی اسی قدر لائقِ سزا ہو گی۔ تم اپنے جذبات کو شادی کر کے ہی قابو میں لاؤ اور مجھ کو زیادہ تنگ مت کرو۔

دوریاں۔ لیکن کیا ۔۔۔۔؟

ارگوں۔ اپنی زبان بند اور اپنے کام سے کام رکھو۔ ایک لفظ بھی بولنے کی جرأت مت کرو۔

کلی انتھ تم مجھ کو تو بولنے کی اجازت دو۔۔۔۔۔۔

ارگوں۔ برادرِ محترم، دنیا میں سب سے بہتر مشورہ تو آپ ہی کا ہوتا ہے۔ اور میں اس کی قدر بھی کرتا ہوں۔ پھر بھی مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے اسے قبول کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔

المیر۔ (ارگوں سے) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کو سن کر اور کیا کہوں مجھے تمھارے اندھے پن پر سخت حیرت ہو رہی ہے۔ تم پر اس شخص کا جادو چل گیا ہے اور تم پورے طور پر اس کے طرف دار بن گئے ہو۔ یہاں تک کہ آج جو کچھ ہوا اور تم سے کہا گیا اسے بھی سچ ماننے کے لیے آمادہ

نہیں ہو۔

ارگوں۔ میں تمہارا ادنیٰ خادم ہوں۔ لیکن میں ظاہر کو دیکھ کر ہی فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے اندازہ ہے کہ تم میرے شیطان بیٹے کے ساتھ مادرانہ رویہ رکھتی ہو۔ تم اس کی الزام تراشی کو جھٹلا نہ سکیں جو اس بے چارہ کے خلاف لگائیں۔ بلکہ تم نے اس الزام کو بڑے سکون کے ساتھ قبول کرلیا ورنہ تم کو کچھ زیادہ ہی پریشان ہونا چاہیے تھا اور انکار کرنا چاہیے تھا۔

المیر کیا یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی محبت کا اظہار کرے تو عورت کی عصمت غصّہ میں بے قابو ہوجائے اور سارے بند ٹوٹ جائیں کیا آنکھیں سرخ کیے بغیر، اور ہونٹوں پر گالیاں لائے بغیر کسی کو جواب دیا جانا ممکن نہیں ہے؟ ۔ جہاں تک میرا معاملہ ہے تو میں بس ایسی باتوں پر ہنس دیتی ہوں، مجھے شور مچانا اچھا نہیں لگتا۔ میں یہ ثابت کرنا زیادہ پسند کرتی ہوں کہ شرافت اور مصلحت اندیشی کا ملاپ ہو سکتا ہے۔ میں ان وحشی اشرافیہ میں سے نہیں جو عزت کے دفاع کے لیے سر پیر کی بازی لگا دیتے ہیں اور ذرا سی بات پر کسی کی آنکھیں باہر نکالنے کے لیے تیار رہیں۔ خدا مجھے اس سے محفوظ ہی رکھے۔

ارگوں۔ پھر بھی، میں معاملہ کو سمجھتا ہوں مجھ پر کچھ تھوپا نہیں جا سکتا۔

المیر۔ مجھے تمہاری اس انوکھی معصومیت پر، ایک بار پھر، حیرت ہو رہی ہے۔ تمہاری یہ بے اعتقادی مجھے کیسے قائل کرے گی اگر میں یہ سب کچھ سچ کر کے دکھلا دوں؟۔

ارگوں۔ واہیات۔

المیر۔ ناراض مت ہو! مان لو اگر میں تم کو یقین دلانے کا کوئی راستہ نکال لوں تو۔

ارگوں۔ یہ تمہارا وہم ہے۔

المیر کیسے آدمی ہو بھئی، ارے مجھ کو جواب تو دو۔ میں تم سے یقین کر لینے کو نہیں کہتی لیکن، ادھر دیکھو، مان لو اگر ہم ایسی جگہ تلاش کر لیتے ہیں جہاں

سے تم سب کچھ دیکھ اور سن سکو، اس وقت تم اپنے اس پارسا کے بارے میں کیا کہوگے؟۔ اس وقت بھی یقین نہیں کروگے؟

ارگوں۔ ایسی بات ہو ہی نہیں سکتی۔

المیر۔ تم کافی دنوں تک دھوکے میں رہے ہو ــــ صرف مجھے مطمئن کرنے کے لیے ــــ خواہ تم مزید کچھ نہ کرو ــــ صرف یہ دیکھو کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ کہاں تک سچ ہے ــــ

ارگوں۔ چلو خیر ــــ میں تمھاری بات مانے لیتا ہوں ــــ دیکھنا ہے تم کس قدر ہوشیار ہو اور اپنے منصوبہ کو کیسے عملی جامہ پہناتی ہو۔

المیر۔ اسے یہاں آنے کے لیے تیار کرو۔

دوریاں۔ وہ تو بڑا ہی عیار ہے اس کو پکڑنا غالباً مشکل ہوگا۔

المیر۔ لوگ آسانی سے اپنی محبوباؤں کے ذریعہ بے وقوف بن جاتے ہیں۔ خود پسندی کا لازمی نتیجہ خود فریبی ہے۔ (کلی انتھ اور مریاں سے بات کرتے ہوئے) اس کو میرے پاس آنے کے لیے کہو اور تم لوگ چلے جاؤ۔

چوتھا سین

المیر، ارگوں

المیر۔ اس میز کو قریب کرلیں۔ تم اس کے نیچے چھپ جاؤ۔

ارگوں۔ کیوں؟

المیر۔ تم کو پوری طرح چھپا دینا ضروری ہے۔

ارگوں۔ اس میز کے نیچے ہی کیوں؟

المیر۔ اوہو! میں نے منصوبہ بنالیا ہے ــــ تم کو بس فیصلہ کرنا ہے۔ اس میز کے نیچے گھس جاؤ۔ اور جب تم وہاں ہو تو اس کا خیال رکھو کہ تمھیں کوئی دیکھ نہ پائے۔

ارگوں۔ میں اس معاملہ میں کافی غیور ہوں ــــ پھر بھی میں تم کو تمھارے منصوبہ

پر عمل کرتے ہوئے دیکھوں گا۔

المیر۔ تم ایسی کوئی نازیبا بات نہیں دیکھو گے کہ مجھ سے نفرت کرو ـــــ میں قسم کھاتی ہوں اپنے خاوند سے جب وہ میز کے نیچے جاتا ہے اسنو۔ میں اس کے سامنے ایک انوکھا موضوع چھیڑوں گی جس سے تم کو کوئی دکھ نہیں ہونا چاہیے۔ اب جبکہ میں نے اپنے ذمّہ لے ہی لیا ہے کہ تم کو کسی نہ کسی طرح یقین دلاؤں تو پھر مجھے اس بات کی اجازت ہونی چاہیے کہ میں جو چاہوں کہوں ـــــ یہ میری مجبوری ہو گی ـــــ پھر بھی میں اس دھوکہ باز کو اس وقت تک سبز باغ دکھاتی رہوں گی جب تک وہ اپنا نقاب نہ اتار دے ـــــ میں اس کی نفسانی خواہش کی ہمت افزائی کروں گی اور اس کو دست درازی کی کھلی چھوٹ دوں گی ـــــ میں صرف تمہاری خاطر اس کی خواہشات کے آگے جھکنے کا ڈھونگ رچاؤں گی ـــــ چونکہ مقصد صرف اس کو زک دینا ہے اس لیے معاملہ بہت آگے نہیں بڑھے گا تاکہ تم بعد میں اس بات کو پسند نہ کرو۔ اور جب تم کو یقین آ جائے گا تو پھر میں رک جاؤں گی۔ یہ میں تم پر چھوڑتی ہوں۔ جب تم دیکھو کہ معاملہ حد سے تجاوز کرتا جا رہا ہے تو پھر تم اس کے پاگل جذبہ کو روک دو۔ یہ تمہارا معاملہ ہے اس کا فیصلہ تم کرو اور ـــــ ـ ـ ـ ـ ـ وہ آرہا ہے ـــــ خاموش ہو جاؤ۔ خود کو دکھانا نہیں۔

پانچواں سین

تارتوف، المیر، ارگول

تارتوف۔ آپ شاید مجھ سے یہاں کچھ بات کرنا چاہتی ہیں۔

المیر۔ ہاں، میں کچھ رازکی باتیں تم کو بتلانا چاہتی ہوں۔ لیکن پہلے دروازہ بند کر دو۔ ہر طرف دیکھ لو کہیں ہم دونوں کو بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ میں اس طرح کبھی حیران نہ ہوئی ـــــ دمیس نے تمہاری وجہ سے مجھے

سخت حیرت میں ڈال دیا تھا۔ تم نے دیکھا، میں نے ہر ممکن کوشش کی
کہ کس طرح اس کا غصّہ ٹھنڈا ہو اور وہ اپنے منصوبہ سے باز آجائے۔
سچ تو یہ ہے کہ میں کچھ پس و پیش میں پڑ گئی ـــــ جو کچھ اس نے کہا
اس سے انکار کرنے کا خیال بھی میرے ذہن میں نہیں آیا۔ پھر بھی خدا
کا شکر ہے کہ جو کچھ ہوا بہتر ہوا اور سب کچھ ہمارے موافق ہو گیا۔ تمھیں
جو عزت حاصل ہے اس کی وجہ سے طوفان ٹل گیا اور اب میرے خاوند
کو تمھارے کسی عمل سے تکلیف نہیں ہوگی۔ ان کی خواہش ہے کہ ہم
دونوں اکثر ساتھ رہیں تاکہ جو لوگ ہمارے تعلق سے ادھر اُدھر افواہیں
اڑاتے ہیں ان کے لیے خود اپنا دفاع مشکل ہو جائے ـــــ یہی وجہ ہے
کہ میں یہاں تنہا، کمرہ میں بند، تمھارے ساتھ ہوں۔ کسی الزام کی پروا
کیے بغیر ـــ اب میں تمھاری محبّت کے جواب میں، کسی حد تک آسانی کے ساتھ
اپنا دل کھول کر رکھ سکتی ہوں۔

تارتوف۔ بیگم صاحبہ، آپ کی یہ باتیں سمجھنا ذرا مشکل ہو رہا ہے۔ آپ بولیں تو ضرور
لیکن ذرا تاخیر سے اور وہ بھی اس طرح۔

المیر۔ آہ! اگر تم کو میرے انکار سے تکلیف پہنچی ہے تو پھر تم کسی عورت کے
دل کو کم پہچانتے ہو۔ تم شاید نہیں سمجھتے کہ جب ہم لوگ اپنا دفاع
کم حوصلگی یا دھیمے پن کے ساتھ کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد کیا
ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں ہمیشہ ہمارے نازک جذبات و احساسات
اور شرم و حیا کے درمیان ایک طرح کا تصادم ہوتا ہے۔ محبّت کی موافقت میں
ہم لاکھ مضبوط دلیلیں پیش کریں ـــــ محبّت ہمیں مجبور کیوں نہ کر دے ـــ
لیکن جب اظہار کا وقت آتا ہے تو شرم دامن گیر ہوتی ہے۔ ہم پہلے انکار
کرتے ہیں لیکن ہمارے انداز سے ہماری خود سپردگی کے رویّے کو سمجھا
جا سکتا ہے ـــ ہمارے الفاظ ہماری خواہشات کی ضد ہوتے ہیں ـــ
بس عصمت و عفت کی خاطر ـــ اور ہم انکار بھی کرتے ہیں تو اس انداز
میں کہ جیسے ہر چیز کا وعدہ کر رہے ہوں ـــــ تم یقین کرو، میں کھل کر

تم سے اعتراف محبت کر رہی ہوں اور عورتوں کی مخصوص شرم وحیا کا کوئی خیال نہیں کر رہی۔ اب تم ہی بتلاؤ کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو کیا میں ڈمیس کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتی، یا صبر کے ساتھ اتنی دیر تک تمھاری باتیں سنتی رہتی — اس وقت جب تم نے اظہار محبت کیا تھا — اور اگر تمھاری پیش کش سے مجھے خوشی نہ ملتی تو کیا میں وہی کرتی جو اس وقت کیا؟ — میرے اس رویہ کا تمھارے نزدیک کیا مطلب تھا جب میں نے کہا کہ تم مریاں کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دو؟ کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میں تم میں دلچسپی لے رہی تھی، اگر تمھاری شادی اس کے ساتھ ہو جاتی تو مجھے سخت صدمہ ہوتا اس لیے کہ اس طرح تمھاری محبت میرے اور مریاں کے درمیان تقسیم ہو جاتی جب کہ تم صرف میرے ہو۔

تارتوف۔ بیگم صاحبہ! محبوب کی زبان سے ایسی باتیں سننا انتہائی مسرت کا باعث ہوتا ہے۔ ان باتوں نے میرے حواس میں ایسی مٹھاس بھر دی ہے جس سے میں آج تک ناواقف تھا۔ آپ کو خوش رکھنا ہی میری زندگی کا بنیادی مقصد ہے اور یہ میری خوش نصیبی ہوگی اگر میں آپ کے کام آسکوں۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں کہوں کہ میرا ذہن اب بھی مشکوک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوں جس کا مقصد یہ ہو کہ میں کسی طرح مریاں سے شادی کرنے سے انکار کر دوں۔ اگر میں آپ سے کھل کر کہوں تو مجھے آپ کے ان الفاظ پر اس وقت تک اعتبار نہیں آئے گا جب تک مجھے یہ یقین نہ دلایا جائے کہ ان الفاظ کا حقیقی مفہوم بھی وہی ہے جو بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مجھ پر آپ کی چند وہ مخصوص عنایتیں ہوں جن کے لیے میں تڑپتا رہتا ہوں۔ اس طرح میرے دل کو آپ کے جذبات کی صداقت کا یقین آجائے گا۔

المیر۔ (اپنے شوہر کو ہوشیار رہنے کے لیے کھانستی ہے) تو کیا؟ تم اتنی جلد بازی کرو گے اور میرے دل کی کرم نوازیوں کو بس ابھی ختم ہو جانے دو گے؟ میں اپنے اقرار کی پابند ہوں۔ کیا تم کو کوئی چیز اس وقت تک مطمئن

نہیں کرتی جب تک تم اسے انتہا تک نہ پہنچا دو؟۔

تارتوف۔ جو کسی کرم کا مستحق کم ہوتا ہے اسے امید کرم بھی کم ہوتی ہے۔ ہماری محبت صرف دو لفظوں سے مطمئن نہیں ہو سکتی۔ کسی ایسی صورت حال کے اچانک سامنے آجانے پر شک ہونا فطری امر ہے اس لیے ہماری خواہش ہے کہ اس پر یقین کرنے سے پہلے اس سے مسرت اٹھالیں۔ یقین جانئے، میں آپ کی عنایتوں کا مستحق نہیں ہوں یہی وجہ ہے کہ مجھے اپنے جرأت اظہار کی کامیابی پر شک ہو رہا ہے، بیگم صاحبہ! آپ کی ان باتوں پر ذرا بھی یقین نہیں جب تک آپ میری امنگوں کو حقیقی ثبوت سے مطمئن نہ کریں۔

المیر۔ خدارا، تمھاری محبت بھی کس قدر ظالم ہے۔ یہ کس قدر انوکھے اضطراب میں مجھ کو ڈال رہی ہے۔ یہ دل کو کس قدر بے قابو اور خواہشات کو برانگیختہ کر رہی ہے۔ تو کیا؟ تم اپنے ارادے سے باز نہیں آؤگے؟ کیا تم مجھ کو دم بھی نہیں لینے دوگے، کیا اتنا سخت گیر ہونا شائستگی ہے، کیا یہ مناسب بات ہے کہ تم میری اس کمزوری سے فائدہ اٹھاؤ جو میں تمھارے لیے محسوس کرتی ہوں؟۔

تارتوف۔ اگر آپ میری باتوں کو پسند کرتی ہیں تو پھر ثبوت دینے سے انکار کیوں ہے؟۔

المیر۔ بغیر خدا کو ناراض کیے، جس کا تم بار بار نام لیتے ہو، میں کیوں کر تمھاری خواہشات پوری کر سکتی ہوں؟۔

تارتوف اگر صرف خدا اس راہ میں حائل ہے تو میں اس رکاوٹ کو آسانی سے دور کر سکتا ہوں۔ اس سے آپ کی ہمت پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہئے۔

المیر۔ لیکن آسمان کے فیصلے خطرناک ہوتے ہیں۔

تارتوف۔ میں آپ کے اس بے جا خوف کو دور کر سکتا ہوں۔ بیگم صاحبہ! میں خطرات دور کرنے کا طریقہ جانتا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ خدا بعض مخصوص جذبات کے اظہار پر پابندی عائد کرتا ہے لیکن اس سے بچ نکلنے کے بھی راستے ہیں۔ یہ تو ایک علم ہے جس کے ذریعہ ہم ضمیر کی شکل کو ضرورت کے مطابق ڈھیلی کر دیتے ہیں اور جس کا سہارا لے کر بعض غیر اخلاقی کاموں کو خلوص نیت کا بہانہ لے کر

جائز بنا لیتے ہیں۔ میری خواہشات کو مطمئن کیجیے اور کسی طرح کا خوف دل میں نہ لائیے۔ جواب دہی میری ہوگی ـــ یہ گناہ میرے سر جائے گا ـــ آپ کھانس بہت رہی ہیں بیگم صاحبہ!

المیر۔ یہ مجھے اذیت دے رہی ہے۔

تارتوف۔ کیا آپ ملیٹھی نوش کرنا پسند کریں گی؟

المیر۔ اس وقت سردی تکلیف دہ ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ دنیا کی ساری ملیٹھی اب بے سود ہوگی۔

تارتوف۔ یہ یقیناً تکلیف دہ بات ہے۔

المیر۔ جی ہاں، ناقابل بیان۔

تارتوف۔ بہر حال آپ کے پس و پیش پر قابو بآسانی پایا جاسکتا ہے۔ آپ بھروسہ رکھیں۔ یہ بھید ہی رہے گا۔ نقصان راز کے افشا سے ہوتا ہے۔ خطا اسی وقت خطا ہے جب وہ دنیا کے سامنے آجائے۔ چھپ کر گناہ کرنا گناہ نہیں ہوتا۔

المیر۔ (پھر کھانسنے کے بعد) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب مجھے جھکنا ہی چاہیے۔ اور اپنا سب کچھ تمھارے حوالے کر دینا چاہیے۔ مجھے تم سے اس بات کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیے کہ تم اس سے کم پر بھی مطمئن ہو سکتے ہو۔ حالانکہ اس انتہا تک آنا مشکل ہے اور یہ میری خواہشات کے برخلاف بھی ہے لیکن جب لوگ مجھے اس انتہا تک پہنچانا ہی چاہتے ہیں، جب وہ کہی ہوئی باتوں پر یقین ہی نہیں کرتے، اور وہ اس سے زیادہ ثبوت کے خواہاں ہیں، تو پھر یہی رہ جاتا ہے کہ ان کو مطمئن کرنے کے لیے وہ کر گذرا جائے اور اگر یہ عمل کوئی گناہ ہے تو پھر اس کے سزاوار وہ ہیں جو مجھے اس کے لیے مجبور کر رہے ہیں۔ یقیناً غلطی میری نہیں ہے۔

تارتوف۔ ہاں بیگم صاحبہ! میں اس کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں۔ یہ چیز بذات خود......

المیر۔ ذرا دروازہ کھول کر دیکھ لو۔ آس پاس میرے شوہر تو نہیں ہیں۔

تارتوف۔ آپ کو ان سے اس قدر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم لوگوں کے بیچ میں ان کی حیثیت ہی کیا ہے۔ وہ ہمارے ملنے جلنے پر فخر کرتے ہیں۔

اور میں نے تو ان کو ایسا سیدھا کر رکھا ہے کہ وہ ہر چیز کو دیکھتے ہوئے بھی کسی چیز پر یقین نہیں کر سکتے۔

المیر۔ پھر بھی، ایک لمحہ کے لیے باہر جاؤ اور چاروں طرف احتیاط کی نظر دوڑالو۔

چھٹا سین

ارگوں، المیر

ارگوں۔ (میز کے نیچے سے باہر آتے ہوئے) سچ، یہ تو ذلیل ترین آدمی ہے۔ مجھے تو اس کی باتوں نے حیرت میں ڈال دیا۔

المیر۔ تم اتنی جلد کیوں باہر آگئے؟ تم لوگوں کو بے وقوف سمجھتے ہو۔ میز پوش کے نیچے جا گھسو، ابھی وقت نہیں آیا ہے ــــ اس وقت تک دیکھتے رہو جب تک تم کو یقین نہ آجائے ــــ اور محض باتوں پر یقین مت کرو

ارگوں۔ نہیں، اتنا بڑا شیطان تو کبھی دوزخ سے باہر آیا ہی نہیں۔

المیر۔ خدا کا شکر ہے! تم کو تو اتنی جلدی یقین کرنا نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے آپ کو پوری طرح مطمئن کر لو، جلدی مت کرو، کہیں غلطی کر جاؤ ــــ

(اپنے شوہر کو پیچھے ڈھکیل دیتی ہے)

ساتواں سین

تارتوف، المیر، ارگوں

تارتوف۔ بیگم صاحبہ! باہر سب کچھ اطمینان بخش ہے۔ میں نے ہر طرف دیکھ لیا ہے۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔

ارگوں۔ (اس کو روکتے ہوئے) بہت خوب! آپ اپنے عشقیہ خواہشات کی تکمیل کے لیے خاصے بیتاب ہیں۔ آپ کو اتنا زیادہ پرجوش نہیں ہونا چاہیئے۔ آہ! آہ! میرے پارسا آدمی، مجھ سے تم میری بیوی چھین لینا چاہتے ہو تمھاری روح حرص کی کس قدر غلام ہے!۔ تم شادی میری بیٹی سے کروگے اور میری بیوی کی تمنا ـــــ میں پہلے بھی تمھاری دلچسپیوں پر شک کر چکا ہوں لیکن میں نے ہمیشہ سوچا کہ تم اپنا رویہ بدل لوگے۔ لیکن اب مزید ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اب مطمئن ہوں۔

المیر۔ (تارتوف) جو رول ہمیں ادا کرنا پڑا ہے وہ میرے مزاج کے خلاف ہے لیکن میں ایسا کرنے کے لیے مجبور ہو گئی تھی۔

تارتوف۔ کیا؟ کیا تم سوچتی ہو...... ؟

ارگوں۔ تمھاری تقریروں کی اب ضرورت نہیں ہے۔ تمھیں اس گھر کو جلد خالی کر دینا چاہیے۔

تارتوف۔ آپ تو اس طرح بول رہے ہیں جیسے یہ گھر آپ ہی کا ہے۔ یہ آپ ہیں جسے گھر چھوڑنا چاہیے۔ گھر میرا ہے ـــــ میں آپ کو دکھلاؤں گا کہ میرے سلسلہ میں اس طرح کی بزدلانہ چالیں بے کار ہیں۔ آپ نے مجھے رسوا کر کے بڑی بھول کی ہے۔

آٹھواں سین

المیر، ارگوں

المیر۔ یہ کیسی گفتگو ہے؟ یہ کیا کہہ رہا ہے؟۔

ارگوں۔ افسوس! میں بڑی پریشانی میں ہوں۔ یہ ہنسی کی بات نہیں ہے۔

المیر۔ کیوں؟

ارگوں۔ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں مجھے غلطی صاف نظر آ رہی ہے۔ جہ کی دستاویز نے میرا ذہن الجھا دیا ہے۔

لمیسر۔ جبہ کی دستاویز۔۔۔۔۔؟

ارگوں۔ لکھی جا چکی ہے۔ ساتھ ہی کوئی اور چیز بھی ہے جو مجھے بے چین کر رہی ہے۔

المیسر۔ وہ کیا؟

ارگوں۔ تم سب جان لوگی۔ پہلے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ بکس اب اوپری منزل میں ہے یا نہیں۔

پانچواں ایکٹ

پہلا سین

ارگوں ، کلی انتھ

کلی انتھ ۔ تم کدھر جارہے ہو؟

ارگوں ۔ میں خود نہیں جانتا۔

کلی انتھ ۔ میرے خیال میں پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہمیں آپس میں مشورہ کرلینا چاہیے کہ اس معاملہ میں کیا قدم اٹھایا جاسکتا ہے۔

ارگوں ۔ بکس مجھے بہت پریشان کیے ہوئے ہے۔

کلی انتھ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کوئی اہم راز تھا!

ارگوں ۔ اس میں میرے ایک بدنصیب دوست آرگس کی امانت تھی۔ اس نے میرے ہاتھ میں رازداری کے ساتھ سونپی تھی۔ فرار ہوتے وقت اس نے اس کام کے لیے مجھے ہی منتخب کیا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس بکس میں رکھے ہوئے کاغذات پر اس کی زندگی کا دارومدار ہے۔

کلی انتھ پھر تم نے اسے کسی اور کے حوالے کیوں کردیا؟۔

ارگوں ۔ بس نیک نیتی سے۔ مجھے اس کمبخت پر بھروسہ تھا۔ اس کی دلیلوں نے

مجھے اس بات پر راضی کر لیا تھا کہ اس کے پاس بکس کا رکھوانا زیادہ مناسب ہوگا۔ تاکہ اگر انکوائری ہوتی ہے تو میں آسانی کے ساتھ انکار کر دوں۔

کلی انتھ۔ ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ کرنے والے کی تم ایک بھونڈی مثال ہو۔ جبہ نامہ اور امانت، دونوں کے لیے جو قدم تم نے اٹھایا اس پر غور و فکر نہیں۔ اب اس کو تم پر غلبہ حاصل ہے ایسی صورت میں اس کو چھیڑنا مناسب نہیں ہے۔ کوئی دوسرا راستہ تلاشو۔

ارگوں۔ ایسی شیطان روح کو چھپانا چاہیے۔ اور وہ بھی میں جس نے اس کو اپنے گھر میں اس وقت داخل کیا جب وہ بھکاری اور مفلس تھا۔۔۔۔۔۔۔ سب کچھ ختم ہوا۔ اب میں تمام مذہبی لوگوں سے نفرت کرنے لگا ہوں ـــــ اب میں ان لوگوں کے لیے شیطان سے زیادہ خطرناک ثابت ہوں گا۔

کلی انتھ کیا یہ پہلے کی طرح جلد بازی نہیں ہے؟ تم کسی چیز پر سکون سے فیصلہ نہیں کرتے۔ کبھی ضروری غور و فکر بھی نہیں کرتے ـــ تم ایک انتہا سے دوسری انتہا کی طرف بھاگتے رہتے ہو۔ تم اپنی غلطی محسوس کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ تم کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ لیکن کیا یہ مناسب ہے کہ ایک بھول کی اصلاح کے لیے دوسری بڑی بھول کرو؟۔ کیا تم ایک مکار شخص اور نیک آدمی کے درمیان تمیز نہیں کر سکتے؟ ایک بدمعاش نے، پارسائی کا ڈھونگ رچا کر تم کو دھوکہ دیا تو اب تم فیصلہ کر لوگے کہ سارے لوگ اسی کی طرح ہیں اور اب کوئی سنجیدہ اور پرہیز گار عبادت گذار دنیا میں بچا ہی نہیں؟ ایسی بے وقوفی کی باتیں کافروں کے لیے چھوڑ دو، نیکی اور بدی کے درمیان فرق کرنا سیکھو۔ ہمیشہ اعتدال کا راستہ منتخب کرو۔ ریاکار کو عزت مت دو۔ لیکن ساتھ ہی پارسا کو برا بھلا بھی مت کہو۔

دوسرا سین

دیمس، ارگوں، کلی انتھ

دیمس۔ کیا یہ صحیح ہے ابا جان کہ وہ مکار آپ کو ڈرا دھمکا رہا ہے اور یہ کہ وہ سارے فائدے جو اس نے آپ سے حاصل کیے ہیں اسے بھلا بیٹھا ہے۔

ارگوں۔ ہاں بیٹے۔ اور اس کی وجہ سے میں سخت پریشانی میں ہوں۔

دیمس۔ اس کو مجھ پر چھوڑ دیجیے۔ میں آپ کو اس سے چھٹکارا دلاؤں گا۔ معاملہ کو ختم کرنے کے لیے میں اس کو جان سے مار ڈالوں گا۔

کلی انتھ۔ یہ بچپن کی باتیں ہیں۔ اپنے جذبات پر قابو پاؤ۔ ہم ایک حکومت کے ماتحت زندگی گزارتے ہیں اس زمانہ میں تشدد معاملہ کو بگاڑتا ہے۔

تیسرا سین

مونسیو لویال، مادام پرنیل، ارگوں، دیمس، مریاں، دوریاں، المیر، کلی انتھ

مونسیو لویال۔ صبح بخیر بہن، تمھارے مالک سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

دوریاں۔ وہ دوستوں میں گھرے ہیں۔ مجھے شک ہے کہ وہ اس وقت کسی سے مل بھی سکتے ہیں۔

مونسیو لویال۔ بس ان سے اتنا کہو کہ میں جناب تارتوف کی طرف سے آیا ہوں۔ ان کی بھلائی کے لیے۔

دوریاں۔ ایک شخص تارتوف کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام لایا ہے۔ کوئی ایسا معاملہ ہے جس کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ آپ اس سے خوش ہوں گے۔

کلی انتھ۔ تم دیکھو وہ شخص کون ہے اور کیا چاہتا ہے؟

ارگوں ۔ شاید وہ سمجھوتہ کے لیے آیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کروں ۔؟

کلی انتھ۔ تمھیں اپنے غصّہ کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ کسی معاہدہ کی بات کرتا ہے تو پھر تم کو اس کی باتیں غور سے سننی چاہئیں۔

مونسیولویال۔ تمھارا خادم، خدا اس کو غارت کرے جو تم کو کسی طرح کا نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ ہر بات تمھارے موافق ہو۔ میں تمھارے باپ کا ملازم رہا ہوں اور تمھارا سارا گھرانہ مجھے ہمیشہ پیارا رہا ہے۔

ارگوں۔ میں، کافی شرمندہ ہوں اور اس کی معافی چاہتا ہوں کہ آپ سے اور آپ کے نام سے ناواقف ہوں۔

مونسیولویال ۔ میرا نام ملاتل ہے میں نارمندی میں رہتا ہوں۔ پچھلے چالیس سالوں سے میں اس جگہ پر بحسن و خوبی کام کر رہا ہوں۔ میں اس وقت تمھارے پاس ایک خاص فرمانِ عدالت تعمیل کرانے آیا ہوں ــــــ

ارگوں۔ کیا؟ کیا تم یہاں......؟

مونسیولویال۔ جناب ذرا اطمینان رکھیے۔ یہ تو بس ایک عدالتی سمن ہے۔ بس ایک حکم ہے جس کے ذریعہ آپ کو مع اسباب کے ہٹادیا جائے گا تاکہ یہاں دوسرا آسکے۔ اس میں کسی تاخیر یا رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔

ارگوں۔ کیا مجھے یہ مکان چھوڑنا ہے؟ ۔

مونسیولویال۔ ہاں، اگر تم چاہو۔ اس معاہدہ کی رو سے جو میرے پاس ہے، اب اس گھر کا مالک تارتوف ہے۔ وہ اب اس وقت سے تمھارے تمام اسباب کا مالک ہے۔ کنٹریکٹ مکمل ہے اس لیے خلاف ورزی کی گنجائش نہیں۔

ڈیمس۔ یہ دیدہ دلیری لاجواب ہے۔

مونسیولویال۔ میں تمھارے والد سے باتیں کر رہا ہوں۔ تم سے مجھے کوئی سروکار نہیں یہ شخص کافی سلجھا ہوا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم ایک ملین کی خاطر

بغاوت نہیں کرو گے اور ایک شریف آدمی کی طرح مجھے احکامات کی تعمیل کرنے دو گے۔

ڈیمس۔ ہو سکتا ہے تم یہاں سے پٹ کر جاؤ۔

مونسیولویال۔ اپنے بیٹے کو حکم دو کہ خاموش رہے یا پھر یہاں سے چلا جائے۔ ورنہ مجھے مجبوراً تمھارا نام سرکاری رپورٹ میں درج کرنا پڑے گا۔

دوریاں۔ یہ شخص تو بڑا بے وفا نکلا۔

مونسیولویال۔ میں تمام اچھے لوگوں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں۔ میں نے یہ مشکل کام اپنے ذمہ لیا ہی نہیں ہوتا۔ صرف اس لیے لیا تاکہ میں تم کو بآسانی آمادہ کر لوں اور اس طرح تمھاری خدمت کروں۔ ورنہ میری جگہ کوئی ایسا بھی ہو سکتا تھا جو بدکلامی سے پیش آتا۔

ارگوں۔ اس سے بُری بات اور کیا ہو گی کہ کسی معقول آدمی کو اس کے گھر سے بے دخل کر دیا جائے۔

مونسیولویال۔ تم کو وقت دیا جاتا ہے۔ میں اس فرمان کی تعمیل کو کل تک کے لیے روکے لیتا ہوں۔ میں یہاں صرف رات گذارنے آؤں گا ـــــ دس آدمیوں کے ساتھ ـــــ یہاں کوئی شور و بدتمیزی نہیں کرے گا۔ بس دکھلاوے کے لیے سونے سے پہلے تم اپنے گھر کی چابی میرے حوالے کر دو گے۔ میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ تمھارے آرام میں خلل نہ ہو ـــــ میں کوئی غلط بات نہیں ہونے دوں گا۔ لیکن کل صبح سویرے تم کو مکان خالی کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اپنے تمام چھوٹے چھوٹے سامان کے ساتھ۔ میرے آدمی سامان نکلوانے میں تمھاری مدد کر سکتے ہیں۔ جو رویہ میں اپنا رہا ہوں اس سے بہتر کی امید بے کار ہے۔ چونکہ میں تمھارا پورا خیال رکھ رہا ہوں اس لیے مجھے یقین ہے کہ تم بھی میرے ساتھ اچھا برتاؤ کرو گے اور مجھ کو فرمان کی تعمیل میں دِق نہ کرو گے۔

ڈیمس۔ مجھے اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہو رہا ہے۔ اس گستاخی کو دیکھ کر میرا ہتھیلی کھجلا رہا ہے۔

دوریاں۔ میری قسم ملاتل۔ تمھاری اس چوڑی چکلی پیٹھ پر لاٹھی کوئی خاص اثر نہیں کرے گی۔

مونیولویاں۔ ہم ایسے حملوں کا جواب بڑی آسانی سے دے سکتے ہیں۔ بیٹی، عورتیں بھی قانون کے سامنے جواب دہ ہیں۔

کلی انتھ۔ ہمیں گفتگو کو یہیں ختم کر دینا چاہیے۔ اب بہت ہو چکا۔ اس کاغذ کو یہیں چھوڑ دو اور چلے جاؤ۔

پانچواں سین

ولیر، ارگوں، کلی انتھ

ولیر۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو پریشان کرنے آگیا ہوں۔ لیکن میں ایک فوری خطرہ کی وجہ سے یہاں آنے پر مجبور تھا۔ میرے ایک عزیز دوست نے، جو میرے اور آپ کے خاندان کے تعلق سے واقف ہے، میری خاطر ایک خطرہ مول لیا ہے اور حکومت کے راز کو افشا کیا ہے۔ اس نے مجھے خفیہ اطلاع دی ہے جسے آپ کو سن کر فوراً فرار ہو جانا چاہیے۔ اس عیار نے جو بہت دنوں تک آپ کے سر پڑا رہا، بس ایک گھنٹہ پہلے اس نے بادشاہ کے سامنے آپ کی شکایت کی ہے۔ اور جو الزامات آپ پر لگائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے قانون کی خلاف ورزی کر کے، ایک سیاسی مجرم کے بعض خفیہ دستاویزات کو چھپا رکھا تھا۔ وہ دستاویزات اس کے پاس موجود ہیں۔ میں اس الزام کی تفصیل سے تو واقف نہیں لیکن آپ کے نام وارنٹ جاری ہو چکا ہے۔ اس مقصد سے کہ اس وارنٹ پر عمل ٹھیک ہو سکے، تارتوف بھی گرفتار کرنے والے آفیسر کے ساتھ آرہا ہے۔ ذرا سی تاخیر آپ کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ کو لینے کے لیے میری گاڑی دروازہ پر موجود ہے۔ میں خود بھی آپ کے ساتھ رہوں گا تاکہ آپ بحفاظت چلے جائیں۔ جب تک آپ ان کی دسترس سے نہ نکل جائیں میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔

ارگوں۔ کیا کروں ؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا سے کیا ہوگیا! میں تمھاری اس فکر مندی کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ کبھی پھر ضرور ادا کروں گا۔ میری دعا ہے کہ خدا مجھے اس قابل بنائے کہ میں تمھاری مہربانی کا شکریہ ادا کروں۔ خدا حافظ تم سب خیال رکھنا کہ ....

کلی انتھ بھائی، تم جلدی جاؤ، ہم لوگ ضروری چیزیں دیکھ لیں گے۔

آخری سین

پولس افسر، تارتوف، ولیر، ارگوں، المیر، مریاں وغیرہ

تارتوف۔ ذرا سنبھل کر۔ اتنا تیز مت بھاگیے۔ آپ کو اپنی رہائش گاہ کی تلاش میں زیادہ دور سفر کرنا نہیں پڑے گا۔ ہم آپ کو حکومت کی طرف سے گرفتار کرتے ہیں۔

ارگوں۔ کمینے، تو نے یہ تیر آخری وقت کے لیے رکھ چھوڑا تھا۔

تارتوف۔ میں آپ کی گالیوں سے بے مزہ نہیں ہوتا۔ میں خداوند تعالیٰ کی خاطر تمام باتیں برداشت کرنے کا عادی ہو چکا ہوں۔

دیمس۔ کتنی عیاری سے ایک بدمعاش خدا کے نام کو استعمال کرتا ہے۔

تارتوف۔ تم سب کی گالیاں مجھے ہلا نہیں سکتیں۔ میں اس وقت اپنا فرض ادا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ رہا ہوں۔

ارگوں۔ ناشکرے۔ تجھے یاد ہے، یہ میرا فیاض ہاتھ جس نے تجھے مصیبت سے نکالا تھا۔

تارتوف۔ ہاں، میں آپ کی مدد سے واقف ہوں لیکن اعلیٰ حضرت کا مفاد اوّل ہے۔ یہ نہایت اہم ذمّہ داری ہے جس کے سامنے دوسرے تمام احسانات غیر اہم ہیں۔ میں اس ذمّہ داری کو پورا کرنے کے لیے اپنے دوست، بیوی، والدین سب کو قربان کر سکتا ہوں۔

المیر۔ مکّار کہیں کا!

کلی انتو۔ لیکن اگر یہ عقیدت جس پر آپ نازاں ہیں، اسی قدر بھرپور ہے جتنی کہ آپ ظاہر کرتے ہیں تو جناب والا آپ اس وقت تک کیوں خاموش رہے جب تک انھوں نے آپ کو اپنی بیوی کے ساتھ عشق بازی کرتے نہیں پکڑ لیا تھا۔ آپ نے ان پر اس وقت تک کیوں الزام نہیں لگایا جب تک یہ اپنی عزت کی خاطر آپ کو اپنے گھر سے نکالنے پر مجبور نہ ہو گئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اگر انھوں نے اپنی تمام جائداد کا حبہ آپ کے نام کر دیا تھا تو آپ اس کے خیال سے اپنا فرض انجام دینے میں کوتاہی کرتے۔ لیکن آپ نے ان سے بالآخر کوئی چیز ہی قبول کیوں کی جب آج آپ نے ان کے ساتھ مجرم کا سا سلوک کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

تارتوف۔ (پولس افسر سے) مہربانی کر کے مجھے اس شور وشغب سے نجات دلائیے اور اپنے وارنٹ پر عمل درآمد کیجیے۔

پولس افسر۔ کیوں نہیں۔ ہم نے عمل درآمد میں تاخیر کی ہے۔ اچھا ہوا آپ نے یاد دہانی کروادی۔ وارنٹ کی تعمیل ہو جائے گی اگر آپ میرے ساتھ سیدھے جیل چلے چلیں وہیں آپ کا رہنا تجویز ہوا ہے۔

تارتوف۔ کون؟ میں۔

پولس افسر۔ ہاں، آپ۔

تارتوف۔ کیا؟ جیل خانے کیوں؟۔

پولس افسر۔ میں آپ کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔ آپ نے کافی پریشانی اٹھائی ہے، جناب اب آپ سکون کی سانس لیں۔ ہمارا بادشاہ دھوکہ دہی کا دشمن ہے۔ وہ ایک ایسا بادشاہ ہے جو دلوں میں آر پار دیکھتا ہے۔ اسے کوئی ماہر عیار بھی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ اس میں تجزیہ کی خداداد صلاحیت ہے جس کی وجہ سے وہ کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتا ہے۔ وہ کسی مبالغہ آرائی کے فریب میں نہیں آتا۔ اس کے فیصلے زیادتی سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ باصلاحیت لوگوں کی عزت کرتا ہے لیکن یہاں بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہے اور مکاروں کی چال بازیوں پر اس کی گہری نظر ہے۔ یہاں تک کہ یہ شخص بھی اس سے نہیں بچ سکا۔ یہ شخص آپ کے خلاف

شکایت کرنے گیا تھا۔ لیکن بادشاہ اس کی پچھلی کارگزاریوں سے واقف تھا۔ اس شخص کی زندگی سیاہ کاریوں کی ایک طویل داستان ہے جس پر کتابوں کی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ مختصر یہ کہ بادشاہ نے آپ کے ساتھ اس کی بے وفائی اور احسان فراموشی کو ناپسند کیا اور اس کے دوسرے جرائم میں اس جرم کو بھی شامل کیا۔ ہاں، مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اس بدمعاش سے وہ سارے کاغذات لے لوں جن کو یہ اپنی ملکیت بتاتا ہے اور ان کو آپ کے حوالے کر دوں۔ بادشاہ نے اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے اس کنٹریکٹ کو باطل قرار دیا ہے جس کی رو سے آپ کی تمام دولت اسی آدمی کی ہو جاتی۔ اور آپ کو اس جرم سے بھی بری قرار دیا ہے جس میں آپ ایک دوست کے فرار کی وجہ سے پھنس گئے ہیں۔ یہ آپ کی پچھلی خدمات کا انجام ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ ایک اچھے کام کا کیا بدلہ دے سکتا ہے اور یہ کہ وہ صلاحیت کو نظرانداز نہیں کرتا۔ وہ برائی کی نسبت بھلائی کو زیادہ یاد رکھتا ہے۔

دوریاں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

مادام پرنل۔ میں اب سکون کا سانس لے سکوں گی۔

المیر۔ ہمارے مسائل کا حل واقعی کتنا بڑھیا نکلا!

مریاں۔ مگر اس کی پیش گوئی کون کر سکتا تھا؟

ارگوں۔ (تارتوف سے) اور مکار، بدمعاش! بس اب تم وہاں جا رہے ہو ـــــ

کلی انتھ۔ میرے بھائی۔ ذرا ٹھہر تو جاؤ۔ گالی گلوچ پر مت اترو۔ ایسے بدمعاش خود سزا بھگتیں گے اور ان کو ایذا پہنچے گی۔ ممکن ہے ایک دن یہ اپنے آپ اپنی غلطیوں کا معترف ہو اور نیکی کے راستہ پر آجائے۔

ارگوں۔ جی ہاں، کیا خوب کہا! ہمیں خوش ہو کر احتراماً اس کے سامنے جھک جانا چاہیے اور اس کی اعلیٰ سیرت اور خوبیوں کی تعریف کرنی چاہیے۔

کیوں بھائی اس نے ہمارے ساتھ بڑا شریفانہ برتاؤ کیا ہے نا؟
اب میرا فرض ہو جاتا ہے کہ دلیر جیسے بہادر، سنجیدہ اور شریف شخص کے ساتھ اپنی بٹیا کی شادی کر دوں تاکہ محبت کا رشتہ مستحکم اور میری بیٹی کی دلی آرزو پوری ہو۔

ختم

مولیئر اور اس کا عہد ایک نظر میں

سنہ	مولیئر : حیات و شخصیت	فرانس اور ہندوستان کے اہم واقعات
۱۶۲۲ء	۱۵ جنوری پیدائش ۔ ژاں بپٹسٹ پوکلین (اصل نام)	فرانس میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے خلاف خانہ جنگی
۱۶۲۳ء		ہندوستان میں تلسی داس مصنف رامائن کی وفات
۱۶۲۴ء		پیرس میں کارڈینل ریشیلیو کی شاہ فرانس کے مشیروں میں شمولیت
۱۶۲۵ء		گیز بالزاک نے فرانسیسی ادبی نثر کا پہلا انتخاب شائع کیا۔ پیرس تھیٹر بورگوں میں ہسپانوی کمپنی کے مذاحیہ ناٹکوں کی مقبولیت ۔
۱۶۲۷ء		شہنشاہ نورالدین جہانگیر کی لاہور میں وفات ۔
۱۶۲۸ء		آگرہ میں شاہ جہاں کی تخت نشینی
۱۶۲۹ء		پیرس میں اطالوی تھیٹریکل کمپنیوں کے مذاحیہ ناٹک اسٹیج کیے گئے اور مروج و مقبول ہوئے ۔
۱۶۳۱ء	مولیئر کے والد کا شاہِ فرانس کے ذاتی ملازم کی حیثیت سے تقرر	برہان پور میں ممتاز محل کی وفات ۔

سنہ	مولیئر؛ حیات و شخصیت	فرانس اور ہندوستان کے اہم واقعات
۱۶۳۲ء	مئی ۔ والدہ میری کریسے کا انتقال	آگرہ میں تاج محل کی تعمیر کا آغاز۔
۱۶۳۳ء	مولیئر کے والد کی دوسری شادی	
۱۶۳۵ء	مولیئر کے لیے ٹیوٹر رکھ کر اسکول میں داخلہ کے لیے تیاری کرائی گئی۔	اکیڈمی فرانسیسز کا قیام۔ فرانس کی اسپین کے خلاف جنگ۔
۱۶۳۶ء	مولیئر کا کولیژ دکلیرموں پیرس میں داخلہ ۔ سوتیلی ماں کی وفات۔	مشہور مصنفین شاپل۔ سی رانو دبرژاک اور برنیر جہاں مولیئر کے ہم مکتب تھے۔
۱۶۳۷ء	باپ کی جگہ بطور شاہی خدمتگار مولیئر کو ملازمت کی اجازت ملی۔	گولکنڈہ میں ملا وجہی نے سب رس تصنیف کی۔
۱۶۳۸ء		شاہ جہاں نے دلّی کے نئے شہر شاہ جہاں آباد کی تعمیر کا قصد کیا۔
۱۶۳۹ء	مولیئر نے امتیاز کے ساتھ فلسفہ کا ڈپلوما حاصل کیا۔	فرانس میں مشہور ڈرامہ نگار ژاں راسین کی ولادت ۔
۱۶۴۰ء	مولیئر نے اورلیون کی یونیورسٹی سے قانون کا امتحان پاس کیا۔	

سنہ	مولیئر: حیات و شخصیت	فرانس اور ہندوستان کے اہم واقعات
۱۶۴۱ء	شاپل کے مکان پر مشہور فلسفی گیسنڈی کے ساتھ مولیئر اور سی رانو دبرژراک کا قیام۔ علمی صحبتیں۔	دیکارت کی کتاب "مابعد الطبیعاتی تفکر" کی اشاعت۔
۱۶۴۲ء	۲۷ جنوری - ۲۳ جولائی بحیثیت ذاتی حاجب لوئی سیزدہم کی خدمتگاری۔ مادلین بے ژار سے ملاقات۔	رشلیو کی وفات۔ مزارین کا تقرر وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے۔
۱۶۴۳ء	شاہی ملازمت سے کنارہ کشی۔	شاہ لوئی سیزدہم کی وفات۔ لوئی چہاردہم کی بحیثیت شاہ فرانس تخت نشینی۔
۱۶۴۴ء	یکم جنوری - مولیئر کے اپنے تھیٹر کا افتتاح ہوا۔ ۲۸ جون - مولیئر کے قلمی نام سے پہلی دفعہ دستخط کیے۔	اکیڈمی فرانسیسز میں ڈرامہ نگار کورنئی کے استقبالیہ کے موقع پر فلسفی پاسکال کی ادب پر معرکۃ الآرا تقریر۔ مرزا عبدالقادر بیدل کی پٹنہ میں ولادت۔
۱۶۴۵ء	قرض خواہوں کی درخواست پر مولیئر کو قید کی سزا ہوئی۔ باپ کی طرف سے قرض کی ادائیگی پر رہائی۔	
۱۶۵۰ء	مولیئر اپنی کمپنی کا پہلا ڈائریکٹر مقرر ہوا۔	لال قلعہ دلّی اور شاہ جہاں آباد کی تعمیر۔
۱۶۵۳ء	بادشاہ کے چھوٹے بھائی اور مولیئر کے ہم مکتب شہزادہ کونتی نے تھیٹر کمپنی کی سرپرستی قبول کی۔	
۱۶۵۴ء		تاج محل آگرہ کی تکمیل

سنہ	مولیئر؛ حیات وتخلیقات	فرانس اور ہندوستان کے اہم واقعات
۱۶۵۵ء	شہر لیون میں اس کمپنی نے پہلا ڈرامہ بے پرواہ عاشق (L'ETOURDI) اسٹیج کیا۔	
۱۶۵۶ء	بے چارہ عاشق (LE DEPIT AMOUREUX) اس کمپنی نے کھیلا۔	پاسکال کی کتاب "پرووِنسیال لیٹر" کی اشاعت
۱۶۵۸ء	عاشق ڈاکٹر (LE DOCTEUR AMOUREUX) پیش کیا گیا۔	مولیئر کے ہم مکتب مشہور سیاح برنیر کی ہندوستان میں آمد۔ اورنگ زیب عالمگیر کا سن جلوس۔
۱۶۵۹ء	بیش بہا تضحیک (LES PRECIEUSES RIDICULES) کو اسٹیج کیا گیا۔	احمد آباد میں برنیر کی داراشکوہ سے ملاقات۔ جس نے فرانسیسی سیاح کو اپنا طبیب مقرر کیا۔ اسی سال بدنصیب شہزادہ داراشکوہ دہلی میں قتل کر دیا گیا۔
۱۶۶۱ء	نامراد (LES FACHEUX) دون گارسی دنوار (DOM GARCIE DE NAVARRE) شوہروں کا مدرسہ (L'ECOLE DES FEMMES) کی پیش کش	
۱۶۶۲ء	بیویوں کا مدرسہ L'ECOLE DES FEMMES کھیلا گیا۔ ۲۳ جنوری مولیئر اور ارماند بے ژار کے درمیان شادی معاہدہ۔	
۱۶۶۳ء	بادشاہ کا مولیئر کو ہزار فرنک کا مستقل عطیہ۔ اظہار تشکر میں مولیئر نے خوبصورت روحیں (BEL ESPRIT) پیش کیا	برنیر اپنے دوست مونسیو موتھ لوراِیئے کو سیاحت ہندوستان کے متعلق خط پیرس بھیجتا ہے۔
	بیویوں کے مدرسہ کی تنقید (LA CRITIQUE DE L'ECOLE DES FEMMES) ورسائی کی برجستگی (L'IMPROMTU DE VERSAILLES) اسٹیج کیے گئے	

سنہ	مولیئر؛ حیات و تخلیقات	فرانس اور ہندوستان کے اہم واقعات
۱۶۶۴ء	۱۰ جنوری۔ پہلے بچہ لوئی کی پیدائش جبر کی شادی (LE MARIAGE FORCE)	شیوا جی نے راجہ کا لقب اختیار کرنے کے بعد مغل بندرگاہ سورت کو تاراج کیا۔
	شہزادی ایلیڈ تارتوف LE TARTUFF ۱۴ر نومبر کو مولیئر کے بچے لوئی کی وفات	
۱۶۶۵ء	دوں ژوین (DOM JUAN) اسٹیج کیا گیا مولیئر کی بچی ایسپری کی ولادت ۱۴ر اگست۔ مولیئر کی تھیٹریکل کمپنی کو سات ہزار فرنک وظیفہ کے ساتھ شاہی طروپ کا اعزاز بخشا گیا۔	برنیئر کی سیاحت کشمیر کے بعد الٰہ آباد کے نزدیک راج محل پر ایک دوسرے فرانسیسی سیاح ترینیئر کو چھوڑ کر بنگال کو روانگی
	ڈاکٹر کی محبت (L'AMOUR DE MEDECIN) کھیلا گیا مولیئر نے راسین کے ڈرامے سکندر اعظم کو پیش کیا	
۱۶۶۶ء	مولیئر اور ارماند کے مابین علیحدگی۔ گھر چھوڑ کر مولیئر کا اوتائی میں قیام اپنے طروپ کے ساتھ	برنیئر مسولی پٹم اور گولکنڈہ پہنچا ہے جہاں اسے شاہجہاں کے انتقال کی خبر ملتی ہے
	مردم بیزار (MISANTHROPE) احمق ڈاکٹر (LEMEDCIN MALGRELUI) اسٹیج کیے گئے۔	فرانسیسی مصور منیار نے مولیئر کی پورٹریٹ بنائی جو اس کتاب میں شامل کی گئی ہے۔ پیرس سے مولیئر کی تخلیقات کی دو جلدوں میں اشاعت۔

سنہ	مولیئر؛ حیات و تخلیقات	فرانس اور ہندوستان کے اہم واقعات
۱۶۶۷ء	دیہی کومک (LA PASTORAEE COMIQUE) بے بس شوہر (GEORGE DADIN) کنجوس (L'AVARE) پیش کیے گئے	برنیر براہِ سورت ایران چلا جاتا ہے۔
۱۶۶۸ء	ایمفی تھیترون (L' AMPHITRYON)	اورنگ آباد میں ولی کی پیدائش
۱۶۶۹ء	مولیئر کے والد ژاں پوکلین کی وفات۔ انگریزی میں تارتوف کے ترجمہ کی طباعت و اشاعت۔ موسیو د پور سوناک (MONSIEUR DE POURCEGNACE) کھیلا گیا۔	
۱۶۷۰ء	مولیئر سین جرمن اولے میں لوئی چہاردہم کی درباری تفریحات کا منتظم مقرر کیا جاتا ہے۔ شاندار عاشق اسٹیج کیا گیا بورژوا ژانتیوم (LE BOURGOIS GENTLLE HOMME) پیش کیا گیا	بعد از مرگ پاسکال کی کتاب "تصورات" کی اشاعت ژاں راسین کا ڈرامہ "بیرنیس" کی طباعت
۱۶۷۱ء	۱۷ جنوری سائیکی (PSYCHE) کی نمائش۔ فوربیے داسکاپاں (LE FOURBERIES DESCAPIN) اسٹیج ہوا	
	ارماند کی طویل علالت مولیئر دوبارہ اپنی بیوی ارماند کے ساتھ رہنے لگتا ہے۔	

سنہ	مولیئر؛ حیات و تخلیقات	فرانس اور ہندوستان کے اہم واقعات
۱۶۷۲ء	مادلین کا انتقال۔ وہ اپنی تمام ملکیت کا وارث ارماند کو قرار دیتی ہے عالم فاضل خواتین (LES FEMME SAVANTES) پیش کیا گیا ۱۵ ستمبر۔ مولیئر کے تیسرے بچے پیر کی ولادت اور کچھ عرصہ بعد وفات	ژاں ریسین کا ڈرامہ "بژازے" کی اشاعت
۱۶۷۳ء	ذہنی مریض (LE MALADE IMAGINAIRE) کی پیش کش۔ ۱۷ فروری اس ڈرامہ کے چوتھی بار کھیلے جانے کے دوران اسٹیج پر ہی خون کی قے کی۔ ۱۸ فروری حالت بگڑتی گئی اور دس بجے رحلت کی۔ ۲۱ فروری۔ پیرس کے سین جوزف قبرستان میں نو بجے شب تدفین انجام دی جاتی ہے۔	ژاں ریسین کا ڈرامہ "متھریدات" کی اشاعت

109

BIBLIOGRAPHY

1. AUDIBERTI: Moliere dramalurge, L' Arche 1954.

2. BECKER, J: "XVII^c Siecle'' Librarie Hacheth Paris.

3. CALVET, J.: ''Histoire Letterature Francaise'' J.DE Gigord, Edeture Paris,rue Cassette, 15 1953.

4. COUTON, Georges: OEuvres Completes, ed. etablie, 2 Vol., '' Bibliotheque de la pleiade'', Gallimard,1971.

5. FLAMBEAU: ''Moliere Theatre Tome'' I to V Vol. Hachette Paris.

6. GREEN, F.C.: '' Moliere's Comedies'', 2 Vol.,1956.

7. GUICHARNAUD, Jacques: MOLIERE,PRENTICE-Hall, INC. ENGLEWOOD CLIFFS,1964.

8. GUTWIRTH, Marcel: Moliere ou L' Invention Concique, Minard, 1966.

9. KOHLER,Pierre: Auteur de Molier: L'esprit classique et la comedie, Payot 1925.

10. LAUBREAUX,Raymond: '' Moliere'' Editions seghers, Paris 1973.

11. LEDOESERT, R.P.L. And WILSON, Ronald A. : Les Fourberis De Scapin, Introduction and Notes, London W.C. and Sons, 1949.

12. LEVI, M.: ''Moliere's L' Avare'', Introduction and Notes, D.C.Heath and Co., Publishers Boston Newyork, Chicago,1900.

13. ROSS, Cairnc John: Moliere bourgeois et libertin, Nizet, 1963.

14. SIMON, Alfred: Moliere Par lui - meme, Coll. ''Ecrivains de toujours''. ed. du seuil, 1957.

15. THIBAUDET, Albert:''Le Rire de Moliere'' Revue de Paris, 15 janvier 1922.

16. TURGEON, Fredrick King And CHEW, Arthur: ''Principal Comedies of Moliere, Introduction and Notes.

17. WALLER: ''Moliere's plays in French'' translation and notes, with Geogre Saintsbur's Introduction, 8 Vol., 1926.

18. WILSON, Ronald A.: Les femmes Savantes, witn a general Introduction on Moliere, 1947.

19. WOOD JOHN: '' Misan thrope and other plays'', Translation and Introduction, Middlesex, Penguine Books, 1958.

20. Reconnaisanee de Moliere , Librarie Hacheth Paris 1982.

فرانسیسی ادب۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں انجمن ترقی اردو ہند دہلی

اشاریہ:- اسمار و اصطلاحات

الف

ب

ش

ع

ف

ق

ک

گ

ل